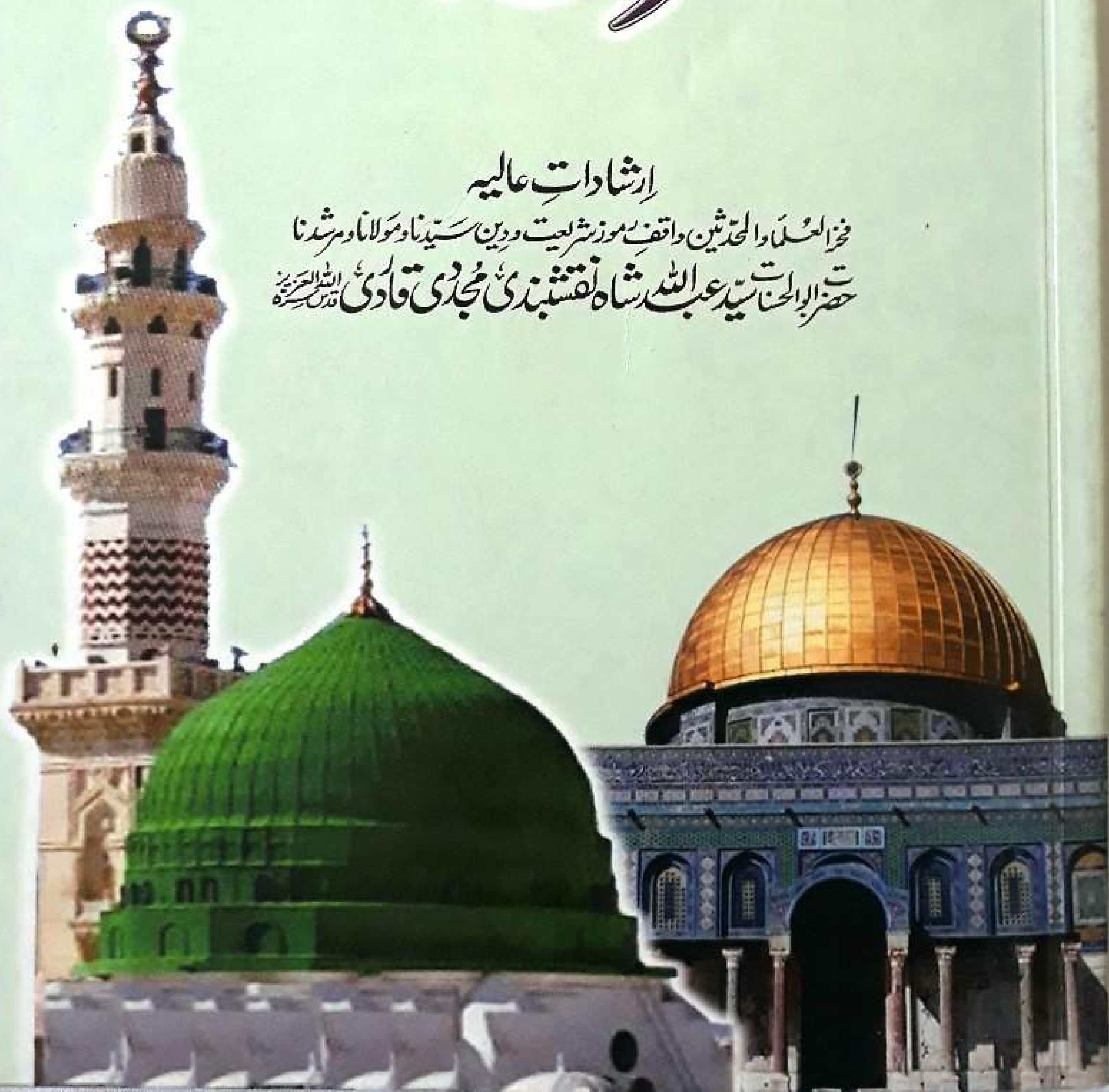
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# معراج نامہ

ارشاداتِ عالیہ

فخر العلماء والمحدثین واقفِ رموزِ شریعت و دین سیدنا و مولانا و مرشدنا

حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری قدس اللہ سرہ العزیز



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# معراج نامہ

ارشاداتِ عالیہ

فخر العلماء والمحدثین واقفِ رموزِ شریعت و دین سیدنا و مولانا و مرشدنا

حضرت ابو الحسنات سید عبد اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری قدس اللہ سرہ العزیز

به سر پرستی

حضرت مولانا ابو الخیر سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی

خلف و خلیفہ حضرت ممدوحؒ


دکن ٹریڈرس بک سیلرز اینڈ پبلشرز

23-2-378 مغل پورہ حیدرآباد 500 002

Phone : 24521777, 24562203, Fax 66710230

# تفصیلاتِ کتاب

نامِ کتاب .................. **معراج نامہ**

تصنیف .................. حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی وقادریؒ

زیرِ نگرانی .................. محمد محی الدین انور نقشبندی وقادری

کمپیوٹر گرافکس .................. محمد وحید الدین ' محمد الیاس الدین

قیمت ..................

طباعت .................. ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء




## ناشر



دکن ٹریڈرس بک سیلرز اینڈ پبلشرز

23-2-378 مغل پورہ حیدرآباد 500 002

PHONE : 24562203 , 24521777 ,66710230

...☆☆☆...

طالب دعا و دعا خیر کی گذارش:

محمد عامر الزمن قادری [حاذق]

# فہرست مضامین

| سلسلہ نمبر | فہرست مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| (۴۹) | ماں باپ کے نافرمانوں کیلئے عذاب (شکل ۱۵) ---------- | ۵۴ |
| (۵۰) | ناحق خون کرنے والوں کے لئے عذاب (شکل ۱۶)---------- | ۵۴ |
| (۵۱) | غروراور تکبر کرنے والوں کیلئے عذاب (شکل ۱۷) ---------- | ۵۴ |
| (۵۲) | منافقوں کے لئے عذاب (شکل ۱۸) ---------- | ۵۵ |
| (۵۳) | ریا کارلوگوں کیلئے عذاب (شکل ۱۹) ---------- | ۵۵ |
| (۵۴) | خدا کے راستہ میں جان ومال خرچ کرنے والوں کیلئے ثواب (شکل ۲۰) | ۵۵ |
| (۵۵) | معراج شریف کے مذکورہ بالا واقعہ سے نصیحت ---------- | ۵۶ |
| (۵۶) | **باب دوم** :ان واقعات کے بیان میں جو بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر میں پیش آئے ---------- | ۶۶ |
| (۵۷) | دوزخ کی آگ ---------- | ۹۳ |
| (۵۸) | دوزخ کے سانپ بچھو---------- | ۹۴ |
| (۵۹) | دوزخیوں کی غذا ---------- | ۹۴ |
| (۶۰) | دوزخ کا پانی ---------- | ۹۴ |
| (۶۱) | دوزخی کپڑے---------- | ۹۵ |
| (۶۲) | دوزخی زنجیر---------- | ۹۵ |
| (۶۳) | دوزخ کا بادل ---------- | ۹۵ |
| (۶۴) | دوزخ کی چکی ---------- | ۹۶ |
| (۶۵) | امت کیلئے مالک علیہ السلام کی نصیحت ---------- | ۹۶ |
| (۶۶) | بخشش کا پہلا سبب توبہ ---------- | ۹۷ |

| سلسلہ نمبر | فہرست مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|


•••☆☆☆•••

# حمد و نعت

سارا عالم اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے دکھا رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر کس قدر عنایت و رحمت ہے کہ ہر شئے کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ بہت فراخ دلی سے عطاء فرمائی۔ اگر کسی کو بظاہر ضرورت کی چیز نہیں دی ہے تو اس کا بدل ضرور دے دیا ہے۔ اس کو خوب یاد رکھیے، مکڑی کے منہ میں وہ لعاب دیا ہے جس سے وہ اپنا گھر بناتی اور اس میں اپنا شکار پھانستی ہے۔ پرندوں کو پر دیے اور وہ سمجھ عطا کی جو عجیب و غریب گھونسلے اپنے رہنے کے لئے بنا لیتے ہیں، بڑے بڑے پرکاروں سے بھی بنایا جائے تو ایسا نہیں بنا سکتے۔ زمین میں رہنے والی مخلوق کو سردی و گرمی سے بچنے کے لئے بل بنانا سکھایا۔ درندوں کو چنگل و دانت عطا کئے۔ درختوں کو سکھایا کہ جڑوں کے ذریعہ پانی کے ساتھ ساتھ نرم مٹی کو چوس کر اس سے رنگ برنگ کے پتے اور پھول پھل بنائیں، غرض کوئی کہاں تک بیان کرے۔ ہر چیز کو وہ دے دیا جس کی اس کو ضرورت ہے۔ ایک آنکھ کو ہی لے لیجئے کس قدر خوبصورت بنائی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آئینے کے دو ٹکڑے ہیں جو دو طرف رکھ دیئے گئے ہیں، آئینے پر گرد و غبار پڑتا ہے تو اس کو وقتاً فوقتاً صاف کرنا پڑتا ہے آنکھوں کے آئینے پر بھی گرد و غبار جمتی رہتی ہے اور اس سے ایذاء ہوتی ہے اس لئے پپوٹا بنایا اور اس میں پلکیں لگائیں تاکہ وہ پہلے تو گرد و غبار کو آنے ہی نہ دیں، اور اگر اتفاقاً پڑ جائے تو اس کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ پپوٹوں میں ایک حرکت پیدا کر دی کہ وہ بے اختیار حرکت کر کے آنکھوں کو صاف کرتی رہیں، بعض جانور ایسے بنائے جیسے مکھی، اس کو دیکھنے کی تو ضرورت ہے مگر سر چھوٹا ہے، اس لئے صرف دو آنکھوں کے نگینے تو لگا دیئے مگر ان پر پپوٹے اور پلک کا موقع نہ تھا اور مکھی کو اس کی ضرورت تھی، اگر یہ نہیں دیا تو بدل ضرور دیا، بجائے پپوٹوں کے دو ہاتھ اور زیادہ

دیئے، ہاتھ پپوٹوں کا کام کریں، ہر وقت وہ ہاتھوں کو آنکھوں پر مل کر صاف کرتی رہتی ہے پھر دونوں ہاتھوں کو آپس میں مل کر ہاتھوں کو صاف کرتی جاتی ہے، جب عام مخلوق کے ساتھ اس کی یہ رحمت وعنایت ہے تو انسان جس کو اس نے اپنا خلیفہ بنایا، اس کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا ہوگا، انسان پیدا ہوا پڑا ہے نہ اس عالم کی اس کو خبر ہے نہ اُس عالم کی، اس سے یہ دکھانا منظور ہے کہ او ناشکرے انسان! دیکھ تیری کیا ہستی تھی، پھر دیکھ ہم تجھ کو کیا سے کیا بناتے ہیں پہلے حواس عنایت کرتے ہیں جس سے لمس ٹھنڈا گرم، نرم سخت معلوم کرے۔ مگر حس لمس کو رنگ اور آواز کا کچھ پتہ نہیں لگتا، اس لئے آنکھ دی کہ وہ رنگ روپ شکل وصورت دریافت کرے۔ مگر آنکھ کو معلوم ہی نہیں کہ آواز کیا بلا ہے، اس لئے کان دیے کہ وہ آواز سنیں۔ پھر قوت ذائقہ دی۔ مگر بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کو نہ آنکھ دیکھ سکتی ہے نہ کان سن سکتے ہیں، جیسے محبت اور دشمنی، اس کے لئے عقل پیدا کی، عقل تو سب کو دی، مگر بعض کو اعلیٰ درجہ کی عقل دی گئی، نئی نئی ایجادوں کا ان کو الہام کیا، ریلیں بنائیں، جہاز بنائے، ٹیلیفون بنایا، تارپیڈو بنائے۔ اور دل دیا کہ وہ بھی خدا کی ایک نعمت ہے اگر اس سے کام لینا چاہیں تو حق و باطل میں فرق کر سکتے ہیں اور نیکی اور بدی، اچھی اور بُری سب سمجھ سکتے ہیں، طرح طرح سے خدا کی قدرت کے کرشمے نظر آرہے ہیں، اگر دل سے کام لیتے تو وہ سمجھتے کہ کوئی بڑی قدرت والا پس پردہ ان کو چلا رہا ہے۔ ہائے او بے سمجھ دل! تجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، جس کے گھر میں رہنا، جس کا کھانا، جس کی مہربانی کے بغیر ایک لحظہ نہیں رہ سکتے، اس کی نافرمانی کرنا کیا یہ سمجھداروں کا کام ہے؟ دل سے کام لینے والے ایسا ہرگز نہیں کر سکتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ دل ہے مگر کام میں نہ لانے سے زنگ کھا گیا ہے، جیسے آئینہ دھرے دھرے زنگ کھا جاتا ہے۔ ایسے ہی او ناشکرے انسان! تجھے آنکھیں ہیں مگر آنکھوں سے کام نہیں لیتا ہے، عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا، اگر آنکھوں سے کام لیتا تو تجھ کو دکھائی دیتا کہ دنیا کی ہر چیز آنی جانی ہے، ہر عیش فانی ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

دنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
آکے جو نہ جائے وہ بڑھا پا دیکھا جاکے جو نہ آئے وہ جوانی دیکھی

اپنے پیاروں کو اپنے ہاتھ سے خاک میں سلا کر آتے ہیں، اس سے کچھ عبرت نہیں ہوتی۔ دنیا کے کیسے کیسے زبردست بادشاہ، کیسے کیسے حاکم وقت آئے گئے، آج جن پر در و دیوار حسرت سے رو رہے ہیں، ہائے کیسے کیسے قلعے اور کیسے کیسے شاہی مکانات اجڑے پڑے ہیں، جس میں کسی وقت کیا کیا ٹھاٹھ ہوگا، ہائے آج وہاں الو پکار رہے ہیں، آنکھوں سے کیا یہ نظر نہیں آرہا ہے، پھر تو! کیسے غافل بنا ہوا ہے، کیا تیری سمجھ میں یہ نہیں آتا ہے کہ ایک روز ہم کو بھی جانا ہے؟ اور ہم پر بھی یہی دن پیش آنا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تیری آنکھیں ہیں، مگر تو دیکھتا نہیں ہے:۔

غبار ہوا چشم غفلت بدوخت سموم ہوا کشت عمرت بسوخت

ترجمہ:- (خواہشات نفسانی کے غبار نے تیری آنکھیں سی دی ہیں، خواہشات نفسانی کی گرم ہوا نے تیری عمر کے کھیت کو جلا کر خاک کر دیا ہے)۔

بکن سرمۂ غفلت از چشم پاک کہ فردا شوی سرمہ در چشم خاک

ترجمہ:- (غفلت کا سرمہ آنکھ سے نکال، یاد رکھ، کل سرمہ کی طرح خاک میں پس جائے گا)۔

او غافل انسان! تجھے کان دیئے ہیں مگر تو حق بات نہیں سنتا، نصیحت سننے سے دل چراتا ہے۔

**حکایت**:- حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ قبرستان میں قبریں اکھاڑ رہے ہیں، مُردوں کے سر پکڑ پکڑ کر کان کے سوراخ میں لکڑی چبھوتے جاتے ہیں، اگر لکڑی کان میں داخل ہو کر دوسرے کان سے نکل گئی تو اس سر کو باہر پھینک دیتے ہیں، اگر لکڑی کان میں بالکل نہیں گئی تو بھی بغیر دفن کے اس کو چھوڑ دیتے ہیں، اگر لکڑی دماغ تک پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے تو اس سر کو چومتے اور دفن کر دیتے ہیں۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا سبب پوچھا تو حبیب عجمی رحمۃ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ جس کے کان میں لکڑی ادھر سے ادھر

پار ہوگئی، وہ ایسا شخص تھا جس نے نصیحت کو اِس کان سنا، اُس کان سے نکال دیا، اس نے حق بات کو اپنے دماغ میں رہنے نہیں دیا اور نصیحت پر عمل نہیں کیا۔ جس کے کان میں لکڑی داخل ہی نہیں ہوئی وہ نصیحت سنتا ہی نہیں تھا۔ جس کے دماغ میں لکڑی پہنچ کر ٹھہر گئی، اس نے نصیحت سنی اور اس پر عمل بھی کیا۔ یہی خدا کے پاس مقبول ہے، اس لئے اس کو بوسہ دے کر دفن کر دیتا ہوں۔

او ناشکرے انسان! تو اپنے ابتدائی حالت کو پھر غور کر کہ تو کیا تھا، پھر ہم نے تجھ کو کیا سے کیا بنایا، کیا کیا دیا۔ حواس دیئے، دل دیا، عقل بھی اعلیٰ درجہ کی دی، جس سے تو نے سائنس کے وہ وہ کام کئے جس نے سارے عالم کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ عقل کی دوڑ ختم ہوگئی، عقل یہاں تک آ کر رک گئی، جیسے ایک اندھا مادرزاد ہے کہ وہ سنتا ہے، اس کو لمس وذائقہ سب ہے، بصر نہیں ہے۔ اس کے سامنے اگر رنگ وشکل کا ذکر ہو تو انکار کرے گا کہ وہ گورا، کالا کچھ نہیں سمجھتا کہ کیا چیز ہے۔ جس ذریعہ سے کہ وہ گورے کالے کو معلوم کر سکتا تھا، وہ چیز ہی اس کو نہیں دی گئی، وہ انکار نہ کرے تو کیا کرے۔ ایسے ہی عقل کی معلومات کو حواس قبول نہیں کرتے ہیں۔ اگر کسی سے کہا جائے کہ تار کے ذریعہ سے ہزارہا کوس کی بات معلوم ہو جاتی ہے، ریل خود بخود دوڑتی ہے، اب تجربہ ہونے سے مجبور ہے، ورنہ حواس کو اعتبار نہیں آ سکتا، صاف انکار ہوگا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

ایسا ہی ایسی بہت سی چیزیں ہیں کہ وہاں عقل نکمی ہو جاتی ہے، اس کے لئے ایک اور آنکھ کی ضرورت ہے کہ وہ چیزیں نہ اس آنکھ سے دکھتی ہیں نہ عقل کی آنکھ سے، بلکہ ایک تیسری آنکھ سے۔ وہ تیسری آنکھ سے دیکھی ہوئی باتوں کا عقل انکار کرتی ہے، جیسے عقل کی باتوں کا آنکھ، کان انکار کرتے ہیں۔ وہ تیسری آنکھ سے جو چیزیں دکھتی ہیں وہ آخرت ہے، اور وہ افعال ہیں جو آخرت میں نجات دلانے والے یا آخرت میں سزا دلانے والے ہیں، اور وہ امور ہیں کہ جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، اور وہ امور ہیں جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، یہ تیسری آنکھ سے دیکھی ہوئی باتوں کا عقل انکار کرتی ہے۔

دوائیں جو مفید صحت ہیں ان کو عقل کی آنکھ سے دیکھنا پڑتا ہے، اس لئے جن کو اس کی عقل دی گئی ہے، جیسے ڈاکٹر وغیرہ، ان سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ ایسا ہی یہ تیسری آنکھ سے دیکھی ہوئی باتیں یعنی آخرت، اور آخرت کے کام آنے والی باتیں اُن سے سیکھنا پڑتا ہے، جن کو یہ تیسری آنکھ دی گئی ہے۔

جس طرح مصلحتاً مکھی کو پپوٹے نہیں دیے گئے تو اس کا بدل دو ہاتھ دیے، اسی طرح ہر انسان کو مصلحتاً تیسری آنکھ نہیں دی جاسکتی، اس لئے اس کا بدل چند ایسے حضرات کو پیدا کیا، جن کو تیسری آنکھ دی گئی ہے۔

وہ حضرات کون ہیں، انبیاء علیہم السلام ہیں۔ جیسے ہر شخص طبیب نہیں ہوتا، مگر ہر شخص کو طبیب کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، اسی طرح ہر شخص کو وہ تیسری آنکھ نہیں ہوتی مگر تیسری آنکھ والوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اب خدائے تعالیٰ پر الزام نہ رہا، ورنہ کل قیامت میں یہ ممکن تھا کہ کوئی کہے الٰہی! آخرت اور آخرت میں کام آنے والی باتیں دریافت کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا، نہ حواس سے معلوم ہوسکتی تھیں نہ عقل سے، پھر ہم کرتے تو کیا کرتے۔ حکم ہوگا ہم نے اس کا بدل تم کو دے دیا تھا، تم میں کا ہر شخص ڈاکٹر نہیں ہوتا، مگر ہر شخص ڈاکٹر کی بات مانتا اور عمل کرتا ہے۔ ایسا ہی گو ہم نے ہر شخص کو تیسری آنکھ نہیں دی، مگر اس کو لازم تھا کہ تیسری آنکھ رکھنے والے کی بات مانتا اور عمل کرتا۔ ہم نے اپنی رحمت سے ہر شخص کو تیسری آنکھ کا نمونہ بھی دیا تھا، تاکہ تصدیق کرے کہ بعضے ایسے ہوسکتے ہیں کہ جن کو تیسری آنکھ ملی ہے۔ تیسری آنکھ کا نمونہ یہ ہے کہ ہر شخص جب سو جاتا ہے تو طرح طرح کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔ وہ چیزیں بھی دکھائی دیتی ہیں، جن کی بہت جلد تعبیر ہوشیاری میں ظاہر ہوتی ہے۔ اب بتاؤ یہ کونسی آنکھ سے دیکھتے ہو، یہ آنکھ تو سو جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک تیسری آنکھ ہے، جس سے تم نے خواب میں دیکھا، اور انبیاء و رسول ہوشیاری میں دیکھتے ہیں۔ اگر یہ نمونہ نہ ملتا تو نبوت کی طرح خواب کا بھی انکار کرتے۔ اب جب

خواب کا انکار نہیں کرتے ہو تو نبوت کا انکار کیوں کرتے ہو۔

اب زمانہ آخر ہورہا تھا، نبوت کا دفتر بند ہونے کا وقت آ گیا تھا، اس۔ لئے ایک ایسی مبارک ذات کو جن کا نام مبارک محمد رسول اللہ ﷺ ہے، پیدا کر کے تیسری آنکھ ان کو ایسی کامل دی گئی جو پہلے کسی کو نہیں ملی تھی، اس واسطے ہر ایک کو اپنی تیسری آنکھ کی حیثیت سے معراج ہوئی، کسی کو شکم ماہی (مچھلی کا پیٹ) تو کسی کو آگ نمرود میں، اور کسی کو کوہ طور پر، اور آپؐ کو عرش اعلی پر۔

اسی وجہ سے "اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ" (میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کردیا) کسی پیغمبر سے نہیں کہا گیا، صرف ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا، اس لئے کہ آپ کو کامل تیسری آنکھ ملی تھی، اسی لئے آپ کا دین بھی کامل کردیا گیا جو قیامت تک تغیر و تبدل سے محفوظ ہے۔

او خاک سے بنے ہوئے انسان! تیری شان میں لَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ آیا ہے اور "لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ" تیرے ہی لئے ارشاد ہوا ہے، یہ تیرا اکرام، یہ تیری عزت کب تک ہے؟ جب تک کہ تو "وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ" (ہم نے جن اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) کے موافق اللہ تعالی کی تابعداری کرے اور "اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ" (اللہ کا اور اس کے رسول کا فرماں بردار رہ) اور جب تو نے اللہ تعالی کی تابعداری چھوڑ دی، خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو یہ سب عزت تجھ سے چھین لی جاتی ہے، تیرے لئے "اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ" (نافرمان مثل جانوروں کے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں) ارشاد ہوا ہے۔ دیکھو جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے، بکری اپنے چارہ ڈالنے والے کے پیچھے پیچھے پھرتی ہے۔ لیکن یہ نافرمان انسان اپنے مالک کو بھی نہیں پہچانتا، جانور اپنے محسن کے احسان کی قدر کرتا ہے، یہ نافرمان انسان اپنے مالک کی ناشکری کرتا ہے، مگر اس ناشکری کا بدلہ آخرت میں تو ملے گا ہی، مگر دنیا میں بھی کچھ سزا دی جاتی ہے، تا کہ اس سے بندہ اللہ کی طرف رجوع کرے، مثلاً معطل ہو گئے یا فوجداری ہوئی، عہدہ داروں اور پولیس کی خوشامد کی،

وکیلوں کے پیچھے پھرے، سفارشیں پہنچائیں، جب سب جگہ ناکامی ہوئی تو اب وظیفہ پوچھتا ہے گھنٹوں وظیفہ پڑھتے بیٹھتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا ولی ہے، بالکل باخدا بزرگ بنا ہوا بیٹھا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کے طرف سے ندا ہوتی ہے، کیوں بندے، ہم کو چھوڑ کر جن مشاغل میں پڑا تھا، اب کوئی یاد نہیں آتا ہے، اس وقت ہم یاد آرہے ہیں، بندے یہ تیری خود غرضی کی یاد ہے، مگر ہم اوروں کی طرح چھچھورے نہیں ہیں، خیر اب بھی آیا تو کچھ مضائقہ نہیں، جا ہم تجھ پر رحم کرتے ہیں اور تیری حاجت پوری کرتے ہیں، کیونکہ بندے کیا مصیبت جانے کے بعد پھر اول کی طرح ہم سے انجان بنا ہوا پھرے گا، یا یہ احسان یاد رکھ کر ہماری اور اس مقدس ہستی کی جن کو تیسری آنکھ کامل ملنے کی وجہ سے عرش اعلیٰ پر معراج ہوئی تھی، تابعداری اور فرماں برداری کرتا رہے گا ؟

یقین کے تین مرتبے ہیں: اول علم الیقین کہ جیسا کسی نے دریا کو آنکھ سے دیکھ لیا، دوسرا عین الیقین کہ اس کے کنارے پر پہنچ کر پانی چلو میں لے لیا ہو، تیسرا حق الیقین کہ دریا میں گھس کر غوطہ لگالیا ہو۔

ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو علم الیقین اور عین الیقین تو حاصل ہوگیا تھا، اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ حق الیقین بھی ہو جائے اس لئے ہمارے حضرت ﷺ اپنے جسمِ مطہر کے ساتھ عالم برزخ سے اور آسمانوں سے ہوتے ہوئے عرش پر پہنچے، اپنے سر کی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر اور جنت اور دوزخ کو ملاحظہ فرمایا، جس سے آپ کو حق الیقین بھی حاصل ہوگیا، آیئے اب ہم آپ کو معراج کے اس اجمال کی تفصیل سناتے ہیں سنئے :۔

ابوالحسنات سیّد عبداللہ حیدرآبادی

۲۲ رجب ۱۳۷۶ھ روز شنبہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُo

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا، تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات دکھلائیں بے شک اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے۔

# مقدمہ

واقعۂ معراج پر جو شبہات کیے جاتے ہیں ان شبہوں کے جواب میں مقدمۂ ذیل پیش ہے :

واقعہ معراج پر جو شبہے کیے جاتے ہیں ان شبہوں کے جواب کے لئے معراج شریف کے واقعہ کو "سُبْحٰنَ الَّذِیْ" سے شروع کیا گیا ہے۔

واقعۂ معراج پر شبہ کا تفسیر "سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ" سے۔

پہلا جواب :-

سُبْحَانَ کے معنی ہیں:-

"خدائے تعالیٰ کی ذات ہر ایک قسم کے نقصان سے پاک ہے، اور عاجز و کمزور و بے قدرت ہونے سے بھی پاک ہے"۔ معراج کے واقعہ کو لفظ "سُبْحَانَ" سے شروع کرنے سے یہ غرض ہے کہ جب معراج کے عجیب و غریب واقعہ کا جاہل و نادان، کمزور عقل والے، روحانیت سے دور رہنے

والے، ضرور انکار کریں گے اور طرح طرح شُبہے پیش کریں گے تو یہ شُبہے معراج کے واقعہ پر ہی منحصر نہیں رہتے بلکہ خدائے تعالیٰ کی قدرت تک پہنچتے ہیں، گویا خدائے تعالےٰ میں قدرت نہیں کہ معراج کرا سکے، اس لئے اللہ تعالیٰ ان شبہوں کو دور کرنے کے لئے واقعہ معراج بیان کرنے سے پہلے ارشاد فرماتا ہے کہ :

''سُبحَانَ الَّذِیٰ''

معراج کس نے کرائی ؟ وہی قدرت والا خدا تو ہے جو ہر ایک طرح کی عاجزی اور کمزوری سے پاک ہے، تو پھر تم کو معراج کے واقعہ میں کیوں شُبہ ہے۔

- **واقعہ معراج پر شبہ کا دوسرا جواب :**

تم ہمارے نبی کو سمجھتے ہی نہیں، اپنا جیسا یا اپنی طرح کا انسان سمجھ کر اور خود پر قیاس کر کے ان کی معراج سے انکار کر رہے ہو، تمہارا قیاس ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک طوطی نے قیاس کیا تھا جس کو مولانا نے مثنوی میں ایک نقل کے پیرایہ میں لکھا ہے :

**حکایت** : ایک سوداگر نے ایک طوطی کو پالی تھی وہ بہت بولتی تھی، اور باتیں کرتی تھی، جس کی وجہ سے دوکان بہت بارونق تھی، ایک دن سوداگر کسی کام کو گیا اور طوطی پنجرہ کے باہر بیٹھی تھی، بلّی نے اس پر حملہ کیا، وہ خوف زدہ ہو کر ایک طرف اڑی، اور روغن بادام کی ایک شیشی سے ٹکرائی، شیشی گری اور سب روغن ضائع ہو گیا، سوداگر جب واپس آیا، اور روغن بادام کی شیشی کو گرا ہوا پایا تو طوطی پر اسے بہت غصّہ آیا، اسے یہاں تک مارا کہ گنجا کر دیا، اس کے بعد طوطی نے بولنا بند کر دیا۔ دوسری مرتبہ آقا نے اس سے باتیں کیں، اس نے جواب ہی نہ دیا جب کئی دن اسی طرح ہو گئے تو وہ اپنی حرکت پر بہت نادم ہوا، اور خود کو کوسنے لگا کہ میرے یہ ہاتھ کیوں نہ ٹوٹ گئے، جن سے میں نے اس کو مارا تھا، میری دوکان کی رونق ہی جاتی رہی، جب کسی طرح طوطی نہ بولی تو اس نے درویشوں، بزرگوں سے دعاء کرانا شروع کی، مگر وہ پھر بھی نہ بولی، اتفاق سے ایک دن اس کی دوکان کے

سامنے سے ایک گنجا فقیر گزرا تو طوطی نے اس کو پکارا اور کہا۔

از چہ اے کل با کلاں آمیختی تو مگر از شیشہ روغن ریختی

از قیاسش خندہ آمد خلق را کوچو خود پنداشت صاحب دلق را

ترجمہ :- اے گنجے! تو گنجوں میں کیوں کر آ ملا، معلوم ہوتا ہے کہ تو نے بھی شیشی میں سے تیل گرایا ہوگا۔ طوطی کے اس قیاس پر سب لوگوں کو ہنسی آ گئی کہ اس نے گنجے فقیر کو بھی اپنے ہی اوپر قیاس کیا۔

یہی حال واقعۂ معراج پر قیاس کرنے والوں کا ہے۔ مولانا اسی قیاس کے نسبت فرماتے ہیں۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد کم کسی ز ابدال حق آگاہ شد

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

ترجمہ : یہ سب اس وجہ سے گمراہ ہوئے کہ انہوں نے پیغمبروں کو خود پر قیاس کیا، اور یہ سمجھتے ہیں کہ پیغمبر بھی تو ہماری طرح کھاتے پیتے آدمی ہیں۔

مولاناؒ اس کے بعد فرماتے ہیں:

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

شیر آں باشد کے مردم میخورد شیر آں باشد کے مردم را دَرَد

ترجمہ : پاکوں کو اپنے پر قیاس مت کر، اگرچہ شیر و شیر لکھنے میں مشابہ ہیں، شیر نقصان رساں ہے اور دودھ نفع رساں۔

## ● قوت روح کی تمثیل کے ذریعہ واقعۂ معراج پر شبہ کا تیسرا جواب:

جن لوگوں کی روح جسم کی کثافت میں دب کر جسم کی طرح مٹی ہوگئی ہے، وہ لوگ خود پر ان حضرات کا بھی قیاس کرتے ہیں جن کی روح نے جسم کو بھی اپنا سا لطیف بنالیا ہے، ان شبہ کرنے والوں نے روح کی قوت کو سمجھا ہی نہیں۔

مندرجہ ذیل چند تمثیلوں پر غور کرنے سے روح کی قوت واضح ہوگی :

(۱) مٹی کی قوت سے پانی کی قوت بڑھ کر ہے۔

پانی کی قوت سے ہوا کی قوت زیادہ ہے۔

ہوا کی قوت سے آگ کی قوت بڑھ کر ہے بلکہ آگ کی قوت سب سے زیادہ ہے اسی واسطے ریل گاڑی کی بھاپ جو پانی اور ہوا سے بنی ہے اس قدر قوی ہے کہ ایک دن میں ہزاروں من بوجھ کہاں سے کہاں لے جا کر پھینک دیتی ہے۔

جس میں خالص آگ ہو، جیسے تار ہے تو اس تار سے ایک منٹ میں سینکڑوں کوس حرکت ہوجاتی ہے، یہ کام بھاپ سے نہیں ہوسکتا۔

(۲) اسی طرح غول بیابانی جن میں ہوائی جز زیادہ ہے، وہ ایسی قوت کے کام کرتے ہیں جو ان خاکی پتلوں سے نہیں ہوسکتے۔

(۳) جنّات میں ناری اجزا زیادہ ہیں، اس لئے جنّات سے زیادہ قوی افعال بہ نسبت غول بیابانی کے سرزد ہوتے ہیں۔

(۴) جنّات سے زیادہ لطیف مادہ فرشتوں میں ہے، اسلئے وہ جنّات سے زیادہ قوی کام کرتے ہیں۔

(۵) روح میں فرشتوں سے زیادہ لطافت ہے، اسلئے روح فرشتوں سے زیادہ قوی کام کرسکتی ہے۔

مگر روح جسم کی کثافت میں دب کر کچھ بھی نہیں کرسکتی، جب بہ سبب ریاضت و مجاہدہ روح پر سے جسمانی کثافت چھٹی اور وہ خدائے تعالیٰ کے طرف بالکلیہ متوجہ ہوگئی تو اس پر خدائے تعالیٰ کے انوار ایسے چمکتے ہیں جیسے آئینہ میں آفتاب، آفتاب کی طرح آئینہ پر بھی نگاہ نہیں ٹھہرتی، روح کا بھی یہی حال ہوجاتا ہے۔

(۶) آگ کی صحبت میں لوہا سرخ ہوکر آگ کی طرح جلانے کے قابل ہوجاتا ہے۔

(۷) پھول کی صحبت سے مٹی معطر ہوکر پھولوں کی طرح دماغ کو معطر کرنے لگتی ہے۔

سا ہوا پہلے سے ہی روح کل مخلوق، جن اور فرشتوں وغیرہ سے قوی ہے، پھر جب وہ خدا سے ایسا تعلق پیدا کرلے، جیسے لوہا آگ سے، تو اس روح کی قوت کو کیا پوچھتے ہو، ایسی روح وہ وہ کام جو کسی مخلوق سے نہ ہوسکیں کر دکھاتی ہے، انہیں کاموں کو معجزہ اور کرامت کہتے ہیں۔

- **حاصل ان تمثیلوں کا یہ ہے :**

جب معمولی روح کی یہ قوت ہے تو تمام روحیں جس روح سے بنی ہوں اور اس روح کو سب سے زیادہ خدائے تعالیٰ سے تعلق ہو تو اس روح کی قوت کا کیا ٹھکانا ہے، ایسی روح کی لطافت جسم پر غالب آکر جسم کو بھی روح کی طرح لطیف کر دیا ہو، اور وہ روح مع جسم اگر تھوڑی دیر میں مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر ہوتے ہوئے عرش پر پہنچے تو کیا تعجب ہے۔

- **نظام شمسی کی تمثیل کے ذریعہ واقعہ معراج پر شبہ کا چوتھا جواب :**

قطع نظر اس کے رات دن کا آنا، طلوع وغروب کا ہونا، یہ سب حرکتِ فلک سے ہے، اگر حرکتِ فلک موقوف ہو جائے تو وہ وقت جو موجود ہے وہی رہے گا، ممکن ہے کہ بوقت معراج اللہ تعالیٰ نے تھوڑی دیر کے لئے حرکتِ فلک موقوف کر دی ہو۔

معزز مہمان کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے دنیا میں بھی یہ قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کی سواری نکلتی ہے تو سڑک پر دوسروں کا چلنا بند کر دیا جاتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اگر آسمان، چاند، سورج، سب کی حرکت کو اس رات کچھ دیر کے لئے بند کر دیا ہو، تاکہ جو چیز جہاں ہے وہیں رہے، پس آفتاب جس جگہ تھا اسی جگہ رہا، ستارے جہاں تھے وہیں رہے، کوئی بھی اپنی جگہ سے ہلنے نہ پایا، تو اس میں کیا تعجب ہے۔ حضور ﷺ جب معراج سے فارغ ہو گئے، فلک کو حرکت کی اجازت ہوگئی، ظاہر ہے حرکتِ فلک جس جگہ موقوف ہوئی تھی، وہیں سے شروع ہوگی، آپ کی سیر میں چاہے کتنا ہی وقت صرف ہوا ہو، مگر دنیا والوں کے اعتبار سے سارا قصہ ایک ہی رات میں ہوا۔

## ● عشقیہ پیرایہ میں واقعۂ معراج پر شُبہ کا پانچواں جواب :

عاشقانہ جواب مولانا نظامی نے یہ دیا ہے ۔

تن او کہ صافی تر از جان ماست  اگر آمد و شد بہ یک دم رواست

ترجمہ : آپؐ کا جسمِ مطہر ہماری روح سے زیادہ لطیف ہے، اگر ایک لحظہ میں آئے، اور گئے ہوں تو ہوسکتا ہے۔

## ● خیال کی تمثیل کے ذریعہ واقعۂ معراج پر شبہ کا چھٹا جواب :

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ خیال انسانی ذرا سی دیر میں بہت دور پہنچ جاتا ہے، آپ اسی وقت عرش کا تصور کیجئے تو ایک لمحہ سے بھی کم میں خیال عرش پر پہنچ جائے گا، خیال کی حرکت بہت سریع و تیز ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ خیال روح کی ایک قوت ہے، روح نہایت لطیف چیز ہے، اس کی سیر کو کوئی روک نہیں، مولانا نظامی فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک تو ہمارے خیال سے بھی پاکیزہ تر ہے، جب خیال ذرا سی دیر میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے تو آپ کا جسم اطہر زمین سے آسمان تک اور وہاں سے عرش تک ذرا سی دیر میں ہو آئے، تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے“۔

## ● ذرائع سفر کی تمثیل سے بُراق کی رفتار اور معراج پر شبہ کا ساتواں جواب :

پہلے بنڈی سے سفر کرتے تھے، اب ریل اور موٹر ہمارے سامنے کیسی جلد جلد سفر طے کرانے والی سواریاں موجود ہیں، امریکن نمائش میں بجلی کی گاڑی نے چند منٹوں میں سو (۱۰۰) میل طے کئے۔ نئے ذرائع سفر یہ بتلا رہے ہیں کہ ایک رات میں ہزارہا میل طے کرنا ممکن ہے۔

جب مخلوق ایسا کرسکتی ہے تو کیا خالق کائنات کوئی ایسی تیز رفتار سواری نہیں پیدا کرسکتا جو تھوڑی دیر میں آسمانوں پر ہو آئے ؟ وہ سواری براق تھی، اس قدر تیز رفتار کہ اس کا ہر قدم اتنے فاصلہ پر گرتا تھا جہاں نگاہ پڑتی ہے، اس سواری کے نام کو ہی آپ نے نہیں سونچا، ”براق“ ”برق“

سے ہے، برق بھی خدا کی مخلوق ہے اور براق بھی، برق کی طرح۔ اگر براق میں تیزی رہے تو کیا تعجب ہے۔ (برق کی رفتار تین لاکھ کیلو میٹر فی سکنڈ ہے، براق کی رفتار اربوں میل فی سکنڈ ہوگی)

- **نگاہ کی تمثیل کے ذریعہ واقعۂ معراج پر شبہ کا آٹھواں جواب :**

آپ کے جسم میں ایک چیز ہے جو پاؤ سکنڈ میں آسمان پر جا کر واپس آتی ہے، وہ چیز آپ کی نگاہ ہے جو پلک مارنے میں آسمان پر جاتی اور آتی ہے اس پر کیوں آپ کو تعجب نہیں ہوتا۔

حضرت ﷺ تو نگاہ سے زیادہ لطیف ہیں اسی لطافت کی وجہ تھی کہ پٹکا آپ کے کمر مبارک سے نکل گیا، ایسی لطیف ہستی اگر اس قدر جلد جا کر واپس آئے تو کونسا تعجب کا مقام ہے۔

- **ابلیس کی قوت کی تمثیل کے ذریعہ واقعۂ معراج پر شبہ کا نواں جواب:**

ابلیس بدترین مخلوق ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب تک جائے اور آئے، بہترین مخلوق مجموعۂ اٹھارہ ہزار عالم ایک رات میں ملکوت کی سیر سے واپس آئیں تو اس پر کیوں تعجب کریں۔

- **دیگر انبیا علیہم السلام کے آسمان پر جانے کی تمثیل سے واقعۂ معراج پر شبہ کا دسواں جواب:**

عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر، ادریس علیہ السلام معہ جسم و روح آسمانوں پر سے ہوتے ہوئے بہشت میں پہنچے۔

حضرت محمد ﷺ ان سب سے افضل اگر وہ آسمانوں پر جائیں تو حیرت کیوں ہے؟

- **باز کی تمثیل سے واقعۂ معراج پر شبہ کا گیارھواں جواب :**

باز کے پاؤں پر کچی لکڑی باندھیں تو لکڑی اپنے بوجھ کی وجہ سے باز کو اڑنے سے روک سکتی ہے، باز اڑ نہیں سکتا، اگر وہ لکڑی خشک ہو جائے تو ہلکی ہو جاتی ہے، اور باز کو اڑنے سے نہیں روک سکتی۔

حضور شاہ باز ﷺ نے "اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ" کے آشیانے سے اُڑ کر اس عالم میں نزول فرمایا۔ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" (میں بھی تمہارے جیسا انسان ہوں) کی لکڑی آپ کے پیر

مبارک میں اس لئے باندھی ہے تا کہ اس بوجھ کی وجہ امت میں رہ سکیں، جب عشق الٰہی کی آگ سے " اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ " کی لکڑی سوکھ گئی اور بشریت کا بوجھ ہلکا ہو گیا تو جسم اور روح، قلب وقالب کے ساتھ عروج فرمایا۔

● شعبدہ باز کے انڈے کی تمثیل سے معراج پر شبہ کا بارھواں جواب:

شعبدہ باز انڈے میں سوراخ کر کے زردی وغیرہ نکال لیتے ہیں اور اس سوراخ سے انڈے میں شبنم بھرتے ہیں اور موم سے سوراخ بند کر دیتے ہیں اور آفتاب (دھوپ) میں رکھتے ہیں جب آفتاب کی گرمی اس کو پہنچتی ہے تو وہ انڈا اوپر اُڑتا ہے۔

اسی طرح جب " اَلَمْ نَشْرَحْ " کی سوزن کے ذریعہ سینۂ مُبارک ﷺ سے بشریت کے اخلاط باہر کر دئے گئے اور عشق ومحبت کی شبنم بھر دی گئی اور تجلیاتِ الٰہی کے آفتاب سے حرارت پہنچی تو حضرت ﷺ عالم بالا کی طرف اڑے تو کیا تعجب ہے۔

● آگ کے کُرّہ میں سے گزرنے کے شبہ کا پہلا جواب :

شبہ کیا جاتا ہے کہ جسمِ اطہر آگ کے کرہ میں سے صحیح وسالم کیسے گزرا، بے شک آگ کا اثر جلانا ہے جو چیز اس میں جائے وہ جلتی ہے مندرجہ ذیل چند امور پر غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ کبھی آگ کے جلانے کی خاصیت باقی نہیں رہتی:

آگ کی دو خصوصیتیں ہیں۔ پہلا جلانا، دوسرا روشن کرنا۔ ممکن ہے کہ ایک خاصیت روشن کرنا باقی رہے اور دوسری خاصیت جلانا باقی رہے، جیسے ولایتی یا جاپانی پُھل جھڑی یا دوسری آتش بازیاں کہ ان میں آگ کی ایک خاصیت روشنی باقی ہے، مگر یہ آگ اصلاً کسی چیز کو جلا نہیں سکتی۔

یائرس وغیرہ کا ایجاد کردہ وہ کرتا جس کے پہن لینے سے بندوق کی گولی ذرا بھی اثر نہیں کرتی۔ جب مخلوق ایسا کر سکتی ہے کہ آگ سے جلانے کی صفت نکال دے تو کیا خالق ایسا نہیں کر سکتا۔

(۲) بعض چیزوں میں سے جلنے کی طاقت یا اثر جاتا رہتا ہے، جیسے سمندل کیڑا، آگ میں پیدا ہو کر آگ میں نہیں جلتا، نہ آگ سے مرتا ہے بلکہ آگ سے جدا ہونا اس کیلئے موت ہے۔

یا پٹرومکس کا وہ جالی دار سوتی کپڑا جس کا نام مینٹل ہے، جس پر ولایتی گھاس کا روغن ہوتا ہے، پٹرومکس کی تیز آگ میں قائم رہ کر آگ کی روشنی کو زیادہ ترقی بخشتا ہے، اور روشنی کو صاف وشفاف کرتا ہے۔

مذکورہ تمہید کا خلاصہ: کیا یہ ناممکن ہے کہ جسم اطہر کے پسینہ میں یہ اثر ہو کہ آپ کو جلنے سے باز رکھے، اور حضرت ﷺ کی ذات پاک سے کرۂ نار میں آگ زیادہ روشن اور صاف ہوگئی ہو۔

تجربہ اور مشاہدہ تو یہ ہے کہ جسمِ مطہر کو جو لگا، وہ نہیں جلتا۔ بھلا جسمِ مطہر پر آگ کا کیا اثر ہوگا، واقعۂ ذیل اس کا شاہد ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے دستر خوان کو، جو میلا ہو گیا تھا، آگ میں ڈال دیا۔ دستر خوان کا جلنا تو کجا میل کچیل سے صاف ہو گیا۔ حاضرین کے تعجب پر حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا "حضور ﷺ نے اس دستر خوان پر کھانا تناول فرمایا ہے، یہ دستر خوان آپ سے مَس ہوا ہے، آگ کا اثر اس پر کیسے ہو سکتا ہے"۔

● کرۂ آگ میں سے گزرنے کے شبہ کا دوسرا جواب:

ہائے شبہ کرنے والے تجھے شرم نہیں آئی شبہ کرنے سے۔ شعبدہ باز آگ کے اندر گھس جاتا ہے، آگ اپنے اوپر ڈال لیتا ہے مگر نہ خود جلتا ہے اور نہ اس کا کپڑا۔ کیا نبی کا مرتبہ شعبدہ باز سے کم ہو گیا کہ وہ نورانی تن آگ کے کرہ میں جائے اور نہ جلے تو تعجب کریں۔

● آگ کے کرہ میں سے گزرنے کے شبہ کا تیسرا جواب:

"جواسا ستیاناسی" ایک گھاس ہے جو تیر (سخت گرمی کا مہینہ) کی تیز دھوپ میں سرسبز رہتی ہے، جب بارش شروع ہوئی اور سردی پڑی تو اس کا درخت جل جاتا ہے۔

باغوں میں دیکھا گیا ہے کہ بعض درختوں کو پانی کے بجائے ان کے نیچے آگ روشن کی جاتی ہے، وہ آگ کی گرمی سے ہرے رہتے ہیں۔ اگر ذرا آگ کی حرارت کم ہو جائے تو فوراً خشک ہو جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ: جس طرح بعض درخت عقل کے خلاف تیز گرمی اور دھوپ اور بھڑکتی ہوئی آگ میں زندہ اور ہرے رہتے ہیں، اسی طرح تمام جسموں کے خلاف جسم اطہر قدرتِ الٰہی سے اس ناری کرہ میں نہ جلے، بلکہ اور صحت زیادہ اچھی ہوگئی ہو تو کیا تعجب ہے۔

- **آگ کے کُرّہ میں سے گزرنے کے شبہ کا چوتھا جواب:**

آگ میں کوئی چیز جب جلتی ہے، جب ذرا ٹھہرے۔ اگر ہاتھ جلدی سے اِدھر سے اُدھر آنچ میں سے نکالتے رہیں تو نہیں جلتا۔

حضور ﷺ بھی اس تیزی سے تشریف لے گئے کہ جب واپس تشریف آوری ہوئی تو بچھونا مبارک گرم تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جیسے ہاتھ پر آنچ کا اثر نہیں ہوتا، ایسے ہی جسم مبارک کو کرۂ نار کا کچھ اثر نہ ہوا۔

- **خلاء سے گزرنے کا شُبہ :**

ایک شبہ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ہوا کے طبقے کے اوپر جو ''خلاء'' ہے اس میں ہوا نہ ہونے کے سبب کوئی متنفس زندہ نہیں رہ سکتا۔ حضور ﷺ اس میں سے گزرتے وقت کیسے زندہ رہے؟

- **خلاء میں سے گزرنے کے شبہ کا پہلا جواب :**

اس کا جواب یہ ہے کہ بہت دیر کے لئے بغیر تنفس کے نہیں رہ سکتے، تھوڑی دیر کے لئے سانس کی ضرورت نہیں۔ حضور ﷺ بہت تیزی سے اس ''خلاء'' سے نکل گئے، تھوڑی دیر بغیر سانس لئے کہ رہنا ہوسکتا ہے۔

● خلاء میں سے گزرنے کے شبہ کا دوسرا جواب :

قطع نظر اس کے چلہ کشی کرنے والے حبس دم کرتے ہیں، کئی روز بلکہ کئی مہینے تک حبس دم کیا کرتے ہیں، سانس نہیں لیتے، پھر بھی زندہ رہتے ہیں۔

● خلاء میں سے گزرنے کے شبہ کا تیسرا جواب :

بچہ کئی ماہ تک ماں کے پیٹ میں زندہ رہتا ہے اور سانس نہیں لیتا۔ بچہ کی زندگی کئی ماہ تک بے سانس لئے گزرتی ہے۔ اگر خدا نے حضور ﷺ کو ایک رات ہوا کے کرہ سے اوپر لے جا کر بلا سانس لئے زندہ رکھا اور حضور ﷺ زندہ رہے تو کیا مشکل ہے کونسا خلاف عقل ہوا۔

● خلاء میں سے گزرنے کے شبہ کا چوتھا جواب :

بعض مشاق سمندر کی تہ سے موتی نکالنے کے لئے کئی گھنٹے تک غوطہ لگاتے ہیں اور وہ پانی میں سانس نہیں لیتے۔ یہ غواص کیسے زندہ رہتے ہوں گے۔

جب غوطہ خور صدف کی تلاش میں چند گھنٹے سانس نہ لے اور زندہ رہے۔ اگر حضرت رسول اللہ ﷺ "گوہر معرفت" کی تلاش میں چند گھنٹے سانس نہ لیں اور حضور ﷺ زندہ رہیں تو کیا محال اور کونسا مشکل ہے۔

"سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی" ابتداء "سُبْحٰنَ" کی تفسیر میں باری تعالی کا لفظ "سُبْحٰنَ" فرمانے کا فائدہ تو معلوم ہو چکا ہے۔

لفظ "اَسْرٰی" سے بھی تمام شبہات دور ہو گئے کہ خود نبی ﷺ تشریف نہیں لے گئے، بلکہ خدائے تعالی خود لے گیا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ "اَسْرٰی" کی جگہ "اَذْهَبَ" کیوں نہیں فرمایا حالانکہ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔

اس کے جواب کیلئے حضور ﷺ کی معراج کے ساتھ حضرت یونس علیہ السلام کی معراج کا تقابل کیجئے، جب آپ کو ان دونوں یعنی لفظ "اَسریٰ" کہنے اور لفظ "اَذھَبَ" نہ کہنے کا فرق معلوم ہوگا:

- **معراج حضرت یونس علیہ السلام :**

یونس علیہ السلام نے اپنے قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرایا اور فرمایا کہ ایمان لے آؤ ورنہ اتنی مدت میں عذابِ الٰہی نازل ہوگا، جب وہ مدت قریب آئی تو آپ اس خیال سے کہ یہاں عذاب نازل ہوگا، وہاں سے چل پڑے، مگر حق تعالیٰ سے صریح اذن نہیں لیا۔

یہاں یہ قصہ ہوا کہ جب عذاب کے تاریخ کی آمد شروع ہوئی اور آثارِ عذاب دیکھ کر یہ لوگ گھبرائے اور ایمان پر آمادہ ہوئے اور یونس علیہ السلام کی تلاش کرنے لگے کہ ان کے ہاتھ پر ایمان لادیں، یہ نہ ملے تو انھوں نے کہا اگر یونس علیہ السلام نہیں ہیں تو کیا ہوا ان پر اور اللہ تعالیٰ پر تو ایمان لانا ممکن ہے، چنانچہ ایمان لائے اور عذاب ٹل گیا، یونس علیہ السلام لوگوں سے اس بستی کا حال پوچھتے رہتے تھے جب کسی سے عذاب کی خبر نہ سنی، اور پورا واقعہ معلوم نہ ہوا تو آپ کو خیال ہوا کہ اب اگر واپس بستی میں جاؤں گا تو وہ لوگ جھٹلائیں گے کہ تمہارے قول کے موافق عذاب نہ آیا، اس شرمندگی کی وجہ سے واپس نہ ہوئے بلکہ جہاں قیام فرماتھے وہاں سے آگے بڑھتے چلے گئے، راستے میں دریا پڑا، اور آپ کشتی میں سوار ہوگئے وہ کشتی چلتے چلتے چکر کھانے لگی اثنائے راہ میں ملاح نے کہا معلوم ہوتا ہے اس کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا سوار ہے، اس وقت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں بھائی میں اپنے آقا سے بغیر اجازت بھاگ آیا ہوں مجھے اس دریا میں ڈال دو، لوگوں نے آپ کی صورت سے نیکی اور بزرگی کے آثار دیکھ کر اس کلام میں شبہ کیا، بالآخر قرعہ اندازی ہوئی، جس میں یونس علیہ السلام کا نام نکلا، پس لوگوں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا وہاں ایک بڑی مچھلی تھی اس نے بحکم حق آپ کو نگل لیا اور قعر دریا میں لے پہنچی، چالیس دن اس کے

پیٹ میں رہے مگر ہضم نہ ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر طرح حفاظت فرمائی ''وہیں معراج ہوئی''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے، آپ کو وہیں معراج ہوئی۔

یونس علیہ السلام کا چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں بغیر ہوا کے زندہ رہنا۔

ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں زندہ رہنا'' کیا یہ عقل کے موافق ہے؟۔

ایسے ہی ہمارے حضور ﷺ کی معراج گو عقل میں نہ آئے مگر جو کچھ ہوا، خدائے تعالیٰ کی قدرت سے ہوا۔

ایک یونس علیہ السلام کا جانا ہے اور ایک ہمارے حضور ﷺ کا جانا کہ عشاء پڑھ کر استراحت فرمائی ہے، حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر جگاتے ہیں، حضور ﷺ چلئے خدا بلاتا ہے۔

دوسری ''معراجیں'' خوشی سے جانا نہیں تھا، حضور ﷺ کی ''معراج'' خوشی کا جانا تھا، سیر وتفریح کا جانا تھا، اس لئے اوروں کو "اَذْهَبْ" کہا گیا، حضور ﷺ کو ''اَسْرٰی'' کہا گیا جو سیر پر دلالت کرتا ہے۔

حضور ﷺ کے بہت سے نام تھے کوئی نام نہ لے کر ''بِعَبْدِہٖ'' کیوں فرمایا؟

ایک وجہ تو ''بِعَبْدِہٖ'' کہنے سے یہ ہے کہ جسم کے ساتھ معراج ہونے کو بتایا جائے کیوں کہ ''عَبْدٌ'' روح معہ جسم کو کہتے ہیں، صرف روح کو عبد نہیں کہتے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف آسمان پر اٹھالئے گئے تو نصاریٰ ان کو ابن اللہ کہنے لگے۔

اسی طرح کہیں امت محمدیہ حضور ﷺ کو آسمان بلکہ عرش پر جانے کے سبب سے خدایا ابن خدا نہ کہہ دیں، اس لئے پہلے ہی سے ''بِعَبْدِہٖ'' کہہ کر یہ موقع ہی نہیں آنے دیا گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس امت پر کس قدر خدائے تعالیٰ کی محبت وشفقت ہے۔

"اَسْرٰی" میں خود لیل (رات) کا مفہوم شامل ہے پھر'' لَيْلًا '' اس لئے لایا گیا کہ ''لَيْلًا

" کی تنوین جو تقلیل کے لئے ہے اس سے یہ بتلایا جائے کہ تمام رات نہیں بلکہ رات کے تھوڑے

حصّہ میں واقعۂ معراج ہوا۔

"اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً"

● معراج دن میں ہونا چاہئے تھی رات میں کیوں ہوئی: اس کی وجہ یہ ہے کہ

خدائے تعالیٰ نے دو جوہر پیدا کئے، ایک "سیاہ" دوسرا "منور"۔ منوّر سے تمام نور نکال لیا، اس کا

بنایا دن، باقی سے دوزخ۔ اور سیاہ جوہر سے تمام سیاہی نکال کر، اس سے بنائی رات، باقی جو نور رہی

نور رہ گیا، اس سے بنائی "جنّت"

اس لئے جنت میں رات نہیں۔

اور دوزخ میں دن نہیں۔

دن دوزخ کا، رات جنت کا جز ہیں۔

اسی لئے دن میں دوزخ کی طرح پریشانیاں اور افکارات۔

اور رات میں جنت کے طرح اطمینان اور سکون ہے۔

دن دوزخ کے جوہر سے بنا ہے، اس لئے خدمت خلق کے لئے ہے۔

رات جنت کے جوہر سے بنی ہے اس لئے خدمت "خَالِقْ" کے لئے ہے۔

"ظاہری معشوق" کا وصال بھی رات ہی میں۔

"حقیقی معشوق" کا وصال بھی رات ہی میں۔

ہر پچھلی رات کو آسمانِ دنیا پر اللہ تعالیٰ کے برآمد ہونے کی خبر دی گئی ہے، دن کے کسی حصے

میں برآمد ہونے کی خبر نہیں سنائی گئی۔

ہر گنج سعادت کہ خدا داد بہ حافظ　　از یمن دُعائے شب و ورد سحری بود

ترجمہ:- جو سعادت کے خزانے اللہ تعالیٰ نے حافظ کو دئے ہیں، وہ رات کی دعاؤں اور

سحر کے وظیفوں کی برکت سے ہیں۔

شب قدر جو ہزار ماہ سے افضل ہے وہ بھی رات ہی میں۔

انبیاء کی معراج بھی رات ہی میں ہوئی۔

''یہ وجوہات تھے کہ دن میں معراج نہ ہوئی''

فرمایا "مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِی بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ"

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں۔

- پہلی وجہ: عرش پر لے جانا مقصود تھا تو مکہ معظمہ ہی سے سیدھے عرش پر لے گئے ہوتے، بیت المقدس لے جاکر پھر وہاں سے عرش پر لے جانے میں کیا حکمت تھی۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ: بیت المقدس ہر وقت دعا کرتا تھا کہ الٰہی! تمام پیغمبروں سے میں مشرف ہو چکا، اب میرے دل میں کوئی آرزو باقی نہیں ہے، اگر ہے تو یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے قدم مبارک دیکھوں، ان کی ملاقات کے شوق کی آگ بے حد بھڑک رہی ہے، بیت المقدس کی آرزو پوری کرنے کیلئے بیت المقدس لے جایا گیا۔

- دوسری وجہ: بیت المقدس لے جانے کی یہ ہے کہ جب آپ معراج سے واپس ہوئے کفار نے انکار کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پاس دوڑے ہوئے گئے اور کہا لیجئے آپ کے دوست نے ایک عجیب وغریب خبر اڑائی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا وہ کیا؟ کفار نے سارا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا بالکل سچ ہے، جب ہی سے آپ کا لقب صدیق ہوا۔

عمر بھر میں حضرت ﷺ کبھی بیت المقدس نہیں گئے تھے کفار نے امتحاناً ایک ایک بات وہاں کی پوچھنا شروع کی، حضرت ﷺ نے ایک ایک جگہ پھر کر تو دیکھا نہیں تھا، اس لئے خدائے تعالیٰ نے آپ کے سامنے سے تمام حجابات اٹھادئے، پورا بیت المقدس سامنے ہوگیا، کفار جو بات

دریافت کرتے آپ وہ فوراً بتادیتے، جو سعید تھے انھوں نے تو آپؐ کی معراج کی تصدیق کرلی، اس طرح بیت المقدس جانا بھی معراج کی دلیل ہوگیا، ورنہ معراج ہونے پر آپ کیا دلیل پیش کرتے کفار نے آسمان تو دیکھا نہیں تھا جو آسمانی واقعات دلیل بنتے، اس لئے پہلے آپ کو بیت المقدس لے جایا گیا، پھر عرش، صرف بیت المقدس لے جانا مقصود نہیں تھا، اس لئے فرمایا ''لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا'' (تاکہ ہم ان کو کچھ عجائبات دکھلائیں)۔

● تیسری وجہ یعنی حکمت یہ ہے کہ: جب زمین اور آسمان پیدا ہوئے تو زمین سے آسمان نے کہا مجھے خدائے تعالیٰ نے وہ بلندی دی ہے جو تجھے نصیب نہیں ''وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا'' (آسمان کو اللہ نے بلند کیا)۔

زمین نے کہا جیسی تیری صفت اللہ تعالیٰ نے رَفَعَ سے بیان فرمائی ہے ویسے ہی میری صفت بھی ''بَسَطَ'' سے کی ہے ''وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطاً'' (اللہ تعالیٰ زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا)

آسمان نے کہا جب ''آب نسیاں'' مجھ کو عطاء ہوتا ہے تو میں اس کو رکھتا نہیں بلکہ بخش دیتا ہوں۔

زمین نے کہا جب تو اپنی سخاوت کی تعریف کرتا ہے تو میں اپنے '' حلم '' کی تعریف کروں گی، جس قدر بھی بوجھ مجھ پر ڈالا جائے میں اس کو سہ لیتی ہوں۔

آسمان نے کہا مجھ میں ''اَنْوَارُ'' ہیں۔

زمین نے کہا مجھ میں ''اَسْرَارُ'' ہیں جس کو وقتاً فوقتاً ظاہر کرتی رہتی ہوں، آسمان نے کہا میں آفتاب اور مہتاب سے منور ہوں، اور تاروں سے جگمگا تا رہتا ہوں، شہاب ثاقب مجھ میں ہے جس سے شیطان پر رجم ہوتی رہتی ہے۔

زمین نے کہا تجھے کیا خبر نہیں کہ مجھ میں رنگ برنگ کے باغ و بہار ہیں اور خوشنما درخت، کہیں لالہ زار ہے تو کہیں گلاب کا چمن، اور طرح طرح کے پھول، جن کا رنگ علیحدہ علیحدہ، بُو علیحدہ علیحدہ، کہیں پھول پر بلبل چہچہا رہا ہے تو کہیں قمریاں راگ گا رہی ہیں، یہ لطف، یہ بہار، بھلا تیرے یہاں کہاں۔

زمین سے یہ باتیں آسمان نے سن کر طیش میں آکر کہا تو پرندوں کے آواز پر کیا فخر کرتی ہے، اری زمین سن مجھ میں فرشتے بستے ہیں جو رات دن خدائے تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں، ہمیشہ خدا کا ذکر مجھ میں ہوتا رہتا ہے، فرشتوں کی یادالٰہی کی گونج کے سامنے بھلا تیرے پرندوں کی آوازیں کچھ چیزیں ہیں؟ تجھ میں گل و گلزار ہیں تو مجھ میں انوار کے باغ ہیں، تجھ میں جیسے طرح طرح کے پھول ہیں، ویسے ہی مجھ میں طرح طرح کے تارے جن کی شکل علیحدہ اور اثر علیحدہ، جب رات کے اندھیرے میں مجھ پر تارے نکل آتے ہیں تو کچھ ایسی بہار معلوم ہوتی ہے کہ تیرے سارے باغ اس پر سے تصدق کرنے کے قابل رہ جاتے ہیں، میرا عالم عالم ملکوت ہے ، تیرا عالم اے زمین عالم ناسوت، مجھ پر ارواح بستی ہیں، تجھ پر اجسام۔ ارواح کے سامنے اجسام کوئی چیز نہیں۔ عرش مجھ پر ہے کرسی مجھ پر ہے جبرئیل و میکائیل علیہ السلام کی جگہ میں ہوں، اسرافیل علیہ السلام کا ٹھکانا میں ہی ہوں، لوح و قلم مجھ میں ہیں، بیت المعمور مجھ میں ہے۔

آسمان کی یہ تقریر سن کر زمین شرمندہ ہوگئی، اسی شرمندگی میں ہزاروں سال گزرے، جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ تو زمین خوش ہو کر فخر سے کہنے لگی، ارے وہ آسمان! مجھ میں "خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ" محمد ﷺ پیدا ہوئے، اب بتا تجھ کو مجھ پر کس بات کی فضیلت ہے اور کس چیز پر فخر ہے۔

یہ وہ پیغمبر ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم ان ہی کے وجود کا طفیلی ہے، عالم ملکوت کے مقرب فرشتے

ان ہی سے فیض لینے والے ہیں۔جسم مطہر اسی خاک کا ہے۔ وطن و ٹھکانا بھی یہی خاک ہے۔آسماں کو کوئی جواب نہ بن پڑا۔مغلوب ہو کر کچھ جواب نہ دے سکا۔

سالہا سال تک یہی حالت رہی، آسمان، اللہ کی درگاہ میں دعا کرنے لگا کہ اے اللہ! ایک مرتبہ اپنے محبوب کو میرے اوپر لاتا کہ مجھے بھی فخر حاصل ہو۔

گر قدم رنجہ کند جانب کاشانۂ ما　　　رشک فردوش شود از قدمش خانۂ ما

اگر ہماری جھوپڑی کے طرف تکلیف فرما کر تشریف لائیں۔تو ہمارا گھر آپ کی تشریف آوری سے رشک فردوس ہو جائے گا۔

''اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان دونوں کا مرتبہ برابر کرنے کے لئے آسمان پر آپ کو معراج عطاء فرمائی''

● **چوتھی حکمت:** آسمان پر کروڑہا فرشتے ایسے تھے جو کسی طرح زمین پر نہیں آسکتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ کے دیدار کے بے حد مشتاق تھے، وہ فرشتے ہر روز اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے الٰہی ہمیں بھی تیرے نبی آخرالزماں کی ملاقات سے مشرف فرما! اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی، حضرت ﷺ کو عرش تک بلا کر فرشتوں کو آپ کی ملاقات سے مشرف فرما دیا۔

اس سے جو شرف صحابیت کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو حاصل تھا، وہی ''ساتوں آسمان کے فرشتوں کو حاصل ہوا''۔

● **پانچویں حکمت:** جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے طرف بھیجنا چاہا تو آپ کو معجزہ دینے کے لئے فرمایا موسیٰ تمہارے ہاتھ کی لکڑی (عصا) زمین پر ڈالدو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا، وہ عصا بہت بڑا اژدہا ہو گیا، موسیٰ علیہ السلام خود اس سے ڈر کر بھاگے حکم ہوا موسیٰ "خُذْهَا وَلَا تَخَفْ" اجی موسیٰ اس کو پکڑو، ڈرو نہیں، موسیٰ علیہ السلام نے اس کو

پکڑ لیا، ڈر نکل گیا، پھر جب فرعون کے سامنے عصا کو سانپ بنائے تو ڈرے نہیں، اگر یہ مشق نہیں کرائی جاتی تو فرعون کے سامنے خود ڈر کر بھاگتے تو معجزہ قائم نہیں رہ سکتا تھا۔

اسی طرح حضرت رسول اللہ ﷺ کو معراج میں بلا کر آسمانوں کی سیر کرائی گئی، وہاں کے عجائب وغرائب دکھائے گئے، جنت و دوزخ بتائی گئی، ثواب وعذاب کے مناظر آپ کے سامنے ظاہر کئے گئے۔

جب قیامت ہوگی تو سب کو نیا معلوم ہوگا، ہیبت ودہشت ایسی ہوگی کہ سب نفسی نفسی کہیں گے، چونکہ رسول اکرم ﷺ کا تو یہ دیکھا ہوا ہوگا۔ اس لئے آپ کو نہ ہیبت ہوگی نہ دہشت، اس لئے آپ امتی امتی فرماتے رہیں گے، اطمینان سے عاصیوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ آسمانوں پر بلائے جانے کا یہ بھی ایک راز تھا۔

- **چھٹی حکمت:** جب زلیخا کی بدنامی ہونے لگی، مصر کی عورتیں طعنہ دینے لگیں تو زلیخا نے ان سب کو دعوت دیکر بلایا، ہاتھ میں میوہ اور چھری دی، یوسف علیہ السلام کو ان کے سامنے لائی، عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی بجائے میوہ کے ہاتھ کاٹ لئے اور اپنی غلطی کا اقرار کیا اور کہا ''حَاشَا لِلّٰهِ مَاهٰذا بَشَراً اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْم '' (حاشا اللہ یہ انسان نہیں ہیں یہ تو بزرگ فرشتہ ہیں)۔

ایسا ہی تخلیق انسان کے وقت فرشتوں نے کہا ''اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ '' (کہ آپ ایسا انسان پیدا کرتے ہیں جو زمین میں فساد کرتے رہے گا اور آپس میں خون بہائے گا) تو جواب دیا گیا ''اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ '' (تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی حکمت میں جانتا ہوں تم کو اس کی خبر نہیں)۔

اس سے اشارہ حضرت محمد ﷺ کے طرف تھا کہ ان ہی مفسدوں کے نسل سے اور ان ہی

تباہ کاروں کے اولاد سے دیکھو کیسا افضل البشر پیدا کرتا ہوں۔

اس وقت تو صرف اشارہ کر کے ڈال دیا، پھر معراج میں حضرت کو آسمانوں پر بلا کر سب فرشتوں کو دکھایا تو مصر کی عورتوں کے طرح سب فرشتے دنگ رہ گئے اور اپنی غلطی کا اقرار کر لیا۔

● **ساتویں حکمت:** آپ کو معلوم ہوگا کہ دلہن کو رخصت کرتے وقت دلہن کا ہاتھ دلہا کے والد یا کسی بوڑھے بڑے شخص کے ہاتھ میں دیکر سونپتے ہیں۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام یا کسی اور فرشتے کے واسطے کے بغیر امت کو آپ کے سپرد کرنا چاہتے تھے بلا کر فرماتے ہیں۔

''یا محمد (ﷺ) یہ امت میں آپ کو سونپتا ہوں، یا رسول اللہ ﷺ اس اس امت کو نہ دیکھنا، مجھ سونپنے والے کو دیکھنا کہ کون سونپ رہا ہے، باوجود سینکڑوں عیبوں کے ہم نے ان کو پسند کیا ہے، باوجود عیبوں کے ہم ان پر عنایت کرتے ہیں، آپ بھی ان پر شفقت کرتے رہیئے''۔

اسی واسطے سب نفسی نفسی کہیں گے، آپ امّتی امّتی فرمائیں گے۔

آپ کے درجۂ عالی کا تقاضہ تو یہ تھا کہ آپ ''رَبِّیْ، رَبِّیْ'' فرماتے، چونکہ امتی میں خود ''رَبِّیْ'' اس طرح مضمر ہے کہ امت رَبّ'' کی سونپی ہوئی ہے، اور دوست کی عطا کی ہوئی ہے اگر آپ امت کا خیال نہ کرتے تو دوست کے عطیہ کی حقارت ہوتی، قیامت میں آپ جو امتی فرمائیں گے ''رَبّ'' کے خیال سے ہی فرمائیں گے، آپ کا امتی کہنا بھی ''رَبِّیْ'' کہنے کی جگہ ہے۔

● **آٹھویں حکمت:** رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں کافروں سے سخت اذیتیں سہیں، تسلی کے لئے آسمانوں پر بلاتے ہیں تا کہ معلوم کرائیں کہ آپ کا رتبہ یہ ہے کہ:

''بیت المقدس میں آپ امام انسان ہیں، تو بیت المعمور میں امام ملائکہ'' جب آپ کا یہ شرف ہے تو آپ کو ان کافروں کی ایذا کا کچھ خیال نہ کرنا چاہئے۔

جمعہ کا دن بہت عظمت والا دن ہے، خدا کا بہت پیارا دن ہے، اس امت پر خدا کی کس قدر شفقت ہے کہ قیامت جمعہ کے دن ہی ہوگی، جمعہ تو تمہارا ہی دن ہے اگر قیامت تمہارے دن میں آئے تو کیا غم ہے، جمعہ تمہارا ہے تو تمہارے خلاف کیوں گواہی دے گا، لیجئے ایک گواہ تو اس امت کو مل گیا، گواہ تو دو ہونا لازم ہے، دوسرا دن کوئی ایسا بزرگ گواہ بننے کے قابل نہیں تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے پیر کے دن کو بہت سی بزرگیاں عطاء فرمائیں -

(۱) رسول اللہ ﷺ کی پیدائش پیر (دوشنبہ) کے دن ہوئی۔

(۲) حضرت کو نبوت پیر کے دن ملی۔

(۳) ہجرت کا حکم پیر کے دن ہوا۔

(۴) وفات شریف جو دراصل آپ کی امت کیلئے بڑے مرتبے کا دن ہے، وہ واقعہ بھی پیر کے دن ہوا۔

(۵) جس دن کی رات معراج کے لئے مقرر فرمائی گئی وہ بھی پیر کے دن کی تھی۔

پس پیر کے دن کو ایسی بزرگیاں دے کر جمعہ کے قریب قریب پہنچایا، تا کہ دوسرا گواہ امت کیلئے تیار رہے۔

اس طرح امت کی نجات اور مغفرت کا پورا سامان کردیا۔

ہفتہ میں دو دن اور دو راتیں اس امت کے کالے اعمال کو نورانی بناتی ہیں، تا کہ قیامت کے دن امت کو ''نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ'' بنا کر غیروں کے سامنے لائیں، امت کے رائی، ذرّے، ذرّے برابر نیک اعمال ان دنوں کی برکت سے نیکیوں کے پہاڑ بن کر سامنے آئیں گے۔

''یہ وجوہات تھیں کہ پیر کی رات معراج کے لئے مقرر فرمائی''

مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر لیجانے کی جو باریک باتیں تھیں وہ اوپر گذر چکیں، اب ''لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا'' ہے۔

معراج میں بہت سی حکمتیں ہیں جن میں سے تھوڑی سی اوپر گذر چکیں، منجملہ ان حکمتوں کے ایک حکمت ''لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا'' ہے۔

واقعہ یہ ہوا کہ : ایک دن حضرت رسول اللہ ﷺ کا ایک جگہ پر گذر ہوا، وہاں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا، آپ کو دیکھ کر اٹھا اور اپنے مکان میں بلا کر لے گیا اور اس کوٹھری میں لے گیا، جس میں سونا، روپیہ، ریشم وغیرہ بھرا ہوا تھا ابوجہل نے یہ چیزیں دکھا کر کہا، اے محمدؐ کیا تم ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر فقر و فاقہ اختیار کرتے ہو اور دنیا سے بے رغبتی رکھتے ہو۔

اس پر خدائے تعالیٰ نے حضرت ﷺ کے طرف وحی کی کہ ''اے محمد (ﷺ) ابوجہل نے تمہیں اپنے گھر میں لے جا کر وہ چیزیں دکھائیں جو اس میں موجود تھیں، میں آج کی رات آپ کو آسمانوں کی سیر کراتا ہوں اور اپنے گھر میں داخل کر کے وہ چیزیں دکھاتا ہوں جو اس میں موجود ہیں، تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ابوجہل کے گھر کو میرے گھر سے کچھ مناسبت بھی ہے؟ اس کا گھر فانی اور میرا الملک باقی، فانی، باقی کے سامنے پاسنگ برابر بھی نہیں ہوسکتا۔

اس لئے فرمایا ہم اپنے بندہ کو مکہ شریف سے بیت المقدس راتوں رات لے گئے ''لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا'' تا کہ ہم اپنے بندہ کو کچھ عجائبات قدرت دکھلائیں ''اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ'' تو عجیب لطف دے رہا ہے۔

اس معراج کی عجیب سیر میں ''بَصِيۡرٌ'' اللہ تعالیٰ دیکھ رہا تھا نگہبان تھا، ایسا ہے جیسے مسافر کو کہنا ''اللہ نگہبان''۔

پھر معراج سے واپسی کے بعد منکروں کے بیہودہ سوالات اور شبہوں کا جواب ''هُوَ السَّمِيۡعُ'' ہم سن رہے ہیں، سے اس طرف اشارہ ہے کہ ان کو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

# باب اوّل

پہلا باب ان واقعات کے بیان میں ہے جو مکہ معظمہ سے بیت المقدس کی سیر میں پیش آئے، اسی میں ضمنی طور پر ''عالم برزخ'' کی تفصیل بھی آئی ہے۔

آیئے اب معراج کی تفصیل سنئے اور ''لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا'' کی عملی تفسیر دیکھئے:۔

عجائباتِ قدرت دکھلانے کے لئے ستائیس (۲۷) رجب پیر کی شب بھی عجب شب تھی، حضرت جبرئیل علیہ السلام پر یہ احکام نازل ہوئے:۔

پہلا حکم :- اے جبرئیل آج کی رات عبادت کی رات نہیں ہے، اپنے عبادت خانہ سے نکلو، آج تمہاری عبادت ایک خدمت کے صلہ میں معاف کی جاتی ہے۔

دوسرا حکم :- اے جبرئیل، میکائیل سے کہو کہ تم بھی اپنے کاروبار چھوڑ دو۔

تیسرا حکم :- اور اسرافیل سے بھی کہو کہ صور رکھدیں۔

چوتھا حکم :- عزرائیل کو بھی یہ حکم پہنچاؤ کہ قبض ارواح بند کردیں۔

پانچواں حکم :- فراشانِ قدرت کو حکم دو کہ نور کا فرش زمین اور آسمان میں بچھادیں۔

چھٹا حکم :- عرش کو لباس قُدس پہناؤ۔

ساتواں حکم :- رضوان سے کہو کہ جنت کو آراستہ و پیراستہ کرے، آئینہ بندی کرے اور چمن آراستہ کرے۔

آٹھواں حکم :- حوروں سے کہو بناؤ سنگھار کرکے جواہرات کے طبق نثار کرنے کیلئے لے کر کھڑی رہیں۔

نواں حکم :- مالک سے بولو، دوزخ کے دروازوں کو قفل لگادے۔

دسواں حکم :- تمام قبروں سے عذاب اٹھالو۔

گیارھواں حکم :- اور یہ نداء بھی کر دو کہ اے انعام و احسان کے حُلّو (حُلّہ کی جمع ،لباس) تم رنگ برنگ کے ہو جاؤ۔

بارھواں حکم :- اے حورو ناز و ادا سے اٹھکھیلیاں کرتی چلو۔

تیرھواں حکم :- اے آسمانوں تم فخر و ناز کا پھریرا ہوا میں اڑاؤ۔

چودھواں حکم :- رحمت کے دروازے چوپٹ کھول دو۔

پندرھواں حکم :- بلاؤں اور مصیبتوں کو اٹھا دو۔

سولھواں حکم :- آدم و نوح، ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ (علیہ السلام) تمام پیغمبروں سے کہد و کہ تیار ہو کر ہمارے عظیم الشان مہمان کے استقبال کے لئے آگے بڑھو۔

سترھواں حکم :- اے جبرئیل لکھوکھا فرشتے جلو میں چلنے کے لئے ساتھ لیتے جاؤ۔

اٹھارھواں حکم :- ایک براق بھی جنت سے لیتے جاؤ۔

جبرئیل (علیہ السلام) لرز گئے، گھٹنے ٹیک کر عرض کیا، الٰہی کیا قیامت قائم ہوگی؟ فرمایا نہیں بلکہ آج کی رات ہم اپنے حبیب کے ساتھ خلوت کریں گے۔

جبرئیل (علیہ السلام) وہ دیکھو مکہ میں حطیم کے پاس ہمارا پیارا لیٹا ہوا ہے اس کو جگا اور عرش پر لے آؤ، دیکھو جبرئیل (علیہ السلام) خبردار ان کو نہایت آہستگی سے جگانا، اگر وہ پوچھیں مجھے کس مقام تک جانا ہوگا تو کہہ دو اے نبی آپ کا سفر اس مقام تک ہوگا۔ جہاں تک کسی مخلوق کا وہم و گمان بھی نہ جاسکے۔

اے جبرئیلؑ اپنے محمد ﷺ کو میں نے ستائیس کی اندھیری رات میں اس لئے بلایا ہے کہ دنیا کے چاند کی روشنی تو سب دیکھ چکے، ذرا میرے چاند کی چمک بھی دیکھ لیں فرش سے عرش تک ایک نور ہی نور ہو جائے گا۔

یہ حکم پاتے ہی جبرئیل علیہ السلام براق لینے چلے، ایک سے ایک اعلیٰ براق بنا ٹھنا کھڑا ہے

ہر ایک اپنے حسن پر مغرور ہے، ان سب میں ایک براق مغموم ایک کونے میں تھا جبرئیل علیہ السلام انتخاب کیلئے متحیر کھڑے تھے، خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا، جبرئیل اس مغموم کو لو، ہم کو عاجزی پسند ہے، جبرئیل علیہ السلام وہ براق اور جلو کا ساز و سامان لے کر مکہ معظمہ کے طرف چل پڑے۔

موسیٰ علیہ السلام کو بھی معراج ہوئی ہے، تیس روزے رکھاتے ہیں، مسواک کرنے سے روزوں سے پیدا شدہ بو جب کم ہوگئی تو اور دس روزے رکھا کر بلاتے ہیں، یہ عاشقوں کی معراج تھی۔

ذرا معشوقوں کی معراج دیکھئے، حضرت ﷺ عشاء سے فارغ ہوکر سو رہے ہیں، جبرئیل علیہ السلام آکر کھڑے ہیں مجال نہیں جو جگا سکیں، جبرئیل علیہ السلام ادب سے اپنے رخسار حضرت ﷺ کے تلووں سے ملتے ہیں اور دل میں کہتے ہیں کہ "آج یہ راز کھلا کہ میرا چہرہ کافور سے اسی واسطے بنایا گیا ہے کہ کافور کی سردی سے آپ بیدار ہوں" حضور ﷺ بیدار ہوکر پوچھتے ہیں کیوں جبرئیل علیہ السلام کیا بات ہے، جبرئیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں، حضور خدائے تعالیٰ نے یاد فرمایا ہے اور سلام کے بعد فرماتا ہے "میرے پیارے آج آپ کی وہ عزت کرتا ہوں کہ آپ سے پہلے کسی کی ایسی عزت نہیں کی گئی نہ بعد آپ کے کسی کی ایسی عزت ہوگی، اور آج آپ کا مرتبہ ایسا بلند کرتا ہوں کہ آج تک کسی نے سنا اور نہ کسی کے دل میں ایسے مرتبے کا خیال گزرا، اور ایک مخفی راز بھی کہنا ہے جو میرے اور آپ کے درمیان ہوگا۔

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، حضور (ﷺ) چلئے یہ رات آپ ہی کی رات ہے، یہ دولت آپ ہی کی دولت ہے : ؎

بول کیا شب ہے یہ اے محبوب رب ☆ حشر تک پھر آئے گی ایسی نہ شب
اب جلوس میں آپ کے اے شہسوار ☆ یہ فرشتے آئے ہیں ستر ہزار
ہیں مزین نور سے ساتوں فلک ☆ ہیں تمام آراستہ حور و ملک
لے چلو تشریف اے نور خدا ☆ پیشوائی کو کھڑے ہیں انبیاء

ساتوں جنت آج ہیں آراستہ ☆ بجھ گئی ہے نار دوزخ جا بجا
نہریں جنت کی ہیں جاری اب تمام ☆ اہل دوزخ پر ہے آج آتش حرام
حکم ہے خورشید پر یہ یا نبی ☆ طول سب راتوں سے ہو رات آج کی
یا نبیؐ یہ ذکر بحر و بر میں ہے
آج مہمانی خدا کے گھر میں ہے

یہ عرض کرنے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سینۂ مبارک کو چاک کر کے دلِ مبارک کو تین مرتبہ زم زم سے دھو کر نورِ معرفت اور لاکھوں قسم کی انوار سے جو حضور رب العزت کی سرکار سے حضرت کیلئے تحفہ لائے تھے، بھر کر قلب مبارک کو آفتاب سے زیادہ چمکنے والا بنا دیا، پھر ایسے دل کو سینۂ مبارک میں رکھ کر سینۂ مبارک درست کر دیا۔

جس طرح حضور ﷺ کا دل معراج میں جانے کے لئے تین مرتبہ آب زم زم سے دھویا گیا اسی طرح امت کی معراج نماز ہے، نماز کے وقت تین تین مرتبہ وضوٗ میں اعضاء کا دھونا فرض اور مستحب ہوا۔

حضور نے غسل کا ارادہ فرمایا، حکم ہوا جبرئیل ہمارے نبی کو حوض کوثر کے پانی سے نہلاؤ، ایسے میں رضوان کوثر کا پانی لئے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے اس کوثر کے پانی سے غسل فرمایا، پھر جنتی لباس حضرت کو پہنایا گیا، نورانی عمامہ سر پر باندھا گیا، جس پر بجائے گل بوٹوں کے یہ نقش تھے:

محمدٌ رسولُ اللہ ......... محمدٌ نبیُ اللہ
محمدٌ خلیلُ اللہ ......... محمدٌ حبیبُ اللہ

عباء پہن کر، چادر اوڑھ کر حضور رجب برآمد ہوئے اس وقت کا نقشہ ایک عاشق نے یوں کھینچا ہے:

قدِ رعنا کی ادا جامۂ زیبا کی پھبن ○ سرگیں آنکھ غضب ناک بھری وہ چتون

وہ عمامہ کی سجاوٹ و جبینِ روشن ○ اور مکھڑے کی تجلی وہ بیاض گردن

وہ عبائے عربی اور وہ نیچا دامن ○ دل ربایانہ وہ رفتار وہ بے ساختہ پن

مردہ بھی دیکھے تو کرے چاک گریبانِ کفن ○ اٹھ چلے قبر سے بے تاب زباں پر یہ سخن

مَرْحَبَا سَیِّدِ مَکِّیْ مَدَنِیُّ الْعَرَبِیْ ○ دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مرحبا ہمارے سردار مکہ مدینے والے عرب کے باعث فخر، ہمارے دل و جان آپ پر سے قربان، آپ کا نام بھی کیا پیارا نام ہے۔

سواری کے لئے براق پیش کیا گیا، جس وقت آپ نے براق کو دیکھا، غمگین ہو کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے، خطاب آیا، جبرئیل یہ خوشی کا وقت ہے رنج کیسا، میرے حبیب سے پوچھو کہ اس رنج وملال کا سبب کیا ہے؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبرئیل مجھے خلعت سرفراز ہوئی، براق سواری کو آیا، مقرب فرشتے استقبال کو آئے، آج تو یہ سب کچھ ہے مگر کل قیامت کے دن میری امت کے لوگ بھوکے پیاسے ننگے، گناہوں کا بوجھ گردن پر رکھے، بے کسی میں ہاتھ پھیلائے ہوئے بے چارے مصیبت کے مارے اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے۔ پچاس ہزار برس کا قیامت کا راستہ ہوگا اور بیس ہزار برس کا پل صراط کا راستہ ہوگا۔ یہ غریب کیوں کر طے کریں گے، کس طرح قدم اٹھائیں گے، جبرئیل یہ افکارات مجھے رُلا رہے ہیں۔

حکم ہوا کہ : اے ہمارے رحمۃ للعالمین! آپ اس کا ہرگز غم نہ کیجئے، جس طرح آپ کے در دولت پر براق بھیجا ہے، اسی طرح قیامت کے دن آپ کے ہر امتی کے قبر پر ایک ایک براق بھیجوں گا جو پلک مارنے میں قیامت اور پل صراط کا راستہ طے کر کے بہشت میں پہنچا دے گا۔

تب حضرت ﷺ خوش ہو کر سوار ہونے لگے تو براق کسی قدر تیزی اور شوخی کرنے لگا

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے براق کے گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ : اے براق تجھے شرم نہیں آتی، آج تو کس عالیشان کی سواری میں شوخی کرتا ہے، کیا تجھے خبر نہیں کہ آج حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نبی آخرالزماں تجھ پر سواری فرمارہے ہیں۔ براق حضرت کا نام سن کر اپنے شوخی پر نادم ہوا، اور غیرت سے پسینہ پسینہ ہوگیا۔

● **مندرجۂ صدر واقعہ سے نصیحت :**

ایک جانور ایک مصلحت سے ذراسی دیر اطاعت نہ کرنے پر کس قدر شرمندہ اور شرم سے پسینہ پسینہ ہوا، افسوس ہمارے حال پر کہ ہم صرف انسان ہی نہیں بلکہ مسلمان، اور پھر حضرت کی امت میں شامل اور شفاعت کے امیدوار رہ کر رات و دن کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے منھ موڑے ہوئے ہیں، اس پر ہم کو کبھی غیرت آتی ہے نہ شرم وحیا، کیا کبھی خوف سے ہمارے آنسو نکلتے ہیں یا شرم سے پسینہ آتا ہے، مسلمانوں! جانور سے شرم وحیا سیکھو۔

براق نے عرض کیا حضور! میری ایک درخواست ہے جس طرح آج میری پشت پر سوار ہو کر میری عزت بڑھائی ہے، اسی طرح کل قیامت میں بھی میری پشت پر سوار ہو کر عزت دیں، حضور نے اس کو قبول فرمالیا، حضرت اس پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔

اس وقت کی کیفیت کو کسی نے خوب کہا ہے : ؎

مرکب انداز تجمل سے اٹھاتا تھا گام ☆ نہ تو آہستہ ہی چلتا تھا نہ تو تیز خرام
مَلَک وحسن وبشر کرتے تھے جھک جھک کے سلام ☆ حورو غلماں کی زبانوں پہ تھا جاری یہ کلام
مَرْحَبَا سَیِّدِ مَکِّیُ مَدَنِیُّ الْعَرَبِیُ ☆ دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

غرض سواری چلی جارہی ہے، جبرئیل علیہ السلام رکاب تھامے ہوئے، میکائیل علیہ السلام باگ پکڑے ہوئے اور اسرافیل علیہ السلام غاشیہ بردار ہیں۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان فرشتوں کی اس خدمت سے مجھے شرم آئی، میں نے ان سے عذر کیا، ان فرشتوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے ہزاروں برس کی عبادت میں اس خدمت کو خریدا ہے، پھر فرشتوں نے کہا، حضورؐ واقعہ یہ ہے کہ ہماری ہزاروں برس کی عبادت کے بعد ایک روز خدائے تعالیٰ نے ہم سے فرمایا اس عبادت کا کیا انعام چاہتے ہو، ہم نے عرض کیا، عرش پر تیرے نام کے ساتھ جن کا نام ہے ان کی کوئی خدمت عطا فرما۔ **حکم ہوا** جب وہ پیدا ہوں گے تو میں ان کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس لاؤں گا، اس وقت ان کی خدمت تم کو عطا کروں گا، یا رسول اللہؐ اس طرح یہ خدمت ہم کو عطا ہوئی ہے۔

ستر ہزار فرشتے سیدھے طرف، اور ستر ہزار فرشتے بائیں طرف، ہر ایک کے ہاتھ میں عرش کے نور کی ایک ایک مشعل تھی، باوجود اس کے حضرت کے چہرۂ مبارک کے نور کا اور ہی عالم تھا۔ **حکم ہوا** جبرئیل (علیہ السلام) میرے حبیب کے چہرہ پر کئی ہزار پردے پڑے ہوئے ہیں، پھر بھی نور کا یہ عالم ہے اچھا ذرا ایک پردہ تو اٹھاؤ، ایک پردہ کا اٹھنا تھا کہ نور کے جو لکھو کھا قندیلیں روشن تھیں، حضرت کے نور کے سامنے ماند پڑ گئیں۔

- **اس نورانی کیفیت کی تائید میں حکایت :**

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جس رات حضرت ﷺ کو معراج ہوئی، اس رات میں اپنے بستر پر سوتا تھا، آنکھیں جو کھلیں، کیا دیکھتا ہوں کہ تمام دنیا پر دن کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ یہ سماں دیکھ کر سر سے پیر تک کانپ اٹھا اور چاہا کہ لوگوں کو پکاروں کہ آج قیامت قائم ہو گئی، دفعتاً غیب سے آواز آئی : عثمان چپکے رہو، قیامت قائم نہیں ہوئی ہے، بلکہ آج محبوب حبیب کی طرف جا رہا ہے۔

آگے پیچھے جلو میں لکھو کھا فرشتے درود و سلام پڑھتے ہوئے چل رہے تھے:

انگلیاں اٹھنے لگیں دور سے وہ آ پہنچا ❀ گردنیں جھکنے لگیں سجدہ کے خاطر ہر جا
سب لگے کہنے کہ ہے سایۂ ذاتِ یکتا ❀ آدمی ہم نے تو اس حسن کا دیکھا نہ سنا
آدمی ہوتا تو اس ماہ کا سایہ ہوتا ❀ جس کا سایہ نہ ہو وہ نورِ خدا ہے بخدا
واہ کیا حسن ہے کیا شان ہے اے صلِ علیٰ ❀ وجد کے حال میں پھر جھوم کے ہر اک بولا
مَرحَبا سَیِّدِ مَکِّی مَدَنِیُّ العَرَبِی ❀ دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

چاروں طرف سے آوازیں آرہی تھیں، حضور ﷺ ذرا ہمارے طرف توجہ کیجئے اور اپنا پیارا اور بزرگ چہرہ ہمارے طرف کیجئے، اس کے جواب میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، کیا کروں جو بھی اس مقام پر پہنچتا ہے، وہ خدا کے سوا اوروں کی طرف توجہ نہیں کرسکتا۔

معراج میں حضور ﷺ کو منجملہ اور عالموں کے عالم برزخ کی سیر بھی کرائی گئی، بہتر معلوم ہوتا ہے کہ عالم برزخ کی تشریح کردی جائے تاکہ حضور کے عالم برزخ کی سیر کے واقعات سمجھنے میں سہولت رہے۔

● تشریح عالم برزخ :۔

عالم تین ہیں : (۱) عالم دنیا (۲) عالم برزخ (۳) عالم آخرت۔

ہر کام نیک ہو یا بد کرنے کے بعد اس کا رنگ روح پر، اور دل پر جمتا ہے، اور عالم برزخ میں چھپتا ہے، ہر ایک کام عالم برزخ میں اپنے مناسب شکل وصورت سے ظاہر ہوتا ہے، اسی عالم برزخ کو قبر بھی کہتے ہیں، عالم برزخ میں جس کام کی جو صورت بنتی ہے، قیامت تک وہی رہتی ہے، پھر قیامت میں جب یہ دونوں عالم (دنیا اور برزخ) فنا ہوجائیں گے، کثافت کی چادر اتار کر سارا عالم لطیف اور نورانی ہوجائے گا تو عالم برزخ میں جس کام کی جو صورت بنی تھی وہ کامل طور پر ظاہر ہوجائے گی۔

اس لحاظ سے ہر نیک وبد کام کے موجود ہونے کی تین حالتیں ہوئیں :

(۱) صدور (۲) ظہور مثالی (۳) ظہور حقیقی

اس کو فوٹوفون کی مثال سے سمجھئے :

جب آدمی بات کرتا ہے تو اس کے تین درجہ ہوتے ہیں :

**پہلا درجہ** : الفاظ منہ سے نکلے۔

**دوسرا درجہ:** منہ سے نکلے ہوئے الفاظ فوراً فوٹوفون (ریکارڈ) (آج کل کی اصطلاح میں ٹیپ ریکارڈ یا سی ڈی) میں بند ہوگئے، اور اس میں چھپ گئے۔

**تیسرا درجہ** : جب کنجی دیں اور ریکارڈ بجنے لگے تو بعینہٖ وہی الفاظ اور آواز ظاہر ہوجاتی ہے جو ریکارڈ میں بند ہوئی ہے۔

## مذکورہ مثال کی تطبیق اس طرح ہوتی ہے :

پہلا : الفاظ منہ سے نکلنا، یہ ایک عالم۔ اس کی مثال عالم دنیا کی سی ہے۔

دوسرا : فوٹوفون (ریکارڈ) میں الفاظ بند ہونا، ایک عالم۔ اس کی مثال عالم برزخ کی سی ہے۔

تیسرا : اس سے یعنی ریکارڈ سے آواز نکلنا، ایک عالم۔ اس کی مثال عالمِ قیامت کی سی ہے۔

کوئی شخص اس بات میں شک نہیں کرتا کہ جو الفاظ منہ سے نکلے تھے، وہی فوٹوفون (ریکارڈ) میں بند نہیں ہوئے، اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کرتا کہ ریکارڈ بجتے وقت وہ الفاظ نہ نکلیں گے جو ریکارڈ بھرتے وقت نکلے تھے۔

اسی طرح مسلمان کو اس میں شک نہیں کرنا چاہیئے کہ جس وقت کوئی عمل نیک وبد اس سے ہوتا ہے وہ عالم برزخ میں نہ چھپے گا اور قیامت میں اس کا پورا ظہور نہ ہوگا، کیوں کہ قدرت کے کارخانے میں جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے، اس کے خلاف نہیں ہوسکتا، ایسا ہی نیک وبد عمل کا جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے اس کے خلاف بھی نہیں ہوسکتا۔

اسی کو اور ایک مثال سے یوں سمجھئے:

درخت پیدا ہونے کے تین درجے ہیں:

(۱) تخم ڈالنا (۲) درخت زمین سے نکلنا (۳) درخت بڑا ہو کر پھل پھول لگنا۔

صاحبو! بغیر تخم کے کیا خود بخود درخت نکلتا ہے، اور بغیر درخت کے پھل پھول لگ جاتے ہیں، نہیں صاحبو، ہرگز نہیں، یہ سب تخم ڈالنے کا نتیجہ ہے۔

ایسا ہی عمل کرنا تخم ڈالنا ہے۔ عالمِ برزخ میں چھپنا درخت نکلنا ہے۔ قیامت میں اعمال کے آثار کامل کا ظاہر ہونا، پھل پھول لگنا ہے۔

تخم میں پھل، پھول، پتے، ڈالیاں سب موجود ہوتے ہیں، مگر نظر نہیں آتے، جب تخم زمین میں ڈالا گیا اور درخت بنا تو اب پتے وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں، ایسا ہی نیک و بد عمل میں ثواب و عذاب سب کچھ موجود ہے مگر نظر نہیں آتا، قبر اور قیامت میں ظاہر ہوں گے۔

نہ جاننے والے کو تخم اور درخت میں کچھ مناسبت نہیں معلوم ہوتی، مثلاً املی کے درخت اور اس کے تخم کو سوچئے، نہ جاننے والا کہے گا اتنے چھوٹے تخم میں اتنا بڑا درخت کیسے ہو سکتا ہے مگر تجربہ کار سمجھ جائے گا کہ یہ اسی تخم کا درخت ہے۔

جس طرح تخم دیکھنے اور درخت نہ دیکھنے والے کو اس کا اعتبار نہیں آتا کہ اس تخم کا یہ درخت ہے، ایسا ہی ہم کو اعمال کے نتیجہ کا جو قبر اور قیامت میں ظاہر ہوگا، چونکہ دیکھا نہیں ہے ہرگز اعتبار نہیں آتا۔

اعتبار کرنے کی صورت یہ ہے کہ تخم دیکھنے اور درخت نہ دیکھنے والے کو جس شخص نے درخت دیکھا ہے اس کا اعتبار کرنا چاہئے، ایسے ہی ہمارے چھوٹے چھوٹے نیک و بد اعمال کی جو بڑی بڑی صورتیں قبر و قیامت میں ہونگی، ان کو پیغمبروں نے دیکھا ہے ہم کو ان کا اعتبار کرنا چاہئے۔

عالمِ برزخ کی اس تشریح کے بعد معراج شریف کے واقعہ کا وہ حصہ شروع ہوتا ہے جس میں

حضور ﷺ کو عالم برزخ کی سیر کرائی گئی۔

عالَم برزخ کی تشریح میں معلوم ہو چکا ہے کہ عالَم دنیا کے ہر ایک نیک و بد عملی کے اشکال عالَم برزخ میں ظاہر ہوتی ہیں۔

حضور ﷺ کو وہ اشکال اس طرح دکھلائی گئیں :

### ● عالم برزخ کی شکل (۱) :

ایک مقام پر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک بدنصیب قوم سخت تکالیف میں مبتلا ہے، انہیں زمین پر چت لٹا رکھا ہے اور ان کے سروں کو بڑے بڑے وزنی پتھروں سے کچلا جاتا ہے، اُدھر سر کچلا گیا، اِدھر فوراً صحیح و سالم ہو گیا، پھر کچل دیا گیا، بدستور یہی حالت چلی جاتی ہے، اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا، اس حالت کو دیکھ کر بہت افسوس کے ساتھ حضرت ﷺ نے فرمایا، جبرئیل یہ کون بدنصیب لوگ ہیں، انھیں یہ سزا کیوں دی جارہی ہے۔

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضرت یہ وہ لوگ ہیں جو نماز پانچ وقت کی نہیں پڑھتے تھے، جمعہ اور جماعت کے لئے مسجد میں نہیں آتے تھے یا رکوع و سُجود پوری طرح نہیں کرتے تھے "جو سر خدا کے سامنے نہیں جھکتا تھا وہی سر یہاں کچلا جارہا ہے"۔

یہ خوف ناک واقعہ دیکھتے ہوئے آگے تشریف لے چلے، تھوڑی دُور چل کر آپ ملاحظہ فرمائے کہ:

### ● عالم برزخ کی شکل (۲) :

کچھ لوگ ننگے دھڑنگے کھڑے ہیں، صرف ان کی ستر اور شرم گاہ پر دھجیاں سی پڑی نظر آتی ہیں، اس حالت میں ان کی یہ کیفیت ہے کہ دوزخ کے جنگل کی گھانس، کانٹے، پتھر، انگار، سب کچھ کھا جاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا، اس حالت کو ملاحظہ فرما کر آپ نے پوچھا، جبرئیل (علیہ السلام)

یہ کون لوگ ہیں اور کس عمل کی ان کو یہ سزا مل رہی ہے؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے، زکوٰۃ کا مال دینے کی چیز نہ دیکر آپ ہی کھالیا کرتے تھے، انکی سزا میں کنکر، پتھر، انگارے جو انکے کھانے کی چیزیں نہیں ہیں انھیں کھلائی جارہی ہیں سچ ہے "جیسی کرنی ویسی بھرنی"۔

حضرت ﷺ یہ غمناک حادثہ دیکھتے ہوئے آگے چلے، تب ایک اور عجیب واقعہ ملاحظہ فرمایا کہ:

● عالم برزخ شکل (۴) :

ایک جگہ کچھ عورتیں اور مرد جمع ہیں، انکے سامنے اچھا نفیس گوشت نہایت عمدہ پکا ہوا رکھا ہے، دوسری طرف کچا بدبو دار گوشت پڑا ہوا ہے، انہیں حکم ہوتا ہے کہ یہ نفیس گوشت کھاؤ، مگر وہ بدنصیب لوگ وہ عمدہ گوشت چھوڑ کر وہ کچا سڑا ہوا مردار گوشت کھا رہے ہیں، حضرت ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر ان نالایقوں کے ناجائز فعل پر نہایت نفرت کرتے ہوئے دریافت فرمایا، جبرئیل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں اور یہ کیوں ایسا کرتے ہیں۔

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور ﷺ یہ وہ مرد ہیں جنکے پاس حلال و پاک بی بی ہوتے ہوئے دوسروں سے زنا کرتے تھے، رات بھر حلال بیویوں کو ترستا چھوڑ کر ناجائز عورتوں کے پاس راتیں گزارتے تھے۔ اسی طرح یہ وہ خبیث عورتیں ہیں کہ جن کے پاس حلال خاوند ہیں مگر ان بدعورتوں نے اپنے خاوندوں سے بے رغبت ہو کر غیروں سے رغبت اختیار کی تھی، ان کے عمل کی یہ صورت عالم برزخ میں بنی ہے۔

حضرت ﷺ جب آگے چلے تب آپ کو ایک بڑا گڑھا اور خوفناک بھڑکتی ہوئی آگ سے بھرا کنواں جس میں آگ جوش مار رہی تھی نظر آیا، اس میں ننگے مرد اور عورت جلتے ہوئے اوپر آتے ہیں، پھر نیچے اس کے تہہ میں جاتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں، عرض

کیا گیا کہ حضور یہ وہی زانی، اور بدکار مرد عورت ہیں، جن کو حضور نے ابھی ملاحظہ فرمایا تھا، یہاں خیال کی بھی صورت ہو جاتی ہے، وہ ان کے ناپاک خیال کی مثال حضرت نے ملاحظہ فرمائی تھی، یہ ان کے عذاب کی کیفیت آپ دیکھ رہے ہیں۔

حضور ﷺ وہاں سے آگے چلے تھوڑی دُور کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ:

- عالم برزخ کی شکل (۴) :

سرِ راہ چند لوگ آگ کی سولیوں پر لٹکے ہوئے ہیں کانٹوں دار درخت کی طرح ان کی حالت ہے جو کوئی ان کے پاس سے گذرتا ہے فوراً وہ ان گذرنے والوں کے کپڑے اور سر کے بال نوچ لیتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا جبرئیل (علیہ السلام) یہ کیا ہے؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور یہ وہ لوگ ہیں جو راستہ پر بیٹھے تھے، اور راستہ چلنے والوں کو ایذا دیتے تھے، آنکھ سے اشارہ کرتے تھے، اور زبان سے گالیاں دیتے تھے، لوگوں پر ہنستے تھے۔

اسکے بعد کچھ دُور جا کر حضرت ﷺ نے ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمایا:

- عالم برزخ کی شکل (۵) :

ایک شخص نہایت کمزور ناتوان ہے اور ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا باندھ کر چاہتا ہے کہ اس بھاری گٹھے کو سر پر اٹھائے، مگر گٹھا وزنی ہونے کے سبب اٹھا نہیں سکتا، جب اس سے وہ گٹھا نہ اٹھا تو بجائے لکڑیوں کو کم کرنے کے لکڑیاں اور زیادہ کرتا ہے، اور پھر اٹھانا چاہتا ہے، اسی طرح ہر دفعہ وزن زیادہ ہی کرتا جاتا ہے، حضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیل (علیہ السلام) یہ کون بے عقل شخص ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، یہ وہ خیانت کرنے والا شخص ہے جو تھوڑی سی امانتوں کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا تھا مگر اور امانتوں کے زیادہ کرنے کی کوشش کرتا تھا، آخر اسی حالت میں ہلاک ہو گیا، یہ ایسا حریص شخص تھا، مال اتنا جمع کرتا تھا کہ اس کے حقوق ادا نہیں کر سکا لیکن اور مال

زیادہ کرنے کی ہی حرص کرتا رہا۔

آگے چل کر ملاحظہ فرمایہ کہ:

- **عالم برزخ کی شکل (٦) :**

ایک جماعت ہے جنکے منہ، زبان اور ہونٹ آگ کے قینچیوں سے کاٹے جارہے ہیں، حضرت نے دریافت فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا، حضور یہ لوگ حاکموں کو رعایا کی طرف سے جھوٹی خبریں پہنچا کر لوگوں پر ظلم کرایا کرتے تھے۔

آگے چلے ایک اور عجیب واقعہ نظر آیا:

- **عالم برزخ کی شکل (٧) :**

بعض لوگوں کے حلق چیرے جارہے ہیں اوران کے منہ میں چھریاں ماری جارہی ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، ان لوگوں نے کیا قصور کیا ہے؟

عرض کیا گیا حضور (ﷺ) یہ وہ واعظ ہیں جو لوگوں کو وعظ کہتے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ:

- **عالم برزخ کی شکل (٨) :**

ایک میدان میں نہایت چھوٹا سوراخ ہے، اس ننھے سوراخ میں سے بڑے موٹے بیل باہر نکل کر پھر اسی سوراخ میں واپس جانا چاہتے ہیں لیکن جانہیں سکتے، حضور نے ارشاد فرمایا جبرئیل یہ کیا واقعہ ہے؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، حضور یہ مثال اس شخص کی ہے جو چھوٹے منہ سے بڑی بات نکالتا ہے، ایک کلمہ جو بظاہر چھوٹا سا نظر آتا ہے مگر فساد اس کا زیادہ ہوتا ہے، فساد کے خوف سے یہ شخص اس کلمہ کے کہنے سے نادم ہو کر وہ کلمہ واپس لینا چاہتا ہے مگر واپس نہیں لے سکتا۔

مذکورۂ واقعہ سے نصیحت :

انسان کو اپنا پیٹ حکمت اور فضیلت سے بھرنا مناسب تھا مگر افسوس یہ کہ بے خبر لوگ اپنا پیٹ فسادی باتوں سے بھرتے ہیں، جس طرح زمین کے اس سوراخ سے جس کا ذکر اوپر ہوا، بیلوں کا نکلنا محال اور مشکل ہے، ایسا ہی عقل کے نزدیک انسان کے منہ سے ایسی خراب اور فتنہ انگیز باتوں کا نکلنا محال ہونا چاہئے۔ لیکن یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ ذرا ذرا سی باتوں سے کیا فساد برپا ہوتا ہے، چھوٹی سی بات بیل کی طرح مخلوق کو مارتی اور اذیت دیتی ہے۔

جب حضور ﷺ کی سواری آگے چلی، تب آپ کو ایک جماعت نظر آئی، جن کے پیٹ برج کی طرح بڑے ہیں اور شیشے کی طرح صاف اور پیٹ کے اندر سانپ بچھو بھرے ہوئے ہیں اور ان کو کاٹ رہے ہیں، ہاتھوں میں آگ کے طوق اور پاؤں میں آگ کی بیڑیاں پڑی ہیں، جب کوئی ان میں سے اٹھنا چاہتا ہے تو پیٹ کے بوجھ سے فوراً گر پڑتا ہے۔ تھوڑی دیر میں ایک مہیب شکل کا گھوڑا ان کے پیٹوں کو کچلتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ بہت روتے ہیں، شور و غل مچاتے ہیں اور بھی طرح طرح کے عذاب ان کو نیچے اوپر گھیرے ہوئے ہیں، حضور نے ارشاد فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، حضرت ﷺ یہ سود خوار ہیں جو قیامت تک عالم برزخ میں اسی عذاب میں مبتلا رہ کر قیامت میں اسی صورت سے اٹھیں گے۔

واقعۂ مذکور الصدر سے نصیحت :

یعنی سود خوار شخص کے جس قدر سود لینے کے خیالات وسیع ہوتے ہیں اور سود در سود لے کر بھی جی نہیں بھرتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نیت کے انداز سے ان کا پیٹ برج کے برابر کر دیا اور سود کا پیسہ جو انھوں نے کھایا وہ سانپ اور بچھو بنا کر ان کے پیٹ میں بھر دیا؟

یہ واقعہ ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت ﷺ افسوس فرماتے ہوئے آگے تشریف لے

چلئے، تھوڑی سی دور جا کر کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ:

- عالم برزخ کی شکل (۹):

ایک جماعت ہے ان کے منہ اونٹوں کی طرح ہیں اور فرشتے انکے منہ چیر کر بڑے بڑے انگارے ان کے منہ میں ڈال رہے ہیں۔ وہ انگارے ان کے حلق سے اتر کر فوراً پاخانے کے راستے سے باہر نکلتے ہیں، انگاروں کے حلق سے اترتے اور پیٹ سے باہر نکلتے وقت نہایت درد ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ چیخ چیخ کر روتے ہیں، حضرت نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا گیا یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں، یا حضرت ﷺ جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ گویا انگارے کھاتے ہیں، یہ لوگ قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

- عالم برزخ کی شکل (۱۰):

ارشاد ہوا کہ جب میں آگے بڑھا، کیا دیکھتا ہوں کہ عورتوں کی ایک جماعت ہے جن کی پستانیں بڑھی ہوئی لٹک رہی تھیں اور آگ کے کوڑوں سے ماری جا رہی تھیں، حضرت ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون عورتیں ہیں؟

عرض کیا گیا حضور یہ وہ بدکار عورتیں ہیں جو حرام کے بچے جن کر انھیں قتل کر دیا کرتی تھیں، یا ان میں وہ عورتیں ہیں جو غیر کی اولاد کو دودھ پلا دیتی تھیں اور یاد نہیں رکھتی تھیں نہ اہتمام کرتی تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ آگے جا کر نکاح ہو جاتا تھا۔

یہ حسرتناک واقعہ ملاحظہ فرما کر حضور ﷺ کی سواری آگے چلی، کچھ دور جا کر حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا:

- عالم برزخ کی شکل (۱۱):

چند آدمی ایک جگہ جمع ہیں فرشتے ان کے جسموں کا گوشت کاٹ کر ان ہی کو دیتے ہیں تاکہ

چلے، تھوڑی سی دور جا کر کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ:

- عالم برزح کی شکل (۹) :

ایک جماعت ہے ان کے منہ اونٹوں کی طرح ہیں اور فرشتے انکے منہ چیر کر بڑے بڑے انگارے ان کے منہ میں ڈال رہے ہیں۔ وہ انگارے ان کے حلق سے اتر کر فوراً پاخانے کے راستے سے باہر نکلتے ہیں، انگاروں کے حلق سے اترتے اور پیٹ سے باہر نکلتے وقت نہایت درد ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ چیخ چیخ کر روتے ہیں، حضرت نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟

عرض کیا گیا یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں، یا حضرت ﷺ جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ گویا انگارے کھاتے ہیں، یہ لوگ قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

- عالم برزح کی شکل (۱۰) :

ارشاد ہوا کہ جب میں آگے بڑھا، کیا دیکھتا ہوں کہ عورتوں کی ایک جماعت ہے جن کی پستانیں بڑھی ہوئی لٹک رہی تھیں اور آگ کے کوڑوں سے ماری جا رہی تھیں، حضرت ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون عورتیں ہیں؟

عرض کیا گیا حضور یہ وہ بدکار عورتیں ہیں جو حرام کے بچے جن کر انھیں قتل کر دیا کرتی تھیں، یا ان میں وہ عورتیں ہیں جو غیر کی اولاد کو دودھ پلا دیتی تھیں اور یاد نہیں رکھتی تھیں نہ اہتمام کرتی تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ آگے جا کر نکاح ہو جاتا تھا۔

یہ حسرتناک واقعہ ملاحظہ فرما کر حضور ﷺ کی سواری آگے چلی، کچھ دور جا کر حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا:

- عالم برزخ کی شکل (۱۱) :

چند آدمی ایک جگہ جمع ہیں فرشتے ان کے جسموں کا گوشت کاٹ کر ان ہی کو دیتے ہیں تاکہ

کھائیں، اور کہتے جاتے ہیں کہ جس طرح تو نے دنیا میں اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا تھا اسکی سزا میں آج تجھے اپنا گوشت کھانا پڑیگا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟

جبرئیل علیہ اسلام نے عرض کیا حضور یہ غیبت کرنے والے ہیں ان کو قیامت تک یہی عذاب ہوتا رہے گا، قیامت تک یہ اپنا گوشت آپ کھاتے رہیں گے۔

- عالم برزخ کی شکل (۱۲) :

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں آگے بڑھا، ایک جماعت کو دیکھا جن کا منہ کالا، اور آنکھیں نیلی ہیں، نیچے کا ہونٹ زمین پر گھسیٹتا ہے، اوپر کا ہونٹ ان کے سر پر رکھا ہوا ہے پیپ لہوان کے منہ سے جاری ہے، جس کی بُو سے میدان سڑا جاتا ہے آگ کے پیالوں میں دوزخ کا کھولتا ہوا پیپ لہو زبردستی ان کو پلایا جارہا ہے اور یہ لوگ گدھوں کی طرح آواز نکال رہے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟

عرض کیا گیا یہ ناپکار سیندھی شراب پینے والے ہیں۔

- عالم برزخ کی شکل (۱۳) :

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ آگے چل کر میرا گزر ایک جماعت پر ہوا، جن کہ منہ سُوَر کی طرح تھے، ان کی زبانیں پیٹ پر لٹک رہی تھیں، اور وہ سخت عذاب میں مبتلا تھے، میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟

عرض کیا گیا، حضرت یہ جھوٹی گواہی دینے والے لوگ ہیں۔

- عالم برزخ کی شکل (۱۴) :

حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر میرا گذر ایسی عورتوں پر ہوا جن کو آگ کے کپڑے پہنا کر آگ کے کوڑے مارے جارہے تھے، ان کوڑوں کی تکلیف سے عورتیں کتوں کی طرح روتی

اور غل مچاتی تھیں، میں نے دریافت کیا جبرئیل یہ عورتیں کون ہیں؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ خاوندوں کو ستانے والی عورتیں ہیں، ان ہی میں اُن مَردوں کو بھی عذاب ہو رہا تھا جو عورتوں کو ستاتے تھے، خصوصاً ایک شخص کو دیکھا جس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہے اور اس پر عذاب ہو رہا ہے، پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ شخص ہے جس کی دو منکوحہ عورتیں تھیں اور وہ ان میں عدل نہیں کرتا تھا۔

- عالم برزخ کی شکل (۱۵) :

حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد جب آگے بڑھا تو ایک جماعت نظر آئی، جو آگ میں جلائی جاتی تھی، ادھر جل چکی، ادھر پھر زندہ ہوگئی، پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ ماں باپ کے نافرمان ہیں، جس طرح انھوں نے ماں باپ کی نافرمانی کر کے ان کو جلایا تھا یہاں، خود جل رہے ہیں اور اسی طرح یہ قیامت تک جلتے رہیں گے۔

- عالم برزخ کی شکل (۱۶) :

حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے آگے جب میں چلا تو ایک جماعت کو دیکھا کہ فرشتے انھیں چھُریوں سے ذُبح کر رہے ہیں، ان کے حلق سے نہایت بدبودار سیاہ خون نکل رہا ہے۔ یہ لوگ مر کر پھر اسی وقت زندہ ہو جاتے ہیں، اور پھر ذبح کئے جاتے ہیں، پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ قاتل خونی ہیں جنھوں نے ناحق خون کئے تھے، اس کی سزا میں یہ ہمیشہ ذبح ہوتے رہیں گے۔

- عالم برزخ کی شکل (۱۷) :

حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھنے کے بعد جب آگے بڑھا تو ایک جماعت کو دیکھا

کہ پہاڑوں کے برابر دو پتھروں کے درمیان پیسے جارہے ہیں، حضرت ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟

عرض کیا گیا کہ حضور، یہ مغرور، تکبر کرنے والے لوگ ہیں، ان کا غرور قیامت تک اسی طرح توڑا جائے گا۔

## ● عالم برزخ کی شکل (۱۸) :

حضرت ﷺ نے آگے چل کر ملاحظہ فرمایا کہ ایک جماعت مقید ہے ان کے جسم کے منافذ (سوراخ) یعنی آنکھ کان اور ناک سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں، زبردست فرشتے جن کے ہاتھ میں آگ کے کھم ہیں، وہ کھم اس قدر بھاری ہیں کہ اگر پہاڑ پر رکھے جائیں تو پہاڑ پگھل جائیں، ان کھموں سے ان پر وہ فرشتے عذاب کررہے ہیں، پوچھا یہ کون ہیں؟

عرض کیا گیا منافق ہیں۔

## ● عالم برزخ کی شکل (۱۹) :

آگے چلے تو ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص ہے کہ ڈول باؤلی یعنی کنویں میں ڈالتا ہے، اور بڑی محنت سے کھینچتا ہے مگر وہ ڈول اوپر خالی آتا ہے، ایسا ہی کرتے ہوئے عذاب میں مبتلاء ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا یہ کون ہے؟

عرض کیا گیا یہ ریاکار لوگ ہیں، عبادت تو کرتے ہیں مگر لوگوں کے دکھانے کے واسطے کرنے سے ثواب سے خالی ہیں۔

## ● عالم برزخ کی شکل (۲۰) :

آگے کیا ملاحظہ ماتے ہیں کہ :

ایک قوم کھیتی کررہی ہے لیکن عجب قسم کی وہ کھیتی ہے کہ ادھر ہل چلایا اور کھیت بویا ادھر کھیت

پختہ ہو کر تیار ہوا، اور فوراً کٹ کر غلہ کا ڈھیر لگ گیا، یہ عجیب واقعہ ملاحظہ فرما کر حضرت نے پوچھا، جبرئیل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ یہ کھیتی کیسی ہے؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے راستے میں جان، مال، روپیہ پیسہ خرچ کرتے تھے، ان کے اعمال کے ثواب اور نیک عملوں کی ترقی کی یہ صورت ومثال ہے، کبھی ان کے کھیت ختم نہیں ہوں گے، کیونکہ ان لوگوں نے ایسا ہی عمل کرنے کی نیت کر رکھی تھی، اس لئے ہمیشہ ثواب ان کو پہنچتا رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ عالم برزخ کے ان تمام عجیب وغریب واقعات کو ملاحظہ فرماتے ہوئے آگے چلے، یکا یک ایک عورت بہترین لباس پہنے ہوئے سونے کے زیورات سے آراستہ ہو کر طرح طرح کے بناؤ سنگار کے ساتھ آپ کے سامنے آئی اور عرض کیا حضور مجھے آپ سے کچھ عرض کرنا ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ معصوم تھے، اس لئے غیر عورت کی طرف بالکل مائل نہیں ہوئے، جب سواری آگے نکل گئی تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور آپ کو معلوم ہے کہ یہ عورت کون تھی؟ حضرت یہ دنیا تھی، بڑی زینت اور اہتمام سے آج حضرت کے سامنے حاضر ہوئی تھی، اگر حضرت آج اس سے کلام فرماتے یا کچھ بھی اس کی طرف توجہ کرتے تو حضرت کی ساری امت دنیا کے بندے ہو کر آخرت کو بالکل چھوڑ دیتی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ کلام ابھی پورا نہیں کیا تھا کہ حضرت کے سامنے ایک بڑھیا بدشکل گزری جس کو دیکھ کر نفرت ہوتی تھی، حضرت نے دریافت فرمایا کہ جبرئیل یہ بڑھیا کون تھی؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، حضرت یہ بھی وہی دنیا تھی، پہلی صورت دھوکہ دینے کی تھی، جب حضرت نے توجہ نہ فرمائی تو اب اپنی اصلی شکل سے آپ کے سامنے آئی۔

● **معراج شریف کے مذکورہ بالا واقعہ سے نصیحت:**

جس طرح دنیا پہلی مرتبہ حضرت کے سامنے بناوٹی صورت بنا کر حاضر ہوئی تھی اسی طرح

خاصانِ خدا کے سامنے بھی آتی ہے جب وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے تب ان کو اپنی اصلی صورت دکھا کر ان کی نفرت بڑھاتی ہے اور جو کم ہمت اور پست حوصلہ ہوتے ہیں، وہ اس کی بناوٹی صورت پر فریفتہ ہو جاتے ہیں، آخرت کو بھول کر دنیا کی طرح طرح کی زینت پر مبتلا ہو جاتے ہیں۔

حضرت کو معراج شریف میں جن اشکال میں دنیا نظر آئی تھی، ایک حکایت سے اس کی توضیح اور اس سے نصیحت :

**حکایت:** حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو اس طرح دیکھا کہ منہ کی طرف نہایت عمدہ اور زینت کا لباس ہے مگر پیٹھ کی طرف پھٹے پرانے کپڑے ہیں اور ایک ہاتھ جو ظاہر نظر آتا ہے وہ نہایت خوش رنگ حنا سے رنگین ہے اور جو ہاتھ کپڑوں کے اندر چھپا رکھا ہے وہ خون میں رنگین ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا! یہ دورنگی کیسی؟ دنیا نے عرض کیا کہ جس نے میرا منھ دیکھا پیٹھ نہیں دیکھی وہ ہمیشہ میرا عاشق اور طالب رہا ہے، اور جس بندے کو میری پیٹھ نظر آئی وہ مجھ پر لعنت کرتا ہوا بھاگتا ہے لیکن میں اپنے عاشق کو شروع میں ظاہری زینت اور مہندی سے رنگین ہاتھ دکھا کر اپنا فریفتہ بناتی ہوں، اس کے بعد اس کا گلا کاٹ کر دوسرا ہاتھ اس کے خون سے رنگ لیتی ہوں، ہمیشہ سے میرا یہی طرزِ عمل رہا ہے : ۔

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبر دارا ☆ مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے

دنیا نہیں کسی کی ہمیشہ قیام گاہ ☆ جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشانہ ہے

دنیا میں کوئی داغ سے خالی جگر نہیں ☆ بے داغ چرخ پر بھی روشن قمر نہیں

دنیا نہیں کچھ بھی جو دیکھا بچشم غور ☆ اس پر وہ مبتلا ہے کہ جس کو نظر نہیں

اس کو ملاحظہ فرماتے ہوئے حضور ﷺ آگے تشریف لے چلے، آپ کے سامنے ایک بوڑھا آیا اور حضرت کو بائیں جانب سے پکارا : یا محمد (ﷺ) ذرا میری بات سن لیجئے آپ راستہ

بھول گئے ہیں۔ آپ نے اس کی طرف بھی توجہ نہیں فرمائی تب داہنے طرف سے حضرت کے کان میں آواز آئی، حضرت کچھ میری بھی سن لیجئے۔ آپ نے اب بھی کچھ توجہ نہیں فرمائی۔ ایسا ہی آگے سے ندا آئی اور پیچھے سے بھی، آپ نے کسی کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور سیدھے چلے گئے۔

کچھ دور جا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضرت جس بوڑھے نے آپ کو پہلے پکارا تھا وہ یہود کے دین کی روح تھی، اور دوسرا پکارنے والا انصاریٰ کے دین کی روح تھی، اور سامنے سے پکارنے والا مشرکوں کا دین تھا اور پیچھے سے پکارنے والا آتش پرستوں کا دین تھا، اگر آج آپ ان کی طرف کچھ بھی توجہ فرماتے تو آپ کی امت یہودی اور نصرانی اور مشرک و آتش پرست ہو جاتی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی امت کو بچالیا۔ مذکور الصدر تمام داعیان کو دکھانے اور آپ کا ان کی طرف متوجہ نہ ہونے میں حکمت یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ اکثر آزردہ رہتے تھے کہ معلوم نہیں میرے بعد میری امت کی کیا حالت ہوتی ہے، دین اسلام پر قائم رہتے ہیں یا برگشتہ ہو جاتے ہیں؟ معراج میں آپ کو امت کے بارے میں طرح طرح سے تسلی دینے کیلئے بلایا گیا ہے۔ منجملہ اور تسلیوں کے ایک یہ بھی تسلی دینا منظور تھا کہ آپ کی امّت کو اپنے کرم سے اللہ تعالیٰ اسلام پر ثابت قدم رکھے گا۔

ان واقعات کے ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت کی سواری چلی جا رہی تھی کہ اثناء راہ میں پاکیزہ اور ٹھنڈی ہوا اور مشک کی خوشبو آئی، اور آپ نے ایک آواز بھی سنی، کوئی کہتا ہے کہ:

اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ جلدی عطاء فرمادے کیوں کہ اب میرے پاس سامانِ عیش و آرام کثرت سے موجود ہو چکا ہے، میرے پاس بالا خانہ، اور استبرق اور حریر اور سُندس اور عبقری اور موتی جمع ہیں۔ اور چاندی سونے کے گلاس اور تشتری، دستہ دار کوزے اور سواریاں، شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہت جمع ہو گئے ہیں، ان کے برتنے والے جلدی بھیج۔ اس کے بعد ارشاد بھی سنائی دیا کہ: ''خوش ہو جا کہ وہ مسلمان مرد، عورت تیرے سامان کے برتنے والے ہیں جو

شرک نہ کریں اور مجھ سے ڈرتے رہیں''۔اس کے بعد جواباً یہ آواز سنائی دی کہ میں راضی ہوگئی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل یہ کون بولتا اور کون جواب دیتا ہے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا،حضور یہ جنت ہے جو اپنے اندر آنے والے مسلمانوں کو طلب کرتی ہے،اور اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ بہت جلد تجھے مسلمان دیے جائیں گے۔

اس کے بعد ہی ایک بدبُو آئی اور وحشت ناک آواز آئی: الٰہی میرے اندر عذاب کے سامان بہت کچھ جمع ہو چکے ہیں،مجھ میں زنجیر اور طوق اور بیڑیاں اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور سانپ،بچھو بہت کثرت سے ہوگئے ہیں،میرا قعر بہت دراز ہے،گرمی بہت تیز ہوگئی ہے جن سے مجھ کو بھرنے کا وعدہ ہوا ہے ان کو بھیج۔اس کے بعد بھی جواباً یہ آواز سنائی دی: جلدی نہ کر ہر مشرک ومشرکہ، کافرو کافرہ،ہر سرکش ونافرمان جس کو قیامت کے آنے کا بھروسہ نہیں،وہ تجھے دیئے جائیں گے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جبرئیل یہ کون ہیں،جبرئیل علیہ السلام عرض کئے حضور یہ دوزخ کی آواز ہے جو خدا سے خدا کے دشمنوں کو،اس کے نافرمانوں کو طلب کرتی ہے،جس کے جواب میں خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ کافر ومشرک ونافرمان تیرے اندر داخل کئے جائیں گے۔حضور ﷺ جنت اور دوزخ کا کلام،اور سوال و جواب سُن کر آگے چلے اور عالم برزخ سے باہر آگئے۔ اس کے بعد حضرت ﷺ کی سواری ایک کھجور کے میدان پر پہنچی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا،حضور یہاں آپ اتر کر دو رکعت پڑھیں،جب آپ نماز پڑھ چکے،تب جبرئیل نے کہا حضور یہ یثرب یعنی مدینہ ہے جو حضرت کی ہجرت کی جگہ ہے،اسی طرح حضرت کو کوہِ طور،اور عیسیٰ علیہ السلام کے پیدائش کی جگہ اور دیگر متبرک مقامات پر نماز پڑھاتے ہوئے لے چلے۔

اس کے بعد حضرت ﷺ کا ایک قوم پر گذر ہوا،جن کے چہرے کا رنگ زرد تھا۔حضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تم لوگوں کی ایسی حالت کیوں ہے،ان لوگوں نے عرض کیا خوف خدا سے

ہماری یہ حالت ہوگئی ہے، اوران لوگوں کے دل سلیم اور لباس کمبل کا تھا (کمبل کالباس اس لئے تھا کہ اکثر پیغمبروں کالباس بھی یہی تھا، تا کہ دل میں رعونت اور غرور پیدا نہ ہو) ان لوگوں میں رعونت اورغرور نہ ہونے کی ادنیٰ علامت یہ تھی کہ ان کے سب گھر برابر تھے، اونچ نیچے نہ تھے اوران کے کسی مکان کو باہر کا دروازہ نہیں تھا، دریافت پران لوگوں نے باہر کا دروازہ نہ ہونے کی یہ وجہ بتائی کہ باہر کا دروازہ دفع خائن اور چور کیلئے ہوتا ہے، ہم میں کوئی خائن اور چور نہیں ہے اور قبرستان نزدیک تھا تا کہ موت فراموش نہ ہو، اور مساجد دور تھے تا کہ ہر قدم پرثواب ملے، اور گناہ مٹے، ان کے دوکان ہمیشہ کھلے رہتے، مشتری خود تول لیتا، قیمت رکھ کر مال لے جاتا، انھوں نے اس طریقہ بیوپار کی یہ وجہ بتائی کہ ہم میں سب امانت دار ہیں، بچہّ پیدا ہوتا تو یہ لوگ روتے کہ اس دنیا کے قید خانہ میں آیا، اگر کوئی مرجاتا تو خوش ہوتے کہ قید سے چھوٹا، جبرئیل علیہ السلام نے لوگوں کا حضرت ﷺ سے تعارف کرایا کہ یہ نبی آخرالزماں ہیں تو وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور عرض کیا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت میں سے ہیں، جب ہم میں قتل انبیاء اور معاصی کی کثرت ہونے لگی تو ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم کو تیرے نافرمانوں سے علحدہ کردے، دفعتہً ایک سرنگ نمودار ہوئی، اس میں ہم چلے، ہمارے ساتھ ایک نہر بھی جاری ہوگئی اور نور کے چراغ روشن ہوگئے۔ ڈیڑھ برس تک ہم برابر چلتے رہے، اس کے بعد اس زمین پر نکلے اور یہیں رہنے لگے۔

ہم میں بغض وحسد وظلم نہیں ہے، ہم صلہ رحمی کرتے ہیں اور قضا پر راضی اور بلا پر صبر کرتے ہیں اور رضائے نفس پر رضائے حق کو ترجیح دیتے ہیں۔ نہ غیبت کرتے ہیں اور نہ فضول کلامی، ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات عبادت میں گذارتے ہیں، ہم میں کوئی بیمار نہیں ہوتا، کیوں کہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے، ہم میں کوئی گنہگار نہیں، اس لئے بیمار نہیں، اگر کسی نے گناہ کیا تو آگ آتی اور اس کو جلادیتی ہے۔ حضرت ﷺ کا نام مبارک توریت میں دیکھ کر ہم اپنی اولاد کو وصیت کرتے تھے کہ اگر آپ کا زمانہ پائیں تو آپ کا دین اسلام قبول کرلیں، یہ کہہ کر سب مسلمان ہو

گئے۔ حضرت نے ان کو قرآن کی سورتیں سکھائیں اور نماز وزکوٰۃ اور ہفتہ کو چھوڑ کر جمعہ اختیار کرنے کا حکم دیا، ان لوگوں نے عرض کیا حضور، ہماری دو استدعائیں ہیں، ایک یہ کہ ہمارا ملک اب تک جس طرح لوگوں کی نظروں سے چھپایا گیا ہے کوئی یہاں نہیں آسکتا، ایسا ہی لوگوں کی نظروں سے مخفی رہے، دوسری یہ کہ ہم پانچ وقت کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھیں! حضرت ﷺ نے اس کو قبول فرمایا۔

حضور ﷺ چلے جارہے تھے کہ بیت المقدّس کا دروازہ نظر آیا، آپ کیا دیکھتے ہیں کہ فرشتے دورویہ صف باندھے کھڑے ہیں، جب سواری مبارک گذری تو انھوں نے سلامی اتاری۔

فرشتوں کے سلام کے الفاظ:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ (آں کہ اول شفاعت کند او قبول شود)

''وہ مبارک ذات ہیں کہ سب سے اول شفاعت کریں گے اور مقبول ہوجائے گی''۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ (سلام ہو آپ پر اے سب سے آخر میں آنے والے نبی ﷺ)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ (حشر میں آپ ہی کا بول بالا رہے گا)۔

رسول اللہ ﷺ بیت المقدّس کے دروازے پر براق سے اترے جس حلقے سے تمام پیغمبروں نے اپنے سواریوں کو باندھا تھا اسی حلقے سے آپ کا براق باندھا گیا (حضرت ﷺ) کا براق جس حلقے سے باندھے جانے کا اوپر ذکر ہوا ہے، اس کی تائید میں ایک حکایت لکھی جاتی ہے۔

**حکایت**: ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، قیصر روم کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے حضرت ﷺ کا مرتبہ گھٹانے کے لئے قیصر روم سے کہا میں تجھ کو ایک ایسی بات سناتا ہوں جس سے اس شخص کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں مکہ سے بیت المقدس گیا اور واپس آ گیا۔

قیصر کی طرف سے جو حاکم بیت المقدس میں مقرر تھا اس وقت وہاں موجود تھا، اس نے کہا بالکل سچ ہے۔ میں اس رات کو جانتا ہوں۔ قیصر نے کہا کیا واقعہ ہے ؟

اس حاکم نے کہا اس رات میں نے مسجد کے سب دروازے بند کردیے تھے صرف ایک دروازہ کھلا رہ گیا تھا میں نے اپنے نوکروں کے ساتھ بہت کوشش کی کہ وہ دروازہ بھی بند کردوں مگر وہ دروازہ بند نہ ہوسکا، نجاروں کو بلوایا پھر بھی وہ دروازہ اپنی جگہ سے نہ ہلا، بہ حالت مجبوری وہ دروازہ کھلا چھوڑ کر چلا گیا، صبح کو آکر جو دیکھا تو وہ پتھر جس میں پیغمبروں کی سواریاں باندھی جاتی تھیں سوراخ دار ہے اور کسی جانور کے باندھے جانے کا تازہ نشان موجود ہے، میں جب ہی سمجھا کہ کوئی پیغمبر یہاں آیا اور نماز پڑھی ہے اور اسی وقت میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ رات کو اسی واسطے دروازہ بند نہیں ہوتا تھا میں نے پہلے کی آسمانی کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک پیغمبر بیت المقدس سے آسمانوں پر جائیں گے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی رات تھی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت ﷺ کو اپنے ساتھ مسجد اقصیٰ میں لے گئے، حضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام پیغمبر وہاں پہلے سے جمع تھے، میری نظر سب سے پہلے ایک دراز قد خوبصورت بزرگ پر پڑی، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا، حضرت آدم علیہ السلام نے بڑی محبت سے میری سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد ایک اور بزرگ پر نظر پڑی، جن کا سر سفید اور چہرہ نورانی تھا۔ ان کی صورت میرے چہرے سے ملتی جلتی تھی، جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ جناب کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ بعد ازاں میں نے اور ایک دراز قد بزرگ کو دیکھا ان کے متعلق بھی دریافت کیا، معلوم ہوا کہ یہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے دوسرے پیغمبروں سے ملاقات ہوئی، ان ملاقاتوں کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے اذان دی، ان کی اذان سے آسمان کے دروازے کھلے، فرشتے اس قدر اترے کہ پوری مسجد اور پورا جنگل حتیٰ کہ زمین و آسمان فرشتوں سے بھر گیا، بعد ازاں جبرئیل علیہ السلام نے تکبیر فرمائی صفیں درست ہوئیں، تمام پیغمبر اور سب

فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے، مگر اس وقت تک امام کی جگہ یعنی مصلیٰ خالی تھا کوئی امام مصلیٰ پر نہیں تھا اور نہ کسی کی ہمت ہوتی تھی کہ مصلیٰ پر چلا جائے البتہ ہر ایک پیغمبر کو اس وقت نماز پڑھانے کی تمنا تھی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام صفوں سے باہر آئے اور رسول اللہ ﷺ کا دستِ مبارک پکڑ کر فرمایا:

''اے امامُ الاولین والآخرین مصلیٰ پر تشریف لے چلئے۔ آپ کس کا انتظار فرماتے ہیں، کیا آپ سے زیادہ افضل کوئی اور آئے گا؟ میں مشرق سے مغرب تک، جنوب سے شمال تک، زمین سے آسمان تک پھرا ہوں، مجھے قسم ہے رَبُّ العِزَّتْ کی آپ سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تُو چیزے دیگری

تمام دنیا میں پھرا ہوں میں نے مقبولانِ بارگاہ کو دیکھا ہے میں بہت سی بزرگ ہستیوں سے ملا ہوں لیکن آپ کچھ اور ہی ہیں آپ کے جیسا کسی کو نہیں پایا ہوں۔ آج کی امامت کے قابل صرف آپ ہی ہیں یہ کہ کر حضرت کو مصلّیٰ پر کھڑا کر دیا۔ حضرت ﷺ نے دوگانہ پڑھایا، جب حضرت نے سلام پھیرا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا سید المرسلین اس وقت آپ کے پیچھے کون کون ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) پیغمبر اور سارے رُسل اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس نماز میں آپ کے پیچھے موجود تھے۔

اس کے بعد تمام پیغمبر حضرت ﷺ کو حلقہ میں لے کر کھڑے ہوئے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور خطبہ کے جو فرمایا اس کے الفاظ یہ تھے: خدا کا شکر ہے جس نے مجھے "خُلَّتْ" کا مرتبہ عطا فرمایا، اور نمرود کی آگ کو مجھ پر گلزار کیا، اور میری نسل میں بکثرت

[ان]بیاء پیدا کیئے۔ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے فرمایا : الحمدللہ حق تعالیٰ نے
[مج]ھے ہمکلامی کا مرتبہ عطا فرمایا، فرعون کو میرے ہاتھ سے غارت کیا، بنی اسرائیل کو اس کے تکلیفوں
سے نجات دلائی، اور بہت سے معجزے میرے ہاتھ سے دکھلائے۔ان کے بعد حضرت داؤد علیہ
السلام کھڑے ہوئے فرمایا: الحمدللہ خدا نے مجھ کو بادشاہت دی، اور مجھ پر زبور نازل فرمائی، لوہے کو
میرے ہاتھ پر نرم فرمایا، پہاڑ جنگل میرے لئے مسخر کردئے اور مجھے حکمت سے فیصلے کرنا سکھایا۔
ان کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام اُٹھے اور فرمایا: الحمدللہ، خدائے تعالیٰ نے ہوا کو میرے لئے
مسخر کیا، انسان اور جنات اور چوپائے میرے تابع کیئے، مجھے جانوروں کی بولیاں سکھائیں، اور
بہت بڑا ملک مجھ کو عطاء کیا۔ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھے اور فرمایا کہ: الحمدللہ خدائے
تعالیٰ نے مجھے اپنے حکم سے پیدا کیا اور مجھے توریت وانجیل بغیر استاد کے سکھائی، مٹی کا جانور بنا کر
اپنی پھونک سے زندہ کر کے اڑاتا تھا، مادرزاد اندھے کو چنگا، اور کوڑھی کو اچھا کرتا تھا، مردہ کو جلاتا
تھا، خدا کے حکم سے شیطان مجھ سے دور رہتا تھا خدا نے مجھ کو زندہ آسمان پر اٹھایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہمارے آقائے نامدار اُٹھے اور فرمایا : ہر ایک پیغمبر نے
خدا کی تعریف کی، اب میں بھی بیان کرتا ہوں۔الحمدللہ رب العالمین سب تعریف اس خدائے
تعالیٰ کیلئے ہے جس نے مجھے تمام جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا، تمام عالم کیلئے مجھ اکیلے کو پیغمبر اور
ہادی بنایا، مجھ پر وہ قرآن مجید اتارا، جو حق اور باطل میں پورے طور سے فرق کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے
اس قرآن میں ہر ایک اصول بیان فرمادیئے، اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا، میرے ذکر کو اپنے
ذکر کے ساتھ ملایا، کوئی جگہ میرے ذکر سے خالی نہ چھوڑی، مجھ کو سب سے اوّل نبوت عطاء فرمائی،
سب کے بعد خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا، مجھے رؤف ورحیم کا خطاب عطاء فرمایا، میری امت کو ساری
امتوں پر بزرگی دی، میری پوری امت کو منصب نبوت یعنی مرتبہٴ امر معروف عطا کیا، انھیں دنیا میں
سب سے پیچھے بھیجا، مگر آخرت میں سب سے پہلے بخشے گا اور جنت میں سب سے اول داخل

کرے گا۔ جب حضرت نے اپنا خطبہ ختم فرمایا: تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فیصلہ کے طور پر فرمایا، اے پیغمبروں کی جماعت ! محمد ﷺ نے اپنے وہ وہ فضائل بیان فرمائے کہ بلاشک وہ تم سب پر فضیلت لے گئے اور سب سے بڑھ گئے اس لئے کہ اگلے پیغمبروں نے جو باتیں بیان کیں وہ جلد فنا ہونے والی یا صرف جسم پر اثر ڈالنے والی تھیں، جیسے سلیمان اور داؤد علیہما السلام کے معجزے، یہ سب فانی معجزے ہیں، بخلاف حضرت ﷺ کے معجزے اور فضائل روحانی باقی رہنے والے ہیں اور حضرت نے اپنی امت کو بھی بزرگی دلوائی جو کسی پیغمبر میں یہ بات نہیں۔

اس کے بعد فوراً حضرت ﷺ کے سامنے دو برتن لائے گئے، ایک میں دودھ، اور ایک میں شراب تھی، حضرت ﷺ نے شراب سے نفرت فرمائی، دودھ کا برتن لے کر نوش فرمایا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا آج آپ کی اس نفرت سے شراب آپ کی امت پر حرام ہو جائے گی، دودھ کو آپ نے جو پسند فرمایا، گویا آپ نے اپنی امت کے لئے ہدایت اور دینداری کو اختیار فرمایا اور آپ نے گمراہی سے امت کو بچالیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضرت بیت المقدس سے باہر آ گئے۔

# باب دوم

دوسرا باب ان واقعات کے بیان میں جو بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر میں پیش آئے۔

بیت المقدس کے دروازہ پر ایک سیڑھی لگائی گئی، جس پر سے چڑھ کر آپ آسمان اول پر تشریف لے جائیں گے، قبل اس کے کہ حضرت ﷺ کا اس سیڑھی سے چڑھ کر آسمانوں کی سیر کا سلسلہ شروع کیا جائے، سیڑھی کی توصیف اور حضرت کے سیڑھی پر چڑھتے وقت کی شوکت اور عظمت سے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے:

بیت المقدس کے دروازہ پر جو سیڑھی لگائی گئی، اس کی ایک پٹری سونے کی دوسری چاندی کی اور ان پر جواہرات سے جڑاؤ کام کیا ہوا تھا، یہ سیڑھی نہایت خوبصورت تھی، جس پر سے بنی آدم کے ارواح بعد موت چڑھتی ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض مرنے والے آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں وہ اسی سیڑھی کو دیکھ کر آنکھیں پھاڑتا اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہتا ہے اس سیڑھی کا دوسرا سرا آسمان کے دروازے سے ملا ہوا ہے، بعد مرنے کے اسی سیڑھی سے مرنے والے کی روح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں، خواہ مسلمان ہو یا کافر، جب دونوں روحیں آسمان کے دروازے پر پہنچتی ہیں تو مسلمان کی روح کے لئے آسمان کا دروازہ کھلتا ہے کافر کی روح کے لئے نہیں کھلتا، آسمان تک لے جا کر کافر کی روح کو واپس کر دیتے ہیں، اس وقت بڑی حسرت اور ندامت ہوتی ہے، مسلمان کی روح کو اَعْلیٰ علیین میں لے جاتے ہیں اور کافر کی روح کو سجّین میں۔

حضرت ﷺ سیڑھی پر چڑھتے وقت اس سیڑھی کے دونوں طرف فرشتے زمین سے آسمان تک صفیں باندھ کر کھڑے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا یہ سب فرشتے مجھ کو ادب سے سلام کر

رہے تھے، اس سیڑھی کے نچلے حصہ پر ان فرشتوں کا افسر ایک بہت بڑا قوی ہیکل فرشتہ کھڑا تھا، اس نے بھی مجھ کو سلام کیا اور بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا یارسول اللہ ﷺ آدم علیہ السلام پیدا ہونے کے پچیس ہزار سال پہلے سے مجھ کو اس سیڑھی کے سرے پر ٹھیرایا گیا ہے، اس دن سے آپ کی محبت میرے دل میں ہے زبان سے ہمیشہ آپ پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔ آپ کے یہاں آنے کے انتظار میں تھا خدا کا شکر ہے آج آپ کی ملاقات کی دولت سے سرفراز ہوا۔

جب دولہا آتا ہو تو کیا کیا تیاریاں ہوتی ہیں، ہر چیز قرینے سے رکھی جاتی ہے ایک ایک کام پر ایک ایک شخص مقرر ہوتا ہے، ہر شخص کے دل پر خوشی ہوتی ہے یہاں بھی یہی حال تھا، آسمانوں میں طرح طرح کے تیاریاں ہو رہی تھیں اپنے اپنے مرتبوں سے پیغمبروں کو ٹھیرایا گیا تھا، ہر ایک فرشتہ خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا، کسی نے کیا خوب کہا ہے : ؎

جو کوئی چرخ کے جانب نگران ہوتا تھا کسی شادی کی ہے محفل یہ گمان ہوتا تھا

فلک پر شور ہے برپا رسول اللہ آتے ہیں ہر ایک عرشی ہے یہ کہتا رسول اللہ آتے ہیں

آپ کو اس سیڑھی سے لے کر حضرت جبرئیل علیہ السلام اوپر چڑھے آسمان دنیا کے دروازے تک پہنچے، اس دروازے کا نام باب الحفظہ ہے، اس دروازے کا داروغہ اسمٰعیل نامی فرشتہ، ستر ہزار فرشتوں کا افسر ہے، ان ستر ہزار میں سے ہر ایک فرشتہ کے ماتحت ستر ستر ہزار فرشتے ہیں، ان فرشتوں کا داروغہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے آج تک آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا، جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا پوچھا جبرئیل سے یوں چرخ کے دربان نے کہ مَنْ (کون)؟

قال جبرئیل مَعِیَ جَدُّ حسین وحسن (میرے ساتھ حسن وحسین کے جد)

دربان نے کہا کون ہے؟ جواب دیا میں ہوں جبرئیل، پوچھا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ ﷺ ہیں آج اللہ تعالیٰ نے ان کو بلایا ہے حضرت معراج کیلئے جارہے ہیں آسمان اول کے دربان نے کہا:

قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ جَآءَ بِوَجْهٍ أَحْسَنَ (کہامرحبامرحبامبارک آقا آئے ہیں)

گفت شوقیکہ بہ دل داشتم اے شاہ زمن
اٹھ کے پھر کھول دیا قفلِ درِچرخ کہن

دلِ من داند و من دانم و داند دل من

(کہاجوشوق کہ اپنے دل میں رکھتا تھااے شاہ زمانہ میرادل ہی جانتا ہے، اور میں ہی جانتا ہوں اور خوب جانتا ہے میرادل)

اور کبھی کہتا تھا قدموں پر جھکا کر گردن
گاہ آنکھوں سے لگاتا تھا رِداگہ دامن

دل وجاں بادفدایت چہ عجب خوش لقبی
مَرحَبَا سَيِّدِ مَكِّيٍ مَدَنِيٌّ الْعَرَبِيُّ

آسمان کے سارے فرشتوں نے ملاقات کی، اوراس قدرخوش ہوئے جس کی کوئی حدنہیں:

آمدآمد کی جو افلاک پہ پیہم تھی دھوم ★ عرش ہر مرتبہ بس شوق سے جاتا تھا جھوم
پاؤں رکھتا تھا جہاں ناز سے وہ عین علوم ★ اس جگہ آنکھ بچھاتے تھے تمنا سے نجوم
اور ہر نقش قدم پر تھا فرشتوں کا ہجوم ★ کوئی رکھتا تھا جبیں اور کوئی لیتا تھا چوم
کوئی کرتا تھا اداعشرت وشادی کے رسوم ★ اور کسی نغمہ سے ہوتا تھا یہ مضمون مفہوم
مَرحَبَا سَيِّدِ مَكِّيٍ مَدَنِيٌّ الْعَرَبِيُّ ★ دل وجاں بادفدایت چہ عجب خوش لقبی

جب حضرت پہلے آسمان پر پہنچے، وہاں ایک بزرگ درازقد بیٹھے ہوئے ملے، ان کے داہنے طرف ایک دروازہ تھاجس میں سے نہایت خوشبوآتی تھی، بائیں طرف دوسرادروازہ تھاجس میں سے بدبُوآتی تھی، ان کے داہنے طرف کچھ صورتیں نورانی تھیں، اوران کے بائیں طرف کچھ صورتیں کالی تھیں داہنے طرف دیکھتے توہنس دیتے اور بائیں طرف دیکھتے تورودیتے، میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ یہ دو دروازے کیسے ہیں؟ یہ کیوں ہنستے ہیں اور کیوں روتے ہیں؟ یہ صورتیں کیسی ہیں؟ عرض کیا، یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، داہنے طرف کا خوشبودار دروازہ جنت کا ہےاور بائیں جانب کا بدبودار دروازہ جہنم کا ہے۔

یہ دونوں طرف آپ کی اولاد کی روحیں ہیں، وہ روحیں تو اپنے مقام پر ہیں ان کا عکس یہاں پڑتا ہے، جب جنتیوں کے طرف دیکھتے ہیں خوش ہوکر ہنستے ہیں، جب دوزخیوں کے طرف دیکھتے ہیں غمگین ہوکر روتے ہیں۔

حضرت ﷺ نے ان کے پاس جا کر سلام کیا، آدم علیہ السلام نے نہایت خوشی سے سلام کا جواب دیا، اور مرحبا کہا۔ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ آسمانِ اوّل پر میں نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شکل دیکھی، پوچھا عثمان (رضی اللہ عنہ) تم یہاں کیسے پہنچے؟ جواب دیا، حضور، رات کی نماز کی برکت سے پہنچا، آسمان اول پر اتنے فرشتوں کو دیکھا، جن کی گنتی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، وہ صفیں بنا کر قیام میں کھڑے ہیں۔ سر سامنے خشوع سے جھکائے ہوئے ہیں اور اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا، جب سے آسمان بنے ہیں، یہ اسی عبادت میں ہیں۔

انسان کا قاعدہ ہے کہ جو اچھی چیز دیکھتا ہے تو وہ اپنی اولاد کیلئے بھی چاہتا ہے، ایسا ہی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جبرئیل ایسی ہی میری امت کی عبادت ہونا چاہئے اور خدا سے دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دعا سے نماز میں قیام فرض کیا۔

اثنائے سفر میں آسمان اوّل پر ایک مرغ ملاحظہ فرمایا جو خوب پروں والا تھا، اور بہت بڑا اور نہایت خوبصورت تھا، ویسا خوبصورت کہیں دیکھنے میں نہیں آیا، جب تھوڑی رات باقی رہتی ہے تو یہ مرغ اپنے پروں کو پھڑ پھڑا کر سمیٹ لیتا ہے اور چلا چلا کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے، اس کے ساتھ ہی تمام روئے زمین کے مرغ تسبیح کرنے لگتے ہیں، اور پروں کو پھڑ پھڑا کر چیخنے لگتے ہیں، جب یہ آسمانی مرغ تھم جاتا ہے تو روئے زمین کے تمام مرغ خاموش ہوجاتے ہیں۔ حضور یہ سیر کرتے ہوئے چلے جارہے تھے، اللہ تعالیٰ کے پاس سے قاصد پر قاصد، فرشتے کے پیچھے فرشتہ آرہا تھا کہ جبرئیل میرے محمد کو جلدی لاؤ۔

آسمان دنیا کے عجائبات ملاحظہ کرتے ہوئے دوسرے آسمان کے دروازے پر پہنچے، جبرئیل

علیہ السلام دوسرے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں : ـ

بڑھ کے جبرئیلؑ نے دربانِ فلک سے یہ کہا    کھول دے چرخ کا در آ گئے محبوب خدا

سُن کے اس مژدہ کو خوش ہو کے جگہ سے اٹھا    اور کہا کھول کے در کو میں اس آنے کے فدا

گر قدم رنجہ کنی جانب کاشانۂ ما

رشک فردوس شود از قدمت خانۂ ما

اگر آپ تشریف لائیں ہماری جھونپڑی میں، وہ جھونپڑی رشک فردوس ہو جائے گی، آپ کے تشریف لانے سے۔

جب آپ دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے، چاروں طرف سے فرشتوں نے مرحبا کا غل مچایا، دوسرے آسمانوں کے فرشتوں کو حضرت نے دیکھا کہ صفیں باندھے سب رکوع میں ہیں اور تسبیح کر رہے ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں رکوع ہی میں ہیں، سر اوپر نہیں اُٹھاتے۔

حضرت ﷺ نے دُعاء فرمائی کہ میری اُمت کے عبادت میں رکوع شامل ہو، اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور نماز میں رکوع فرض کیا گیا۔

دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دکھائی دیئے، حضرت ﷺ نے ان دونوں پیغمبروں سے ملاقات فرمائی اور دونوں نے مرحبا مرحبا کہتے ہوئے آپ کا استقبال فرمایا، حضرت ﷺ دوسرے آسمان کی سیر فرماتے ہوئے تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ فرشتے صفیں باندھے سب کے سب سجدے میں ہیں، حضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ان کو میں نے سلام کیا، انھوں نے سر اٹھا کر سلام کا جواب دیا اور پھر سجدہ میں چلے گئے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ تیسرے آسمان کے فرشتوں کی عبادت یہی ہے۔

حضور ﷺ نے اپنی امت کے عبادت میں سجدہ بھی شامل ہونے کی دعا فرمائی، خدائے تعالیٰ نے ان فرشتوں کی حالت کے بموجب کہ پہلے سجدہ میں تھے، حضرت کے سلام کے جواب کے لئے سر اٹھا کر پھر سجدہ میں گئے۔ نماز میں دو سجدے فرض فرمائے۔

تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے بھائی یوسفؑ کی ایسی شکل ہے، جیسے چودھویں رات کا چاند، آپ کے مقابلے میں جہاں بھر کے حسین ایسے ہیں جیسے ستارے، حضرت یوسفؑ نے مرحبا مرحبا کہتے ہوئے خیر مقدم کیا۔ آگے بڑھے تو داؤد اور سلیمان علیہما السلام سے بھی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد آپ تیسرے آسمان سے گذر کر چوتھے آسمان پر پہونچے۔

جب ہوا قصر چہارم پہ ورود مولا — دیکھا حضرت نے کہ یہ چرخ تو ہے چاندی کا
در کی پیشانی پہ لیکن ہے محمد لکھا — شہ نے خورشید کو پوچھا تو میں نے یہ کہا
سامنے آپ کے آتے ہوئے گھبراتا ہے — وہ تو کچھ دن ہی سے غائب ہے کہ چاند آتا ہے

حضور ﷺ نے چوتھے آسمان کے فرشتوں کو ملاحظہ فرمایا کہ ''قعدہ'' میں بیٹھے ہوئے تسبیح میں ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور چوتھے آسمان کے فرشتوں کی یہی عبادت ہے۔ ارشاد ہوا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایسی عبادت کیلئے بھی دُعا کی تو میری امّت کیلئے نماز میں قعدہ آخرہ فرض ہوا۔

یہاں میں نے حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی، اور سلام کے بعد ان سے کہا اے ادریس مبارک ہو کہ خدا نے تم کو آسمان پر زندہ بلایا اور جیتے جی جنت میں پہونچایا۔ ادریس علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور میں نے ابھی تک جنت دیکھی ہی نہیں، آج تک میں جس محل کے قریب گیا، آواز آتی ہے کہ اے ادریس علیہ السلام یہ محل تمہارا نہیں ہے بلکہ یہ محل حضرت محمد ﷺ کی امّت کے ایک مسلمان کا ہے، اے ادریس علیہ السلام ان محلوں میں کوئی شخص محمد رسول اللہ ﷺ سے

پہلے نہیں آ سکتا، حضرت کاش میں بھی آپ کی امت میں ہوتا تو میرے لئے نہایت بہتر ہوتا۔
یہ سن کر آپ آگے چلے، وہاں ایک فرشتے کو ملاحظہ فرمایا جو نہایت غمگین ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے، اس کے اطراف بہت سے فرشتے ہیں، جن کی گنتی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، اس فرشتے کے سیدھے ہاتھ کے طرف نورانی فرشتے سبز لباس پہنے ہوئے ہیں جن سے خوشبو مہکتی ہے، ان کے چہرے روشن ہیں، اور بہت نرمی سے بات کرتے ہیں، ان کے دیکھنے سے دل بہت خوش ہوتا ہے ان کے خوبصورت چہروں سے نگاہ اٹھانے کو جی نہیں چاہتا، تخت پر بیٹھے ہوئے فرشتے کے بائیں ہاتھ کے طرف بھی بہت سے فرشتے ہیں، سیاہ چہرے، سیاہ لباس، کرخت آواز، بدزبان، آگ ان کے منھ سے جھڑتی ہوئی، ان کے ہاتھوں میں کھموں جیسے گرز، ان فرشتوں کے دیکھنے کی انسان کو تاب وطاقت نہیں، اس تخت پر بیٹھے فرشتہ کے سامنے بڑے بڑے دفتر رکھے ہوئے ہیں، ہمیشہ ان دفتروں کو دیکھتا رہتا ہے، ایک بڑا جھاڑ بھی ان کے سامنے ہے، اس کے پتّے اتنے ہیں کہ جس کی گنتی اللہ ہی جانے، ہر پتہ پر کسی کا نام لکھا ہوا ہے، اور ایک چیز مثل طشت کے ان کے سامنے دیکھی، ہر لحظہ اس میں ہاتھ دراز کر کے کوئی چیز اٹھالیتا ہے اور وہ چیز کبھی نورانی فرشتوں کو دیتا ہے اور کبھی سیاہ رو فرشتوں کو۔

آپ فرماتے ہیں جب میری نگاہ اس فرشتہ پر پڑی تو میرے دل میں ہیبت ہوئی کہ جسم میں لرزہ پڑ گیا، جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ جبرئیل یہ فرشتہ کون ہے ان کا کیا نام ہے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ عزرائیل علیہ السلام ہیں، ان کو دیکھنے کی کسی میں طاقت نہیں یہ (هَادِمُ اللَّذَّاتِ مُفَرِّقُ الْجَمَاعَاتِ) لذتوں کو مٹانے والے، مجمعوں میں تفرقہ ڈالنے والے ہیں۔
وہ اپنے کام میں ایسے محو تھے کہ کسی طرف متوجہ ہوتے ہی نہیں تھے جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس گئے اور بتایا کہ یہ حضرت محمد ﷺ پیغمبر آخر الزماں ہیں، محبوب حضرت رحمٰن ہیں! سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور مسکرائے، اور میری تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے، مرحبا کہتے ہوئے مجھ سے کہا

آپ سے زیادہ عزت والا اور بزرگ اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر پیدا نہیں کیا، اور آپ کی امت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے پاس کسی امت کی عزت نہیں، اسی واسطے میں آپ کی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا عزرائیل! تم سے مل کر مجھ کو بہت خوشی ہوئی۔ اور حضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا عزرائیل تم غمگین کیوں ہو؟ عرض کیا کہ حضور قبض ارواح کا کام میرے سپرد ہے، مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں کوتاہی نہ ہو جائے کہ خدائے تعالیٰ کے غضب میں آجاؤں، اس لئے غمگین رہتا ہوں، اس پر حضرت ﷺ نے ان سے یہ استفسار فرمایا کہ یہ طشت کیسا ہے؟ عرض کیا حضور یہ تمام دنیا ہے جو میرے اقتدار میں ہے جس کی چاہتا ہوں جان نکال لیتا ہوں، میں نے کہا یہ دفتر کیا ہے؟ عرض کیا بندوں کے نام ہیں، اور یہ درخت کیسا ہے، عرض کیا، اس کے ہر پتہ پر نیک اور بد کا نام لکھا ہوا ہے، جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے اس کا پتہ زرد ہونا شروع ہو جاتا ہے، جب موت آتی ہے تو وہ پتہ اس درخت سے جھڑ جاتا ہے، پھر میں اس بندہ کی روح نکال لیتا ہوں، خواہ وہ مشرق میں ہو، یا مغرب میں، اور یہ فرشتے جو سیدھے ہاتھ کے طرف ہیں وہ رحمت کے فرشتے ہیں، اور بائیں طرف عذاب کے فرشتے ہیں، دوزخیوں کی روح ان عذاب کے فرشتوں کو دیتا ہوں، اور جنتیوں کی روح ان نورانی فرشتوں کو دیتا ہوں۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے عزرائیل علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یا عزرائیل (علیہ السلام) تم سے میری ایک خواہش ہے ! انھوں نے عرض کیا حضور جو آپ فرمائیں اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا میری امت بہت ناتوان ہے، میری امت کے ساتھ بہت نرمی کرنا ! انھوں نے عرض کیا حضور آپ خاطر جمع رکھیں رات دن پے در پے اللہ تعالیٰ کا حکم مجھ پر آتا رہتا ہے کہ عزرائیل محمد ﷺ کی امت پر نہایت آسانی کرتے رہنا۔

حضرت ﷺ چوتھے آسمان کی سیر فرماتے ہوئے اور قدرت کے عجائبات ملاحظہ فرماتے ہوئے پانچویں آسمان پر پہنچے، جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، حضرت ﷺ نے اوپر پہنچ کر

ملاحظہ فرمایا کہ اسحاق و اسماعیل و یعقوب و لوط علیھم السلام بیٹھے ہوئے ہیں، حضرت نے ان سب کو سلام کیا، ان سب نے بہت محبت سے سلام کا جواب دیا، اور مرحبا مرحبا کہتے ہوئے ملاقات کی۔ پھر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت ﷺ نے ان کو بھی سلام کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا۔

پانچویں آسمان کے عجائبات دیکھنے کے بعد چھٹے آسمان کا دروازہ کھلوا کر اوپر گئے وہاں نوح علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مبارک چہرہ دکھایا۔ جب اس سے آگے تشریف لے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت کی شانِ محبوبیت دیکھ کر حضرت سے فرمایا۔

تو بدیں جمال و خوبی سرِ طور اگر خرامی ، اَرِنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

آپ اس حسن اور خوبصورتی کے ساتھ اگر طور پر تشریف لائیں، دیکھیئے مجھ کو فرمائے گی وہ مبارک ذات جس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا ہرگز آپ مجھ کو نہیں دیکھ سکتے۔

جب آپ آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے، پوچھا گیا کہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے تو انھوں نے فرمایا کہ یہ نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوا، ان کی امّت میری امّت سے زیادہ جنّت میں جائی گی، مجھ کو اپنی امت پر حسرت ہے کہ انھوں نے میری اس طرح اتباع نہیں کی، جس طرح محمد ﷺ کی امّت آپ کی اطاعت کرے گی، میری اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے میری امّت کے اکثر لوگ جنّت سے محروم رہے، مجھے ان کے حال پر رونا آرہا ہے۔

دوستو! یہ خدا کی عنایت ہے کہ نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو برس کی کوشش اور موسیٰ علیہ السلام کی دیڑھ سو برس کی کوشش بلکہ تمام پیغمبروں کی کوشش ایک طرف، رسول اللہ ﷺ کی چند روزہ کوشش ان سب کی کوششوں سے لاکھوں درجہ زیادہ ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ کَبِیْراً" (آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے)۔

میکائیل علیہ السلام سے بھی یہیں ملاقات ہوئی، ان کو بھی سلام کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا، اور میری تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے مجھ کو گلے لیا، اور دعاء دی کہ خدائے تعالیٰ آپ کو اس سے زیادہ عزت عطا فرمائے، اور دعا دینے کے بعد کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ کوئی امت آپ کی امت سے بہتر نہیں ہے، سب امتوں کی میزان سے آپ کی امت کی میزان نیکیوں میں بھاری ہوگی مبارک ہو ان کو جو آپ کی تابعداری کریں اور آپ سے محبت رکھیں، افسوس ہے اس شخص پر جو آپ کی نافرمانی کرے اور آپ سے بغض رکھے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آسمان پر بہ نسبت اور آسمانوں کے بہت زیادہ فرشتے تھے یہ فرشتے چیخ چیخ کر رو رہے تھے، میں نے دریافت کیا کہ جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ کَرُّوبِیُ فرشتے ہیں، خوف الٰہی سے رو رہے ہیں، میں نے ان کو بھی سلام کیا، انھوں نے جواب دینا چاہا، مگر ان پر خوف الٰہی اس قدر غالب تھا اور اتنا رو رہے تھے کہ ان کے مُنہ سے جواب نہ نکل سکا، صرف سروں سے اشارہ کیا۔

(ہائے افسوس مقرب فرشتوں کو اس قدر خوف ہو، اور ہم اس قدر بے فکر)۔

حضرت چھٹے آسمان کی سیر فرماتے ہوئے ساتویں آسمان پر پہنچے، وہاں ایک ساتھ ہزارہا فرشتوں نے جو صدا و غلغلہ بلند کیا وہ یہ تھا:

کیا اچھا نیک بندہ اور نیک نبی آیا، جس کیلئے زمین و آسمان روشن ہو گئے وہ اپنے پروردگار کے نزدیک بزرگ اور عزت یافتہ ہے، آج ان کی انتہاء درجے کی عزت و توقیر کی جائے گی، وہ جو مانگیں گے دیا جائے گا۔ اور وہاں اسرافیل علیہ السلام سے بھی ملاقات ہوئی۔ اس سے جب آگے بڑھے تو ملاحظہ فرمایا کہ ایک بزرگ سونے کی کرسی پر ایک مکان سے ٹیکا دیے ہوئے بیٹھے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے ان کو گھیرے ہوئے ہیں، حضرت نے پوچھا یہ مکان کیا ہے اور یہ بزرگ جو کرسی پر بیٹھے ہیں کون ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، حضور یہ مکان ''بیت المعمور'' آسمانی

کعبہ ہے، یہ بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، چونکہ دنیا میں انھوں نے کعبہ بنایا تھا اور لوگ
اس کا اب تک حج کرر ہے ہیں، اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان کے اس کعبہ میں رکھا
ہے، فرشتے اس کا حج کرتے ہیں، اور آسمان کے فرشتوں کا یہ کعبہ ایسا ہے ستّر ہزار فرشتے ہر روز اس
کی زیارت کو آتے ہیں، پھر قیامت تک ان کو آنا نصیب نہیں ہوتا۔ اور یہ بچّے مسلمانوں کے کم سن
بچے ہیں جو مر گئے ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگرانی میں رہتے ہیں۔ یہ باتیں سنتے ہوئے
حضرت ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے اور سلام کیا، حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور بہت سی مبارکبادیں دے کر فرمایا :

یا محمد ﷺ آپ اپنی امت کو میرا پیغام پہنچایے کہ جنّت کی زمین نہایت بہتر اور قابلِ
زراعت ہے اس میں درخت لگا کر باغ و بہار بنانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ حضرت ﷺ نے
پوچھا جنّت کی زراعت کے کیا طریقے ہیں، جواب دیا نیک اعمال کرنا اور سُبْحَانَ اللّٰہِ
وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور
بعد نماز ’’سُبْحَانَ اللّٰہِ‘‘ (۳۳) بار "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ" (۳۳) بار "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" (۳۴) بار پڑھنا۔

اس سیر میں جگہ جگہ پیغمبروں کے ملنے اور اسرافیل علیہ السلام کی ملاقات کو ایک شاعر نے
خوب کہا ہے : ؎

جب چلا چاند مدینہ کا سوئے ربّ جلیل — بجھ گئی مہر درخشاں کی فلک پر قندیل
شِیر فردوس کی رکھی کہیں آدمؑ نے سبیل — کہ اسی راہ سے گذرے گا وہ فرزند جمیل
فرش خُلّت کا بچھاتے تھے کسی جا پہ خلیل — کہیں یوسفؑ تھے کھڑے اور کہیں اسمٰعیلؑ
روح پر روح لگی گرنے براہِ تعجیل — پھر ہوا نغمہ سرا صور میں یوں اسرافیل
مَرْحَبَا سَیِّدِ مَکِّیْ مَدَنِیُّ الْعَرَبِیْ — دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہوکر ''بیت المعمور'' میں داخل ہوئے، حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا، جس نے ایسے مقام عالی پر کھڑے ہوکر اذان کہی جہاں آج تک کوئی مقرب سے مقرب فرشتہ نہ پہنچ سکا تھا، حضرت کے طفیل سے آپ کے مؤذن فرشتہ کو خدائے تعالیٰ نے یہ مقام عالی مرحمت فرمایا۔

حضور کا مؤذن آسمانوں پر نور سے بنا ہوا فرشتہ تھا تو دنیا میں سیاہ رنگ کے بلال حبشیؓ تھے۔ اللہ اکبر ! رسول اللہ ﷺ کی نورانی اور روحانی قوت اور فیض کو ملاحظہ کیا جائے کہ اس فرشتہ کو جو مؤذن مقرر ہوا تھا اعلیٰ مقام پر فائز کیا گیا تو ادھر دنیا کے کالے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ، کو آسمانوں کے نورٌ علیٰ نور فرشتہ کے پاس کھینچ کر لے گئے، کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شب معراج میں حضور ﷺ کے ساتھ آسمانوں پر موجود تھے سُبحَانَ اللّٰہِ کیا شان ہے۔

غرض اس فرشتہ نے اذان شروع کی ''اَللّٰہُ اَکبَر''

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا ''صَدَق عَبدِیٗ اَنَا اللّٰہُ اَکبَرُ''

میرا مؤذن سچا ہے، میں اللہ سب بڑوں سے بڑا ہوں۔

مؤذن فرشتہ نے کہا '' اَشھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سچا ہے مؤذن میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

مؤذن فرشتہ نے کہا '' اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک میں نے محمد ﷺ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے، میں نے انکو اپنا امین بنایا، میں نے ہی ان کو سب پر برگزیدہ کیا۔

مسلمانو! غور کرو کیسا مبارک وقت ہے، بیت المعمور آسمانی کعبہ جیسے مقام پر خدا کا مقرب فرشتہ مؤذن ہے اور اذان دے رہا ہے اور کہتا ہے ''اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُولُ اللّٰہِ''، یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خدائے تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، لطف یہ کہ وہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کے جواب میں اللہ تعالیٰ حضرت کی رسالت
بھی خود تشریف فرما ہیں، آپ کے سامنے مؤذن
وامانت کی تصدیق فرماتا ہے، شاہد و مشہود ایک ہی جگہ جمع ہیں ''سُبْحَانَ اللّٰهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ''
اس کے بعد مؤذن فرشتہ نے کہا ''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ '' چلو نماز کی
طرف، چلو بھلائی کی طرف۔
اللہ تعالیٰ نے جواب دیا سچا ہے مؤذن میں نے ہی نماز کو فرض کیا ہے جو شخص اس کو ادا
کرے گا، سارے گناہوں سے پاک کروں گا۔
اس کے بعد عرض کیا گیا یا نبی ﷺ چلئے نماز پڑھائیے۔ ''بیت المعمور'' میں آپ امام
بنے، سارے آسمان کے فرشتوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، سارے فرشتوں کو آپ کی اقتداء کا
شرف حاصل ہوا۔
سوچنے کی بات یہ ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان ایک بھاری تعلق ہوتا ہے اسی تعلق کی
وجہ ہے کہ اگر امام کی نماز فاسد ہو جائے تو مقتدی کی نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اور امام کی سہو سے
مقتدیوں پر بھی سہو کا حکم ہوتا ہے، اسی تعلق کی وجہ سے ارشاد ہے ''قِرَاءَةُ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لَهُ''
(امام کی قرأت وہی مقتدی کی بھی قرأت ہے) مقتدی کو علیحدہ قراءت کی ضرورت نہیں۔
اسی تعلق کی وجہ ہے کہ اگر امام کے اندر کوئی خوبی ہو تو وہ مقتدی کے اندر بہت جلد سرایت کر
جاتی ہے جیسے حبیب عجمی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما کا قصہ ہے :
ایک روز حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس
تشریف لے گئے، نماز کا وقت تھا حبیب عجمیؒ کے پیچھے اس خیال سے بلا نماز پڑھے واپس ہوئے کہ
یہ عجمی ہیں، ان کی قراءت کامل قراءت نہیں ہے۔ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو الہام ہوا : حسن
! تم نے یہ کیا کیا؟ اگر تم حبیب عجمیؒ کے پیچھے نماز پڑھتے تو تمہاری نماز سب نمازوں کی سردار ہوتی،
تم نے یہ موقعہ کھو دیا۔

الحاصل یہ کہ آپ اس رات محبوب خدا تھے، اور شانِ محبوبیت ظاہر ہو رہی تھی، سب کے سب نے آپ کو امام بنا کر یہ چاہا کہ خود میں بھی کچھ امام کی خوبی کا اثر یعنی بوئے محبوبیت آجائے، اسی لئے کہیں پیغمبر آپ کو امام بناتے ہیں تو کہیں فرشتے۔

مسلمانو! آپ نے دیکھا اذان ہو رہی ہے، خدائے تعالیٰ تصدیق فرما رہا ہے، خوش ہو جاؤ، اگر ہمارا خاتمہ ایمان پر خدائے تعالےٰ فرمادے تو ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بھی ایسا ہی آئے گا جب ہم قبر میں پڑے ہونگے اور نکیرین فرشتے ہمارے سامنے ہوں گے اور ہم اپنی زبان سے "رَبِّیَ اللّٰہُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہہ رہے ہونگے اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ خود فرمائے گا، صَدَقَ عَبْدِیْ، صَدَقَ عَبْدِیْ میرا بندہ سچا ہے، قبر میں پڑا ہوا سچ بول رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے دعاء فرمائی : الٰہی! جس طرح یہ فرشتے جمع ہیں اسی طرح میری امت کے لئے بھی ایک دن ایسا عطاء فرما جس میں سب جمع ہو کر عبادت کریں۔ دعاء قبول ہوتی ہے، اور "دُعاءِ مقبول" کا نتیجہ ہے کہ جمعہ کا دن اسی طرح کی عبادت کے لئے مقرر کیا گیا۔

بیت المعمور میں جمعہ کے دن فرشتے اس طرح جمعہ پڑھتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام اذان دیتے ہیں، اور اسرافیل علیہ السلام خطبہ پڑھتے ہیں، اور میکائیل علیہ السلام امامت کرتے ہیں، اور سات آسمانوں کے فرشتے ان کی اقتدا کرتے ہیں، نماز سے فارغ ہو کر ہر ایک یوں کہتے ہیں:

(۱) جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اس اذان کا ثواب میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی امت کے جمعہ کے مؤذنوں کو دیا۔

(۲) اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے اس خطبہ کا ثواب رسول اللہ ﷺ کی امت کے جمعہ کے خطیبوں کو دیا۔

(۳) میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے اس امامت کا ثواب رسول اللہ ﷺ کی امت کے جمعہ کے اماموں کو دیا۔

(۴) تمام فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی اس نماز کا ثواب رسول اللہ ﷺ کی امت کے تمام جمعہ کی نماز پڑھنے والوں کو دیا۔

جب فرشتے اپنے اپنے اعمال کے ثواب کے متعلق کہہ چکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اے فرشتو! جب تم نے ایسی سخاوت کی ہے میں تو خالق ہوں تم گواہ رہو، میں نے جمعہ پڑھنے والوں کے گناہ بخش دیے اور آخرت کے عذابوں سے امن دیا۔

جب حضرت ﷺ نماز پڑھا کر ''بیت المعمور'' سے باہر تشریف لائے، اس امامت کے صلہ میں تین خطاب عطا ہوئے:

(۱) يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ اے نبی تم سارے نبیوں اور رسولوں کے سردار ہو۔

(۲) يَا إِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ اے نبی تم جہاں بھر کے متقی پرہیزگاروں کے امام ہو۔

(۳) وَقَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ وضوء کی وجہ سے نور سے جو پنچکلیاں ہوں گے ان کو جنت کے طرف لے کر چلنے والے ہو۔

حضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے سامنے سارے نبی پیش ہوئے، کسی نبی کے ساتھ چالیس (۴۰) مسلمان تھے، اور کسی کے ساتھ دس (۱۰)، اور کسی کے ساتھ دو (۲) اور بہت سے ایسے بھی پیغمبر نظر آئے جن کے ساتھ ایک مسلمان بھی نہ تھا، یعنی ساری عمر میں ان پر کوئی شخص بھی ایمان نہ لایا۔

حضرت ﷺ کے سامنے نبی اور ان کی امت جو پیش ہوئی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بڑا بادشاہ جب آتا ہے تب ساری فوجیں اور فوجوں کے افسر بادشاہ کے سامنے پیش ہو کر سلام کرتے ہیں، اسی طرح سارے انبیاء اور ان کی امت حضرت کے سامنے پیش ہوئے، کیا اچھے نصیب ہیں اس امت کے جن کو نبیوں کا سردار نبی عطا ہوا۔

جب پورے نبی حضرت کے سامنے سے گزر چکے، تب ایک عظیم الشان گروہ اہل اسلام کا

آپ کے سامنے پیش ہوا، حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض یا گیا یہ حضرت موسیٰ اور ان کی امت ہے، حضرت ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امت کی کثرت دیکھ کر خیال ہوا شاید موسیٰ کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی اور کچھ ملال بھی ہوا۔

فوراً وہ امت آپ کے نظروں سے غائب ہو کر، ایک دوسری امت جو پہلی امت سے ہزار ہا درجے زیادہ اور کثرت سے تھی، آپ کے سامنے پیش ہوئی اور کہا گیا کہ حضرت آپ غم نہ فرمائیں، یہ آپ کی امت آپ کے سامنے حاضر ہے جو تمام امتوں سے زیادہ ہے، آپ کی امت میں سے اس جماعت کے سوا ایک اور جماعت ایسی بھی ہے جن میں ستّر ہزار بلا حساب و بلا سوال جنت میں جائیں گے۔

جس طرح دنیا کے بادشاہوں کا ملک گیری اور مال و سلطنت سے جی نہیں بھرتا اگر سات ملک قبضہ میں ہوں تو آٹھویں ولایت کا خیال کرے گا، اسی طرح نبیوں کا جی امت کے مسلمانوں سے نہیں بھرتا، جتنا بڑا نبی ہوگا اسی قدر اس کی خواہش اور حرص امت کے لئے زیادہ ہوگی، حضرت ﷺ تو "حَرِيصٌ عَلَيكُم" ہیں، آپ جس قدر امت کے اسلام لانے کی حرص کریں تھوڑی ہے حضرت رسول اللہ ﷺ کے حرص اور دنیا کے بادشاہوں کے حرص میں بہت بڑا فرق ہے۔

غرض حضرت اپنی امت کی کثرت ملاحظہ فرما کر خوش ہوتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف چلے۔

سدرۃ المنتہیٰ عجب قسم کا بہت بڑا درخت ہے، اس کی ٹہنیاں سونے کی اور پتے ہاتھی کے کان برابر، اس کے پھل زمرد کے، اور اس قدر بڑے کہ جیسے بڑے بڑے گھڑے، اس کو منتہیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ دنیا کے اعمال وغیرہ وہاں جا کر منتہیٰ ہو جاتے ہیں، اور عرش کے احکام بھی وہاں آ کر ٹھیر جاتے ہیں حضرت ﷺ کی تشریف آوری کی مسرت میں تمام آسمانوں کے فرشتے اجازت لے کر اس درخت پر اس قدر جمع ہو گئے تھے کہ ایک پتہ بھی نظر نہیں آتا تھا آسمان کے تاروں یا جنگل کی ریت کے طرح بے گنتی فرشتے ہی اس درخت پر نظر آتے تھے۔ یکا یک اس درخت پر اللہ تعالی

کی تجلی ہوئی جیسی کوہ طور پر ہوئی تھی مگر فرق یہ تھا کہ طور کے تو ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے، یہاں نہ حضرت بے ہوش ہوئے اور نہ سدرہ پر کچھ اضطراب ہوا، اس درخت پر جمع شدہ فرشتوں نے آپ کو دیکھ کر سلام عرض کیا اور بیحد خوش ہو کر کہنے لگے :

دیدنِ روئے تو عجب دل کش است　　　آمدی ای آمدنت بس خوش است

ترجمہ:- آپ تشریف لائے ہیں آپ کی آمد بہت خوش کرنے والی ہے۔ آپ کے چہرہ مبارک کا دیکھنا بے حد دل لبھانے والا ہے۔

ہر شبِ عمرت شبِ معراج باد　　　خاکِ رہت بر سرما تاج باد

ترجمہ :- (آپ کے راستہ کی خاک ہمارے سر کا تاج بنے۔ آپ کے عمر کی ہر رات ایسی ہی شب معراج ہوتی رہے۔)

اور یہ بھی کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا تحفہ پیش کریں؟ قیامت تک ہم جو اطاعت کریں گے اس کا ثواب آپ کی امت کو بخشتے ہیں۔

جب سے مخلوق پیدا ہوئی ہے اس وقت سے سدرہ کے پاس ایک کرسی رکھی ہوئی ہے اب تک کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ اس پر بیٹھ سکے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو اس کرسی پر بیٹھایا، اور عرض کیا رسول اللہ میری ایک آرزو ہے، میں نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا میرے ٹھیرنے کی جگہ پر دو رکعت نماز پڑھیے، تا کہ آپ کے قدموں کی برکت سے میری جگہ مبارک ہو جائے۔ حضرت ﷺ نے قبول فرمایا، سدرہ کے تمام فرشتوں کے ساتھ مقام جبرئیل میں دو رکعت پڑھیں، حضرت ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے سدرہ کے پاس ایک نہر دیکھی جس کے کنارے پر یاقوت، موتی، زبرجد کے خیمے تھے اور وہاں خوش آواز پرندے چہچہا رہے تھے تاروں کی طرح کٹورے رکھے ہوئے تھے، اس نہر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا، اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا، میں نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ "کَوثَر" ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس حضرت رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات ملاحظہ فرمارہے تھے کہ:

آپ کے سامنے یہاں بھی تین برتن پیش ہوئے، ایک شراب کا، دوسرا دودھ کا، اور تیسرا شہد کا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے دودھ کو اختیار کیا، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ فطرت یعنی دین اسلام ہے، خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دودھ کی طرف ہدایت دی، آپ اور آپ کی امت دینِ اسلام پر قائم رہے گی، اگر آپ شراب اختیار فرماتے تو آپ کی امت گمراہ ہوجاتی، اگر آپ شہد لیتے تو آپ کی امت دنیا کی لذتوں میں پڑجاتی۔ یہ دوسری مرتبہ ہے، اس سے پہلے بیت المقدس میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔

حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے سدرہ کے پاس ایک فرشتہ کو دیکھا بڑا قوی ہیکل، ایسا فرشتہ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ فرشتہ خدا کی تسبیح، اور ذکر میں مشغول تھا، میں نے اس کو سلام کیا، وہ میری تعظیم کیلئے کھڑا ہوا نہایت محبت سے مجھ کو چھاتی سے لگایا، میرے منہ پر بوسہ دیا، اور کہا اے محمد ﷺ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے روزہ داروں کو رمضان المبارک کی برکت سے بخش دیا۔ میں اس فرشتے کی خوشخبری دینے سے بہت خوش ہوا۔ پھر میری نظر دو صندوقوں پر پڑی جو اس کے سامنے رکھے ہوئے تھے، ان صندوقوں پر نور کے ہزاروں قفل پڑے ہوئے تھے، میں نے دریافت کیا کہ یہ صندوق کیا ہیں؟ اس فرشتے نے جواب دیا کہ جو روزہ دار رمضان المبارک میں پورے مہینے کے روزے رکھتے ہیں تو ان کو دوزخ سے آزادی لکھی جاتی ہے، یہ براءت کا کاغذ اس صندوق میں رکھا جاتا ہے اور میرے ذمہ اس کی نگرانی ہے اور کہا "طُوبیٰ لَکَ وَلِاُمَّتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" (مبارک ہو آپ کو اور آپ کی امت کو یارسول اللہ)۔

میں نے ایک طرف اور ایک فرشتہ کو دیکھا جو سفید مرغ کی شکل کا تھا جو پانچ نمازوں کے وقت خوش آوازی سے خدا کا ذکر کرتا تھا، اس کی آواز جنت میں جب پہنچتی ہے تو جنت کی ڈالیا

مل ملنے لگتی ہیں، حوریں خوش ہو ہو کر ایک دوسرے کو مبارک باد دیتی ہیں کہ محمد ﷺ کی امت کی عبادت کا وقت آ گیا، اور عرش بھی خوشی سے جھومتا ہے، خدائے تعالیٰ پوچھتا ہے کہ اے عرش تو کیوں جھوم رہا ہے، وہ عرض کرتا ہے کہ امّتِ مُحَمَّدِیْ ﷺ جو نماز کو اٹھی ہے اس کی خوشی منا رہا ہوں۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تم سب گواہ رہو کہ میری رحمت یہ پانچ وقت نماز پڑھنے والوں کیلئے واجب ہوگئی، میں نظر رحمت سے ان کو دیکھ رہا ہوں، جس کو میں نظر رحمت سے دیکھتا ہوں وہ دوزخ سے آزاد اور جنّت کا مستحق ہو جاتا ہے"۔

یکایک جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ جبرئیل! مُحَمّد ﷺ کے فرمابرداروں کیلئے جو میں نے جنّت تیار کی ہے وہ ان کو دکھلاؤ! اس کے ساتھ ہی حضرت رسول اللہ ﷺ حکم الٰہی سے جنّت کی سیر کو تشریف لے چلے۔

جبرئیل علیہ السلام بہت تیزی سے حضرت ﷺ کو جنّت کی طرف لے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں جنّت کا دروازہ نظر آنے لگا۔

اُدھر جنّت میں جو تیاری ہو رہی تھی اس کو کسی شاعر نے خوب کہا ہے: ؎

کی تھی فردوس کی رضواں نے بڑی تیاری ۔۔۔ جتنی حوریں تھی وہ سب پہنے تھیں جوڑے بھاری
نخل چھانٹے گئے تھے صاف ہر اک تھی کیاری ۔۔۔ خوبصورت تھا جو ہر پھول تو کلیاں پیاری
کسی گل رو کی قبا کا نہیں ایسا دامن ۔۔۔ بن گیا قدرتی قالین زمیں کا دامن
آمد سرور عالم سے سجا تھا گلزار ۔۔۔ نونہالان گلستاں کی دو رویہ تھی قطار
سر و شمشاد نقیبانہ کھڑے تھے ہشیار ۔۔۔ سر پہ باندھی تھی شہ گل نے گلابی دستار
تمغہ پایا گل لالا نے تو سالاری کا ۔۔۔ گل عباس کو عہدہ تھا علمداری کا
چوٹیاں اونچے درختوں کی یہ دیتی تھیں صدا ۔۔۔ پہلے ہم دیکھیں گے نور رخ شاہ والا
نکل گئے آتش فرقت سے پھلوں نے یہ کہا ۔۔۔ ٹوٹ کر دیکھنے کو ہم تو گریں گے باخدا

سرسری ڈال کے اپنے قد و قامت پہ نظر — سب سے اونچا ہوں کہا سرو نے خوش ہوکر

پہلے دیکھوں گا میں ہی نور رخِ پیغمبر — میں تو کچھ کم نہیں شمشاد اکڑتا ہے کدھر

فخر اور ناز سے گلشن کی زمیں نے یہ کہا — پاؤں سر پر مرے رکھیں گے شہنشاہ ہدیٰ

خواب راحت سے یہ کہتا ہوا سبزہ چونکا — سب سے پہلے میں ہی حضرت کے قدم چوموں گا

در جنت نے کہا یہ تو ہے درجہ میرا — پاؤں رکھ دیں گے تو بڑھ جائے گا رتبہ میرا

ایسے میں غل ہوا سیرِ کوفردوس کو آتے ہیں حبیب — بولا رضواں کہ بھلا میرے کہاں تھے یہ نصیب

پیشکش کیا کروں اس شاہ زمن کے میں غریب — صدقہ آپ ہی کا ہے جو خلد میں ہے چیز عجیب

کوئی دعوت کی نہیں بنتی ہے مجھ سے ترکیب — مگر امت کے مکانوں کی دکھاؤں ترتیب

ناگہاں آنے لگی کانوں میں آواز نقیب — عرض کرنے لگا یوں جا کے سواری کے قریب

مَرْحَبَا سَيِّدِ مَكِّيُ مَدَنِيُّ الْعَرَبِيْ — دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے میں جب جنت کے قریب ہوگیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جنت کی چاردیواری سونے کی ہے اس میں ایک اینٹ یاقوت کی اور ایک اینٹ زبرجد کی ہے، جنت کا دروازہ اس قدر چوڑا ہے کہ اگر اس میں چلیں تو چالیس برس میں طے ہوگیا، یہ چوڑائی اس لئے ہے تاکہ بے گنتی مخلوق آسکے اور اونچا بھی بہت ہے، اور اس پر اونچے اونچے بالا خانے ہیں دروازہ کا محل وقوع ایسا ہے جہاں سے میدان قیامت بالکل سامنے نظر آئے گا، میں نے پوچھا یہ اونچے بالا خانے کس کے واسطے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان بالا خانوں پر قیامت کے دن تمام حوریں جمع ہوجائیں گی، جب مسلمان اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے تو پچاس ہزار برس مسافت کا میدان قیامت اور وہاں کی مصیبتیں دیکھ کر گھبرائیں گے، اس وقت ہر ایک حور اپنے اپنے خاوندوں کو پکارے گی کہ گھبراؤ نہیں جلدی آؤ، جلدی آؤ، حوروں کو دیکھ کر اور ان کی باتیں سن کر جنتی میدانِ

جب بالکل جنت کے دروازہ کے سامنے سواری مبارک پہنچی تو جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا تھا:

(۱) خیرات کا دس گنا ثواب ہے (۲) قرض بے سود دینے کا اٹھارہ گنا ثواب ہے۔

حضرت علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ جبرئیل اس کا کیا مطلب ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا سائل تو کبھی بلاضرورت بھی مانگتا ہے اور دینے والا دیتا بھی ہے، برخلاف اس کے سخت ضرورت والا ہی قرض مانگتا ہے، خیرات مانگنے والے کو عادت ہوتی ہے، قرض مانگنے والے کو عادت نہیں ہوتی، شرم سے کٹا جاتا ہے، ان وجوہات کی وجہ سے قرض دینے کا بڑا ثواب ہے۔

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے دروازہ پر پہنچے اس وقت کی پوری کیفیت کوئی کیا بیان کرسکتا ہے البتہ کسی شاعر نے اس کیفیت کو کسی قدر یوں ظاہر کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| پہنچے جس دم درِ فردوس پر شاہ عالم | چلی جنت کی ہوا لینے کو سرور کے قدم |
| نوبت آمد کی بجانے لگے غنچے پیہم | بلبلیں گانے لگیں نعت کے نغموں کو بہم |
| پہنچا رضوان تو گلدستۂ جنت لے کر | اور ادریس بڑھے نور کا خلعت لے کر |

جب حضرت دروازہ میں سے گزرنے لگے تو فرشتہ نور کے طبق بھر بھر کے سر پر سے نثار کرنے لگے، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے جنّت بنی ہے، اس وقت سے فرشتے اس لئے مقرر ہیں کہ قیامت کے دن آپ اور آپ کی امت یہاں سے گذرے تو اسی طرح طبق نثار کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب جنّت میں داخل ہو گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ جنّت میں زمین کی مٹی مشک خالص کی ہے، اور کنکر موتی کے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جو جنّت میں جائے گا، ہمیشہ نعمت میں رہے گا، کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی، اور اس کا قیام جنت میں ہمیشہ رہے گا، کبھی موت نہ آئیگی، کپڑے پرانے نہیں ہونگے، جوانی ختم نہ ہوگی، اور محلوں کو میں نے دیکھا طرح طرح کے تھے، ان میں کوئی محل

موتی کا تھا تو کوئی زبرجد کا، اور کوئی سونے کا تھا، ان کے کنگورے چاندی کے بہ شکل مہتاب بنے تھے کہیں سونے کے تخت بچھے ہیں، کہیں یاقوت کے تو کہیں موتی کے بالا خانوں پر بالا خانے بنے ہوئے ہیں، غرض ہر نیک عمل کا ایک محل تیار تھا۔ چنانچہ جنّت میں ایک عظیم الشان محل دیکھ کر میں نے پوچھا یہ محل کس عمل کے صلہ میں حاصل ہوتا ہے عرض کیا گیا کہ جو شخص کسی نابینا کا ہاتھ پکڑ کر جہاں وہ جانا چاہتا ہے وہاں پہنچائے تو اللہ تعالیٰ یہ محل اس کو عطا فرمائیں گے، میوے کے درختوں میں پھل ٹپکتے ہونگے۔ جس کا جو جی چاہے وہ میوے وہاں موجود ہوں گے۔ جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا، اور جنت کا ہر وقت صبح کے وقت کا نمونہ ہوگا، فرحت وخوشی ہر وقت ہوگی اور محلوں کے سامنے کئی نہریں بہہ رہی ہیں، کسی کا نام سلسبیل ہے، اور کسی کا تسنیم اور کسی کا زنجبیل، ان نہروں کے کنارے سونے اور چاندی کے تھے، اور ان میں کنکر موتی اور یاقوت کے۔

اس کے علاوہ اور چار نہریں علیحدہ دوڑ رہی ہیں، ایک پانی کی، دوسری دودھ کی، تیسری شہد کی، چوتھی شراب کی۔ حضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ نہریں کہاں سے آ رہی ہیں؟ تو آپ کو ایک موتی کے گنبد پر لے گئے، اس کے اندر سے یہ نکل رہی تھیں، اس گنبد پر قفل لگا ہوا تھا، وہاں جو فرشتہ تھا اس نے کہا اس کے اندر جا کر ملاحظہ فرمائیے، آپ نے فرمایا یہ مقفل ہے کیسے جا سکتا ہوں۔ اس فرشتہ نے کہا اس کی کنجی آپ کے ہاتھ میں ہے حضرت ﷺ نے فرمایا وہ کیسے؟ اس فرشتہ نے کہا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھیئے۔ حضرت نے جب بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھی تو قفل فوراً گر پڑا آپ اندر تشریف لے گئے اس گنبد کے اندر بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ منقش تھا اور بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کے نقش سے چار نہریں اس طرح جاری تھیں:

(۱) بِسۡمِ اللّٰهِ کے میم سے پانی کی نہر

(۲) لفظ اَللّٰهُ کے ھا سے دودھ کی نہر

(۳) رَحْمٰنُ کے ن سے شراب طہور کی نہر

(۴) رَحِیْم کی میم سے شہد کی نہر

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی ہر کام کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے گا وہ ان نہروں سے مستفید ہوگا۔

حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جنت کے درختوں کی کوئی کیا تعریف بیان کرے، جس میوہ کے لئے دل چاہا، دل میں خیال آتے ہی فوراً اس میوہ کی ٹہنی جھک کر جنتی کے سامنے ہوجائے گی، جب جنتی میوہ توڑلے گا تو پھر سیدھی ہوجائے گی۔

غرض جنت کے ہر درخت پر عجب بہار تھی، ان پر خوش آواز پرندوں کا چہچہانا اور لطف بڑھا رہا تھا۔

| | |
|---|---|
| نور کا ہر شجرِ خلد نے جامہ پہنا | لعل کے پھول سے پھولا تھا تو موتی سے پھلا |
| شاخ مرجان پہ زمرد کا لگا تھا پتّا | جس میں یاقوت کہیں اور کہیں ہیرا تھا جڑا |
| عرض اور طول میں ہر نخل تھا موزوں ایسا | کہ یقین سب کو تھا نور کے سانچے میں ڈھلا |
| اور ہر ایک شاخ پر یک مرغ خوش الحان بیٹھا | دم بہ دم ولولۂ شوق سے تھا نغمہ سرا |
| مَرْحَبَا سَیِّدِ مَکِّیُ مَدَنِیُّ الْعَرَبِیُ | دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی |

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر! میں نے تمہارا محل جنت میں دیکھا سرخ سونے کا تھا، اور جو نعمتیں کہ اس میں تھیں وہ بھی دیکھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ محل اور محل والا دونوں آپ پر سے قربان۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا عمر! میں نے تمہارا محل بھی دیکھا سرخ یاقوت کا تھا، اور اس کے نیچے نہر جاری تھی، اس نہر کے کنارے ایک حور منہ دھو رہی تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ عرض کیا گیا یہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہے، پھر فرمایا عمر! مجھے تمہاری غیرت اور حیا یاد

آئی، اس لئے میں تمہارے محلوں میں نہیں گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا آپ سے غیرت یارسول اللہ۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے محلوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

چونکہ واقعہ معراج شریف میں جابجا حور کا ذکر آیا ہے اس لئے حور کی خوبصورتی اور ان کے نغمۂ سرور سے متعلق بھی لکھا جاتا ہے :

خدائے تعالیٰ نے حور کو ایسا خوبصورت بنایا ہے جس کی تعریف خود اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔

فِيهِنَّ قٰصِرَاتُ الطَّرْفِ ٥ (لَا يَنْظُرْنَ اِلٰى اَحَدٍ سِوٰى زَوْجِهِنَّ) ٥

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ٥ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ٥

ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں (جو اپنے شوہروں کے سوا کسی کے طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھیں گی) جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔

جنت کی حور ہوں یا دنیا کی، یہ بیویاں جنت میں ہر جماع کے بعد باکرہ ہوجائیں گی جنت میں حوروں کا راگ و نغمہ یہ ہوگا :

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَفْنٰى ابداً نَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَيْبَسُ اَبَداً

ترجمہ:- (ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں جو کبھی فنا نہ ہونگی۔ ہم نعمت میں رہنے والیاں ہیں کبھی تکلیف نہیں دیکھیں گے)۔

نَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ اَبَداً نَحْنُ الْمُقِيْمَاتُ فَلَا نَظْعَنُ اَبَداً

ترجمہ:- (ہم شوہروں سے راضی رہنے والیاں ہیں کبھی غصہ نہیں کریں گے۔ ہم ہمیشہ قیام کرنے والیاں ہیں کبھی کوچ نہیں کریں گے)۔

نَحۡنُ الضَّاحِکَاتُ فَلَا نَبۡکِیۡ اَبَداً نَحۡنُ الصَّحِیۡحَاتُ فَلَا نَسۡقَمُ اَبَداً

ترجمہ:- (ہم ہمیشہ ہنسنے والیاں ہیں کبھی نہیں روئیں گے،۔ ہم تندرست رہنے والیاں ہیں کبھی بیمار نہیں ہونگے)۔

طُوۡبیٰ لِمَنۡ کَانَ لَنَا وَکُنَّا لَہٗ

ترجمہ:- مبارک ہواس کو جو ہوگا وہ ہمارے لئے اور ہم اس کے لئے۔

اور ہر ایک حور کے سینہ پر لکھا ہوا ہے۔مَنۡ أَحَبَّ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗ مِثۡلِیۡ فَلۡیَعۡمَلۡ بِطَاعَۃِ رَبِّیۡ: (جو چاہتا ہے کہ ہم جیسی ملیں اس کو تو چاہیئے کہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرے،حوروں کے حسن کا نمونہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی تو جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جبرئیل جنت کی طرف جاؤ اور میرے تابعدار بندوں کے واسطے میں نے جو جنت بنائی ہے اس کو دیکھو، جبرئیل علیہ السلام جب جنت میں گئے تو ایک حور نے کسی محل سے جھانکا اور مسکرائی ،اسکے دانتوں کا ایسا نور چمکا کہ جبرئیل علیہ السلام اس گمان سے سجدہ میں گرے کہ شاید خدائے تعالیٰ کی تجلی ہوئی ،حور پکاری یا امین اللہ سر اٹھاؤ، جبرئیل علیہ السلام نے سر اٹھایا اور اس حور کو دیکھ کر فرمایا "سُبۡحَانَ الَّذِیۡ خَلَقَکِ" (پاک ہے اللہ جس نے تجھے پیدا کیا)، اس حور نے کہا جبرئیل علیہ السلام تم جانتے ہو میں کس کے لئے پیدا ہوئی ہوں، میں اس کیلئے پیدا ہوئی ہوں جو اپنی نفسانی خواہش پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مقدم کرلے۔

ایسی خوبیوں والی حوروں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا "یارسول اللہ دنیا کی عورتوں سے فرمایئے کہ دنیا کی وہ عورتیں جو جنت میں جائیں گی وہ حوروں سے حسن میں بڑی ہوئی ہونگی اس لئے کہ ہم عمل نیک نہیں کئے ہیں، وہ عورتیں دنیا میں عمل نیک کئے ہوئے ہونگیں، ان کا عمل نیک ان کا حسن بڑھائے گا۔

حوروں نے دنیا کی عورتوں کے جنت میں جانے کا جوذکر کیا ہے، اس کی دلیل قرآن مجید

سے اس طرح ہوتی ہے:

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ

ہم عورتوں کو اچھی طرح سے بنائیں گے، شوہروں کی پیاری اور چاہنے والیاں اور آپس میں

ہم عمر۔ غرض معراج شریف میں حضرت ﷺ سے جب حوریں ملیں تو اس طرح نغمہ سرا تھیں :۔

حوریں کہتی تھیں کہ ہم لینے کو جایا کرتے — آپ ہر روز اسی طرح سے آیا کرتے
روز ہم یہ قدم آنکھوں سے لگایا کرتے — پیشوائی کے لئے دھوم مچایا کرتے
رخ گلگوں سے عرق پونچھ کے لایا کرتے — اپنے کپڑوں کو پسینے میں بسایا کرتے
آپ کو تخت زمرد پہ بٹھایا کرتے — سامنے ہم یہ کھڑے ہو کے سنایا کرتے
مَرْحَبَا سَيِّدِ مَكِّيُّ مَدَنِيُّ الْعَرَبِيُّ — دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جنتیوں کا حسن ہر وقت بڑھتا رہے گا جس طرح دنیا میں بڑھاپا بڑھتا رہتا ہے اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت میں ایک محل دیکھا جو عظیم الشان چاندی سونے کا جڑاؤ کیا ہوا ہے، میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کیا کسی پیغمبر یا صدیق یا فرشتہ کا ہے، مجھ سے عرض کیا گیا، آپ کے اس امتی کا ہے جو صبح کی نماز جماعت سے پڑھے۔

مسلمانو! یہ سب سامان بالکل خالی پڑا ہے اور اپنے برتنے والوں کا انتظار کر رہا ہے، کچھ تو تیاری کرو۔

جب حضرت رسول اللہ ﷺ جنت کی سیر سے فارغ ہو چکے تو جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم آیا، جبرئیل! جیسا محمد ﷺ کو ان کے دوستوں اور ان کے تابعداروں کا مقام جنت دکھایا ہے، ایسے ہی ان کے دشمنوں اور ان کے نافرمانوں کا مقام دوزخ بھی دکھاؤ، جبرئیل علیہ السلام حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑے، دوزخ کی طرف لے چلے، حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

میرے استقبال کے لئے ایک فرشتہ آیا، میں نے ساتوں آسمانوں کے فرشتوں میں ایسا قوی ہیکل ہیبت ناک کوئی فرشتہ نہیں دیکھا، وہ فرشتہ سیاہ رنگ کا اور کالے کپڑے پہنے ہوئے تھا، سخت بدمزاج ہمیشہ غصہ میں بھرا ہوا، اس کے منہ سے آگ جھڑ رہی تھی ناک سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور آنکھوں سے آگ کی جیب نکل رہی تھی۔

اس کے ہاتھ میں لکڑی ایسی بڑی تھی کہ آدم علیہ السلام سے قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق اگر اس لکڑی کو ایک طرف سے دوسری طرف کرنا چاہے تو نہیں کرسکتی، اس کو دیکھ کر میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ اسکی ہیبت سے میرا جوڑ جوڑ کانپ رہا ہے، میرے ہوش اڑے جارہے ہیں، اگر خدائے تعالیٰ مجھے نہ سنبھالے تو میری روح میرے جسم سے نکل جاوے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ دوزخ کے داروغہ ہیں، ان کا نام "مالک" ہے جب سے کہ یہ پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہنسے، ہمیشہ غصہ میں رہتے ہیں، مالک علیہ السلام مجھ سے بہت ادب سے ملے اور سلام کیا، میرا ہاتھ چومنے لگے۔ اور کہا یارسول اللہ (ﷺ) میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ آپ کی برکت سے آپ کے تابعداروں کے گوشت و پوست پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو آپ پر ایمان نہ لائے، یا آپ کا نافرمان ہو اس پر رحم نہ کروں اور سخت سزا دوں۔

ان کے ساتھ اٹھارہ فرشتے تھے ان کو زبانیہ کہتے ہیں، ہر ایک ایسا قوی کہ چالیس ہزار کافر کو ایک ہی وقت میں عذاب کرسکتا ہے، یہ زبانیہ مالک کے ماتحت ہیں، ان میں سے ہر ایک کے ماتحت بے گنتی فرشتے ہیں، یہ سب دوزخ کا انتظام کرتے ہیں، ان کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے رحم اور نرمی کو پیدا ہی نہیں کیا، آگ کے کیڑے، سمندر پر جس طرح آگ کا اثر نہیں ہوتا، اسی طرح ان فرشتوں پر آگ کا اثر نہیں ہوتا۔

(میرے دوستو! ایسے بے رحم غصیلے فرشتے جن کو دیکھ کر حضرت رسول اللہ ﷺ کا جب

وہ حال ہوا، بدکاروں اور نافرمانوں کا کیا حال ہوگا، ہائے کیسا ہوگا؟)

جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا مالک حضرت کو دوزخ دکھاؤ! مالک علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ دوزخ ملاحظہ کرنے کی تاب نہ لاسکیں گے، حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قدر میں برداشت کرسکتا ہوں اسی قدر دکھلاؤ، دوزخ تو جہاں تھی وہیں رہی آپ کے سامنے کردی گئی۔

دوزخ کے دروازہ پر آپ نے یہ لکھا ہوا ملاحظہ فرمایا:

(۱) بے نمازیوں کیلئے ویل ہے (۲) مشرکوں کے لئے ویل ہے۔

(۳) جھوٹوں کیلئے ویل ہے۔ (۴) کم ناپنے والوں کے لئے ویل ہے۔

دوزخ جب حضور ﷺ کے سامنے ظاہر ہوئی تو آپ نے وہ عذاب، وہ بلا، وہ مصیبت، وہ آفت ملاحظہ فرمائی کہ الامان و الامان۔

حضور ﷺ نے دوزخ سے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے اسکو کسی قدر لکھا جاتا ہے:

- **دوزخ کی آگ :**

دوزخ میں آگ سیاہ ہے، دنیا کی آگ، دوزخ کی آگ سے ستر حصہ کم ہے، اگر دنیا کی تھوڑی سی آگ دوزخ میں دوبار ڈبودی جائے تو تم کبھی اس کو اپنے کام میں نہ لاسکو گے، یہ دنیا کی آگ، دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔

جب آدم علیہ السلام دنیا میں آگئے اور پکانے کے لئے ان کو آگ کی ضرورت ہوئی تو اللہ تعالی کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے دوزخ سے ایک چنگاری لے کر اور ستر مرتبہ پانی سے دھوکر ایک پہاڑ پر رکھ دیا، پہاڑ پگھل گیا اور وہ چنگاری پھر دوزخ میں جاکر مل گئی، صرف اس کی بھاپ رہ گئی جو یہ ہماری آگ ہے۔

اگر کسی شخص کو دوزخ کی آگ سے مغرب میں عذاب دیا جائے تو اس کی حرارت کا شرق کے رہنے والو پر اثر پڑے گا۔

● دوزخ کے سانپ بچھو :

آگ کا شعلہ دوزخیوں کے اندرونی اجزا میں دوڑتا ہے اور ظاہری اعضاء پر سانپ بچھو لپٹے رہتے ہیں اور ڈستے ہیں، ہائے بچھو بھی معمولی بچھو نہیں، ہر بچھو خچر برابر، اور دوزخ کا سانپ اونٹ برابر ہوتا ہے، بچھوؤں کی ڈنک کھجور کے درخت برابر، اور بچھوؤں کے زخم کی تکلیف چالیس سال تک رہے گی۔ جہنم میں درندے اور کتے الگ ایذا دیں گے۔ اور وہاں آگ کی تلواریں ہونگی فرشتے ان سے دوزخیوں کا عضو عضو جدا کریں گے۔

● دوزخیوں کی غذا :

دوزخ میں جو غذا دی جائے گی اس کا نام "ضَرِیْع" ہے، یہ ضریع ایک کانٹے دار چیز ہے اس کا ذائقہ ایلوے سے زیادہ کڑوا اور اس میں مردار سے زیادہ بدبو، اور آگ سے زیادہ گرم۔ اور یہ ضریع بھوک کی آگ کو نہیں بجھاتی، حلق میں اٹکی رہتی ہے اور دوزخ میں بھوک ایسی رہے گی کہ اس کے برابر کوئی عذاب نہیں۔

● دوزخ کا پانی :

دوزخ میں جو پانی پینے کو ملے گا اس کا نام "غِسْلِیْن" ہے یہ غسلین دراصل دوزخیوں کا کھولتا ہوا پیپ دلہو ہوتا ہے، اس کے علاوہ دوزخ میں ایک چشمہ ہے جس کا نام "غسّاق" ہے تمام زہریلے جانوروں کا زہر اس میں جمع ہو کر کھولتا ہے، دوزخیوں کو اگر اس میں غوطہ دیا جائے تو اس کے اثر سے ان کا گوشت و پوست ہڈیوں سے جدا ہو کر ان کے پاؤں پر گر پڑے گا، غرض دوزخیوں کو پینے کے لئے یہ چیزیں دی جاتی ہیں۔

- **دوزخی کپڑے :**

اگر دوزخیوں کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا آسمان اور زمین کے درمیان لٹکا دیا جائے تو اس کی حرارت اور بدبو سے سب جاندار مر جائیں اور دوزخیوں کو '' قَطِرَان '' کا لباس پہنایا جائے گا جس سے ان کا چمڑا نکل جائے گا۔

- **دوزخی زنجیر :**

اگر دوزخیوں کے زنجیروں کا ایک حلقہ دنیا کے پہاڑوں پر رکھا جائے تو وہ حلقہ زمین کے سات طبقوں کو سوراخ کر کے نکل جائے۔

- **دوزخ کا بادل :**

دوزخی جب پیاس پیاس چلائیں گے تو ایک کالا بادل اٹھے گا، اور تمام دوزخ کے میدان پر چھا جائے گا، دوزخی جب اس بادل کو دیکھیں گے تو بہت خوش ہوں گے، اس بادل میں سے آگ کے پتھر اور بچھو برسیں گے تو دوزخیوں کیلئے عذاب پر عذاب ہو جائے گا۔

- **نصیحت :**

ان تکلیفوں کے مدنظر اگر کسی کے پاس تمام دنیا بھی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس تکلیف کے بدلے میں دے ڈالے، وہ وقت بھی عجب حسرت کا وقت ہوگا، فرشتے دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور دوزخ میں گرتے ہی منہ کالے اور آنکھیں زرد ہو جائیں گی، دوزخیوں کے منہ پر مہر لگائی جائیگی اور ان کو آتشی لباس پہنایا جائے گا اور دوزخ کے زبانیہ فرشتے آتشی زنجیر لے کر دوزخیوں کے سامنے آئیں گے، اور وہ فرشتے آتے ہی ان کو پہلے منہ کے بل دوزخ میں گرائیں گے، اس کے بعد آہنی گرزوں کا عذاب شروع کر دیں گے۔

● دوزخ کی چکی :

حضور ﷺ ارشاد فرمائے ہیں کہ میں قسم قسم کے عذاب دیکھ رہا تھا کہ میری نظر چکیوں پر پڑی، جن کے پاٹ پہاڑ کے برابر تھے، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے جبرئیل (علیہ السلام) کیا خدا کے نافرمان یہاں چکی پیسیں گے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور دوزخی چکی نہیں پیسیں گے بلکہ خود دوزخیوں کو ان چکیوں میں پیسا جائے گا۔

● امت کے لئے مالک علیہ السلام کی نصیحت :

مالک علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) میری طرف سے آپ اپنی امت کو نصیحت فرمائیے کہ دوزخ نافرمانوں کی جگہ ہے اس ہیبت ناک جگہ سے وہ بچتے رہیں، خود کو اس کا مستحق نہ بنائیں، میں خدا کے نافرمانوں پر ہرگز رحم نہیں کرونگا، بوڑھوں کی سفید ڈاڑھی پر مجھے شفقت آئیگی اور نہ جوانوں کے درد بھرے دل پر، ان لفظوں سے حضرت ﷺ مالک کا منہ حیرت سے دیکھتے رہے۔

پھر حضرت ﷺ نے پوچھا اچھا اس دوزخ کے طبقات کا تو ذکر کرو۔ تب مالک نے کہا ایک کے تلے اوپر دوزخ میں سات طبقات ہیں، پھر بیان کیا کہ کسی طبقے میں منافق اور کسی میں مشرک، اور کسی میں یہود، اور کسی میں نصاریٰ رہیں گے، اس طرح دوزخ کے چھ (۶) طبقات کا ذکر کر کے مالک خاموش ہو گئے۔

حضرت ﷺ نے دریافت فرمایا ساتویں طبق میں کون ہونگے ؟ مالک شرمانے لگے اور کہا مجھے اس وقت جواب سے معاف فرمائے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا میری پریشانی زیادہ ہو رہی ہے بولو مالک، شاید آج اس کا کچھ تدارک ہو سکے۔ مالک نے کہا کیا عرض کروں اس ساتویں طبق میں آپ کی امت کے وہ گنہگار ہوں گے جو بے توبہ مر گئے۔ حضرت ﷺ بہت دکھ سے رونے لگے

اور فرمایا کہ جبرئیل، کیا میری امت بھی دوزخ میں جائے گی!! یہ جملہ بار بار فرماتے تھے اور روتے جاتے تھے۔

ادھر جبرئیل علیہ السلام بھی رو رہے تھے، حضرت نے فرمایا جبرئیل تم کیوں روتے ہو؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا جب سے ابلیس کا وہ حال ہوا اپنی حالت پر اطمینان نہیں، اور یہ بھی ڈر ہے کہ ہاروت، ماروت کی طرح کہیں کسی بلا میں مبتلا نہ ہو جاؤں، حضرت رسول اللہ ﷺ کے رونے کی کوئی حد نہ رہی امت کے لئے ایسا رونا اور ایسا غم کرنا اور اس طرح کا صدمہ اٹھانا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک ہزارہا انبیاء آئے کسی میں دیکھا گیا نہ سنا گیا، اس رونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وحی آئی: اے میرے محمد (ﷺ) ! یہ رونے کا وقت نہیں ہے، اچھا اس رونے کے صلے میں ہم بخشش کے چند اسباب عطاء کرتے ہیں :

- **بخشش کا پہلا سبب توبہ :**

میرے پیارے ! زہر اگر ڈاکٹر کا بیٹا بھی کھائے تو اس کا اثر ہونا ضروری ہے، اور سانپ کاٹے تو کیا اثر نہیں ہوگا، اسی طرح گناہ کا اثر بھی ناگزیر ہے، اگر کوئی گنہگار توبہ کرے تو ہم اس کو پاک کردیں گے، اور توبہ اس کے سب گناہوں کو ایسا کھا جائے گی جیسے کہ عصاء موسیٰ جادوگروں کے سانپ کھا گیا تھا۔

- **بخشش کا دوسرا سبب شفاعت :**

سانپ کے منتر سے جس طرح زہر اترتا ہے اسی طرح آپ کو شفاعت کا وہ مرتبہ دیتے ہیں، جس سے گناہوں کا زہر اتر جائے گا۔

- **بخشش کا تیسرا سبب حضور ﷺ کا گریہ وزاری سے دُعا فرمانا:**

خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہماری بارگاہ میں رونے کا بدلہ خوشی ہے اور آنسو بہانے کا ثمرہ

ہنسی ہے:۔
تا نہ گرید ابر کے خندد چمن
تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن

ترجمہ:۔بچہ کے رونے سے ماں کے سینے میں دودھ ابلتا ہے،ابر کے رونے یعنی برسنے سے چمن میں تازگی ورونق آتی ہے۔خشک بادلوں کا حصہ چمن کو ہرا ابھرا کرنا نہیں ہے، بے دودھ کی چھاتی والی ماں کا حق بچے کو پالنا نہیں ہے، حضور ﷺ کی آنکھوں کے آنسوؤں کا حق ہے کہ گنہگاروں سے سب گناہ دھل کر جنت کا چمن آباد ہو۔

● بخشش کا چوتھا سبب حضور ﷺ کی دعائے خاص :

حضور ﷺ بخشائش کے علیحدہ سامان فرمارہے ہیں وہ یہ کہ ہر نبی کو ایک دعائے مقبول دی گئی تھی، دیگر انبیاء نے اس دعا کو اپنی امت کیلئے عذاب مانگ کر ختم کردیا، مگر ہمارے حضور ﷺ نے اس دعا کو قیامت کیلئے محفوظ رکھا ہے، نہ جانے اس دعا سے آپ کس قدر گنہگار بخشوائیں گے۔

● زندوں کے دعائے مغفرت سے بخشائش کا پانچواں سبب :

گنہگار گناہ لے کر قبروں میں داخل ہوں گے، اور جب قبروں سے اٹھیں گے، ان کے گناہ معاف ہوچکے ہوں گے، اور ان کی مغفرت ہوچکی ہوگی، اس بخشائش کی وجہ یہ ہوگی کہ زندہ مسلمان مردوں کے لئے جو مغفرت مانگتے ہیں، اس مغفرت سے مردوں کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

● حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبۂ عالی بخشش کا چھٹا سبب :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یارسول اللہ ﷺ اور کیا ہونا چاہیئے کہ کُل ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں جنت میں جائیں گی، آدم سے عیسیٰ علیہما السلام تک سارے نبیوں کی امت کی چالیس (۴۰) صفیں جنت میں جائیں گی، اور آپ کی امت کی اسی (۸۰) صفیں جنت میں جاویں گی۔ (میرے دوستو! باپ کی میراث سے بیٹی کو ایک حصہ اور بیٹے کو دو حصے ملتے ہیں، آدمؑ کی

میراث جنت سے دیگر پیغمبروں نے بہت کوشش کی مگر بیٹی کے حصہ سے زیادہ نہ دلا سکے، قربان جایئے حضور ﷺ کے آپ نے آدم علیہ السلام کی میراث جنت سے ہم کو بیٹے کا حصہ دلایا، اور آپ نے سب سے پیچھے آنے والی امت کو سب سے آگے بڑھادیا)۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ آخر آپ کی امت کو کچھ تو کرنا ہی پڑے گا، آپ کی خاطر میں چھوٹے چھوٹے اعمال پر بڑا بڑا ثواب دے کر دوزخ سے آزاد کروں گا، چھوٹے عمل سے بڑے اجر کے چند امثال یہ ہیں:

**(۱) حدیث شریف** : خدا کے واسطے آپس میں محبت رکھنے والے دو شخص جب باہم مسکراتے ہوئے ملتے اور مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

**(۲) حدیث شریف** : جس آدمی کے قدم خدا کے راستہ میں خاک آلود ہوئے ہوں، خدا اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

**(۳) حدیث شریف** : میری امت میں سے عصر کی پہلی چار رکعت سنت پڑھنے والا جیتے جی بخش دیا جاتا ہے، اور اس کو خدائے تعالیٰ مہربانی کی نظر سے دیکھتا ہے۔

**(۴) حدیث شریف** : صبح کی نماز پڑھ کر اپنے مصلّے پر بیٹھا رہے اور ذکر الٰہی سے زبان کو تر رکھے، پھر اشراق کی دو رکعت پڑھ کر اٹھے تو سمندر کے جھاگ سے زیادہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے، ایسے شخص کے جسم کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔

**(۵) حدیث شریف** : جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی ضرورت کے وقت کام آئے گا اور اس کی خیر خواہی کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے مابین ایسے سات خندقیں بنادے گا کہ ہر خندق سے دوسری خندق کا فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلہ کے برابر ہوگا۔

(۶) **روایت** : حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ لوگو! دستر خوان پر اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ دیر تک بیٹھا کرو، کیوں کہ جتنی دیر بیٹھو گے قیامت میں اس کا حساب نہ ہوگا۔

(۷) **حدیث شریف** : جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے آبرو کی اس کے پیٹھ پیچھے نگاہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے آزاد کردے گا۔

(۸) **روایت**: جو شخص کھانا کھا کر برتن کو صاف کر دیتا ہے، برتن اس کے حق میں یہ دعا کرتا ہے "اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْهُ مِنَ النَّارِ كَمَا اَعْتَقَنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ" (اے اللہ اس کو دوزخ سے آزاد کر جیسا کہ اس نے مجھ کو شیطان سے آزاد کیا ہے) کیوں کہ برتن میں بچا ہوا شیطان چٹ کر جاتا ہے۔

(۹) **حدیث شریف**: اللہ تعالیٰ اس بات کو بہت پسند کرتا ہے کہ اپنا بندہ مع اہل وعیال کے ایک دستر خوان پر کھائے، جمع ہوتے وقت رحمت، اور جدا ہوتے وقت مغفرت ان کا حصہ ہو جاتی ہے۔

(۱۰) **حدیث شریف** : جو اپنے بھائی مسلمان کے طرف محبت کی نظر سے دیکھتا ہے نگاہ پھیرنے سے پہلے بخشا جاتا ہے۔

(۱۱) **حدیث شریف**: جو شخص بعد نماز صبح وشام تین مرتبہ جنت کا یہ سوال کرے "اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنِیْ الْجَنَّةَ" تو جنت جواب دیتی ہے: الٰہی اسے جنت میں داخل کردے۔ اور جو سات مرتبہ بعد نماز صبح ومغرب "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ" (اے اللہ دوزخ سے بچالے) تو دوزخ کہتی ہے: الٰہی اس کو دوزخ سے بچا۔ جس دن یہ پڑھا جائے گا اگر اس دن یا اس رات مرے جنت میں جائے گا۔

ان تمام تفصیلات سے اس آیت "وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی" (آپ کو اللہ تعالیٰ وہ وہ دے گا جس سے آپ راضی ہو جائینگے) کی تفسیر معلوم ہوئی۔

## خدائے تعالیٰ کا ناصحانا حکم :

یارسول اللہ (ﷺ) آپ واپس ہو کرامت کو جنت کی نعمتوں سے اور دوزخ کے عذابوں سے خبردار کردیجیئے اور فرمادیجئے کہ تم خوش نصیب امت ہو، ہم کو تمہارے پیغمبر کی خاطر منظور ہے ہم ذرا ذراسے کام پر بڑا بڑا ثواب دیکر تم کو دوزخ سے بچالیں گے مگر تم کو بھی تو کچھ کرنا ہی چاہیئے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں جب جنت اور دوزخ کی سیر سے فارغ ہوگیا اور سدرۃ المنتہٰی کے پاس آیا تو جبرئیل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر سدرۃ المنتہٰی کے باہر لائے اور خود ٹھیر گئے، مجھے رخصت کر کے میرا ساتھ چھوڑنا چاہا تو میں نے کہا جبرئیل کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑ دیتا ہے!! جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ مقام عالی خدائے تعالیٰ حضور کو مبارک کرے، جبرئیل کی مجال نہیں جو بال برابر آگے بڑھ سکے، آج حضور کو وہ مرتبہ ملا ہے کہ جو مجھے ملا اور نہ کسی پیغمبر کو ۔

ع به مقامے که رسدی نه رسد هیچ نبی

ترجمہ :- (جس مقام پر آپ پہنچے ہیں اس مقام پر کوئی نبی نہیں پہنچ سکے)۔

جبرئیل نے کہا :

اگر یک سرِ موئے برتر پرم  فروغ تجلّی به سوزد پرم

(ترجمہ : اگر میں ایک بال برابر آگے بڑھا تو تجلیات خاص کی حدت میرے ہزاروں پر جلا کر پھونک ڈالیں گی)۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل تم بال برابر آگے بڑھتے ہو تو جل جاتے ہو، خدا کی عزّت وجلال کی قسم اگر میں ایک قدم پیچھے ہٹوں تو خدا سے وصال کے شوق کی طپش سے جل جاؤں گا۔

غرض جبرئیل علیہ السلام باوجود پر ہونے کے رہ جاتے ہیں اور ہمارے حضور ﷺ آگے
تشریف لے جاتے ہیں :

تیرا رازِ محبت کھل گیا معراج کی شب کو پہنچ جائیں وہاں بے پر جہاں عاجز ہوں پر والے

جبرئیل علیہ السلام کے سدرۃ المنتہیٰ پر ٹھہر جانے اور حضور ﷺ کے آگے بڑھ جانے کے راز کو مضمون ذیل پر غور کیجئے تو بہ آسانی سمجھ میں آجائے گا :

(۱) پانی کا مرکز نیچے ہے (۲) پانی کے اوپر ہوا کا مرکز ہے (۳) اور سب سے اعلیٰ مرکز آگ کا ہے۔ اگر اس عالم میں کسی حکمت سے پانی، ہوا اور آگ مل کر چلیں گے تو ہر چیز اپنے اپنے مرکز پر آکر رک جائے گی، آگے نہ بڑھ سکے گی، اسی طرح سارے انبیاء اور رُسُل اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت ﷺ بیت المقدس سے نماز کے بعد باہم مل کر آسمان پر چلے، بالآخر سارے انبیاء سات آسمان تک گئے آگے کوئی نہ جاسکا، اور سدرۃ المنتہیٰ کے قریب جبرئیل علیہ السلام بھی رہ گئے مگر ہمارے حضرت ﷺ اعلیٰ مقام پر پہنچے، اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ کا مرکز سب سے اعلیٰ تھا، اوروں کا مرکز نیچے۔

(میرے دوستو! ذرا ابراہیم علیہ السلام کی معراج کو دیکھیئے، جب آگ کے طرف چھوڑے گئے تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے اطراف پھرتے ہوئے کہتے ہیں "هَلْ لَكَ حَاجَةٌ" (کیا آپ کو کچھ حاجت ہے) ادھر حضرت رسول اللہ ﷺ کی معراج کے وقت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اگر ذرا آگے بڑھوں تو جل جاؤں! گویا حضرت ﷺ زبان حال سے یوں فرماتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں) :

تو اے روح القدس بہ نشیں بہ درگاہ مشو رنجہ کہ "لِی وَقْتٌ مَعَ اللّٰہ"

ترجمہ:- (آپ اے جبرئیل اپنے مقام پر ٹھہر جایئے آگے بڑھنے کی تکلیف نہ کیجئے، مجھ کو خدا کے ساتھ ایسا مقام حاصل ہوا ہے کہ دوسرا وہاں نہیں پہنچ سکتا ہے)۔

گزشت آں نوبت قَـوْلاً ثَـقِیْلاً تو از پردہ بروں رو جبْـرَئِیْلاً

ترجمہ :- قول ثقیل کہنے کا وقت گزر گیا یعنی فرمان جبرئیل کے ذریعہ سے بھیجنے کا وقت نہ رہا، اب راز و نیاز کا وقت ہے اس لئے تم اب اے جبرئیل پردے سے باہر چلے جاؤ۔

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور ! اب آپ خدائے تعالیٰ کے سامنے جاتے ہیں میری ایک درخواست ہے جو خدائے تعالیٰ سے عرض کر کے منظور کرا دیجئے ! وہ یہ ہے کہ مجھے اس امر کی اجازت مل جائے کہ قیامت کے دن آپ کی امت کیلئے پل صراط پر اپنے پر بچھا دوں تا کہ وہ آسانی پل پر سے گزر جائیں۔ اس پر میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دعاء دی کہ خدائے تعالیٰ تم کو برکت دے۔

حضور ﷺ کا ارشاد و مبارک ہے کہ اس گفتگو کے بعد جبرئیل علیہ السلام پیچھے ہٹ گئے۔

# * بابِ سوّم

تیسرا باب ان واقعات کے بیان میں جو سدرۃ المنتہیٰ سے بالائے عرش تک کی سیر میں پیش آئے۔ ایک فرشتہ ظاہر ہوا، اس کو دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام نے کہا قسم اس ذات پاک کی جس نے آپ کو دین حق دیکر بھیجا، جب سے میں پیدا ہوا ہوں میں نے کبھی اس فرشتہ کو نہیں دیکھا، حالانکہ میں سب مخلوق سے زیادہ خدا کا مقرب ہوں۔

وہ آنے والا فرشتہ مجھے لے چلا، چلتے چلتے ستر ہزار پردے طے ہوئے، ہر پردہ پانچ سو برس کے راستہ کا تھا، راستہ میں دیکھا کہ میکائیل علیہ السلام کھڑے کپکپا رہے ہیں، میں نے کہا تمہارا یہی مقام ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں اگر میں اس جگہ سے سرِ مو بھی تجاوز کروں تو جل جاؤں گا۔ اس سے جب آگے چلا تو اسرافیل علیہ السلام کو دیکھا ان کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ہر روز تین مرتبہ دوزخ کی طرف عبرت سے دیکھتے ہیں اور خوف الٰہی سے اتنا روتے ہیں کہ اگر ان کے آنسوؤں کو جمع کئے جائیں اور زمین والوں پر ڈالے جائیں تو نوح علیہ السلام کے زمانے کی طرح طوفان اٹھ کھڑا ہو، جب میں ہزار ہا پردے طے کر چکا تو "روح فرشتہ" سے ملاقات ہوئی، جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہے:۔

"يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا" (جس دن روح اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہونگے)۔ انھوں نے بھی کہا اگر میں اپنے اس مقام سے بال برابر بھی آگے بڑھ جاؤں تو تجلی مجھے جلا کر خاک وسیاہ کر دیگی۔ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ: (ہم میں سے ہر ایک کیلئے مقام مقرر ہے، اگر سوئی کے ناکہ برابر بھی آگے قدم رکھیں تو جل جائیں)۔ یہ تو آپ کا ہی حصہ ہے آگے بڑھے چلے جایئے۔ اب تو میرے ساتھ جو فرشتہ تھا وہ بھی غائب ہو گیا اور بُراق بھی رہ گیا،

بجائے بُراق کے ایک زمردین تخت جس کا نام ''رَفرَف'' تھا اور جس کا نور سورج سے بدرجہا زیادہ تھا، مجھ کو اپنے اوپر سوار کرلیا، پھر خدا ہی جانتا ہے کہ کس قدر مقامات طے کرنے کے بعد عرش کے قریب پہنچا، عرش الٰہی کے انوار بیان سے باہر ہیں۔

عرش جب پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست ہوکر اس نے عرض کیا : الٰہی میں آپ کا دیدار دیکھنا چاہتا ہوں! اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا اے عرش! تو مجھ کو نہیں دیکھ سکتا، اے عرش! میرا وہ جمال اور وہ حسن جس کی میں چھپا چھپا کر حفاظت کرتا رہتا ہوں، سوائے اس یتیم کے جس کو میں اپنے ہاتھوں میں پالوں گا، کوئی دوسرا نہیں دیکھ سکتا تو منتظر رہ! میرے دیکھنے والے کو دیکھ لے گا۔

شب معراج میں جب حضرت رسول اللہ ﷺ عرش کے نزدیک پہنچے تو عرش نے حضرت سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری طرف توجہ فرمایئے ذرا مجھ پر نظر رحمت ڈالئے خدائے تعالیٰ کے پاس آپ کی سب سے زیادہ عزت ہے گو کہ میں سب مخلوق میں بڑا عظمت والا ہوں مگر سب مخلوق سے زیادہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، جب مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو اس کی ہیبت وجلال سے ہر وقت تھراتا تھا اور لرزتا تھا، میرے پایوں پر جب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' لکھا گیا تو اس کے مقدس نام کی ہیبت سے مجھ پر اور زیادہ خوف طاری ہوگیا، اس کے بعد جب اس کلمہ کے ساتھ ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا گیا تو میرے دل کا اضطراب خود بخود کم ہوگیا اور سکون واطمینان پیدا ہوا، آپ کے نام مبارک کی وجہ سے جب ایسی برکت ملی تو جس وقت آپ کی نظر جمیل مجھ پر پڑے گی تو بہت کچھ برکت پالوں گا۔

عرش کی یہ باتیں سماعت فرمانے کے بعد جب آگے بڑھے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہاں فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کررہے ہیں اور یہ دعاء بھی کرتے ہیں کہ :

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِمَنْ شَھِدَ الْجُمُعَۃَ (الٰہی جو جمعہ کی نماز پڑھے اس کی مغفرت فرما)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِمَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ (الٰہی اس کی بھی مغفرت فرما جو جمعہ کا غسل کرے)

اس کے بعد حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ عرش کے چاروں طرف یہ لکھا ہوا ہے :

(۱) اَنَا ذَاكِرُ مَنْ ذَكَرَنِىْ (میں اس کو یاد کرتا ہوں جو مجھ کو یاد کرتا ہے)

(۲) اَنَا مُحِبُّ مَنْ يُحِبُّنِىْ (میں اس کو دوست رکھتا ہوں جو مجھ کو دوست رکھتا ہے)

(۳) اَنَا اَزِيْدُ مَنْ شَكَرَنِىْ (جو میرا شکر کرے میں اس کی نعمت زیادہ کرتا ہوں)

(۴) اَنَا اُجِيْبُ مَنْ دَعَانِىْ (جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں)

میں نے عرش کے سیدھی طرف دیکھا کہ بہت سے منبر پیغمبروں کے ہیں اور عرش کے بائیں طرف صرف ایک ہی منبر ہے جو میرا ہے۔

میں نے عرض کیا الٰہی اور پیغمبروں کے منبر تو سیدھی طرف اور میرا منبر بائیں طرف؟ حکم ہوا یا محمد (ﷺ) جب قیامت قائم ہوگی تو نیکوں کو عرش کے سیدھی طرف سے جنت میں لے جائیں گے اور گنہگاروں کو عرش کے بائیں طرف سے دوزخ میں لے جائیں گے، گنہگار دوزخ میں جانے والے آپ کے سامنے سے گزریں گے، آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے اور میں ان کی مغفرت کروں گا۔ اگر آپ بھی سیدھے طرف ہوتے تو آپ کو خبر بھی نہ ہوتی اور گنہگار دوزخ میں پہنچ جاتے۔ جب میں عرش پر پہنچا تو تمام فرشتوں اور انسانوں کی آہٹ موقوف ہوگئی جس سے مجھے وحشت ہونے لگی، اس وقت مجھ کو ایک پکارنے والے نے ابوبکرؓ کی آواز میں پکارا کہ ٹھہر جایئے آپ کا رب صلوٰۃ میں مشغول ہے اس پر مجھے دو امر سے تعجب ہوا، ایک تو یہ کہ کیا ابوبکرؓ مجھ سے آگے بڑھ آئے ہیں، دوسرے یہ کہ میرے رب کو صلوٰۃ کی کیا ضرورت ہے، وہ تو بے نیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا اے محمد! میری مشغولیت صلوٰۃ پر آپ کو جو تعجب ہوا ہے اس کے لئے یہ آیت پڑھیئے۔

هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی، تا کہ تم کو اندھیروں سے نکال روشنی کی طرف لے جائے اور خدا مومنوں پر مہربان ہے)۔ میری صلوٰۃ سے

مراد رحمت ہے آپ کیلئے اور آپ کی امت کیلئے۔

## مضمون بالا پر ایک شبہ اور اس کا جواب :

رحمت الٰہی کے لئے آپ کو جو ٹھہرنے کا حکم ہوا اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ کیا آپ کا آگے بڑھنا نَعُوذُ بِاللّٰہِ اللہ تعالیٰ کو رحمت کے شغل سے مانع تھا؟ جیسے مخلوق کے لئے ایک شغل دوسرے شغل کے مانع ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ:

حضرت کو ٹھہرنے کا جو حکم ہوا وہ اسلئے ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت خاص رحمت فرمار ہے ہیں، آپ سیر کو منقطع فرما کر یکسوئی تام کے ساتھ اس رحمت کو اخذ فرمائیں۔

دوسرا تعجب جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے آواز پر ہوا تھا، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا چاہا تو ان کو وحشت ہونے لگی چونکہ وہ اپنی لاٹھی سے انس اور الفت رکھتے تھے، اس لئے ہم ان کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح بولے:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هِىَ عَصَاىَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىْ وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى۔

(موسیٰ تمہارے داھنے ہاتھ میں کیا ہے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یہ میری لاٹھی ہے، ٹیکا دیتا ہوں میں اس پر اور اپنی بکریوں پر اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اس لاٹھی میں اور بھی مقاصد ہیں)۔

موسیٰ عصا کے ذکر اور اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے ہماری عظمت اور جلال کی ہیبت سے محفوظ رہے۔ اسی طرح آپ کو یا محمدؐ آپ کے یار غار ابوبکرؓ سے چونکہ زیادہ اُنس و محبت ہے ایک فرشتہ ان کی صورت اور آواز کا میں نے پیدا کیا تھا، تا کہ اس کی آواز سننے سے آپ کی وحشت جاتی رہے اور یہ وحشت میری مراد سمجھنے سے مانع نہ ہو۔

حضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ سے خطاب شروع ہوا:

"اُدنُ مِنّی" (میرے محمد میرے قریب ہو جاؤ) اس آواز پر میں قدم اٹھاتا تھا ہر قدم پر اتنی مسافت طے ہوتی تھی جتنی زمین سے عرش تک ہے، پھر خطاب آتا تھا "اُدنُ مِنّی" ہزار مرتبہ اسی طرح خطاب ہوتا رہا اور میں مسافت طے کرتا رہا۔

## حضور ﷺ کی محویت جمالِ الٰہی کی ایک حکایت سے تشریح :

حکایت: لیلیٰ نے چاہا کہ مجنوں کو آزمائے۔ حسین لونڈیوں کو بناؤ سنگھار کر کے مجنوں کے پاس بھیجا کہ دیکھیں مجنوں ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ نہیں؟ ہائے مجنوں کا کیا کوئی معمولی عشق تھا! وہ ادھر بالکل متوجہ نہ ہوا اور کہا اے لیلیٰ! میں تیرے عشق کے سامنے سارے جہاں کو جَو برابر نہیں سمجھتا، اس کے بعد لیلیٰ خود سامنے آ گئی۔

ایسا ہی مقام قدس ہے جہاں فرشتوں کے انوار چمک رہے ہیں، جبروت کے راز ظاہر ہو رہے ہیں، عرش سے ساتویں زمین تک سب سامنے ہے جنت اور دوزخ نظر آ رہی ہیں، سینکڑوں مشتاقانِ جمالِ حضور ﷺ ایک نگاہ کے امیدوار ہیں، ارواح قدسیہ بچھے جا رہے ہیں، دو جہاں قبول کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔

مگر اللہ رے استقلال و ادبِ مصطفوی ﷺ! کسی طرف حضور نے نگاہِ شوق اٹھا کر بھی نہیں دیکھی، اس لئے خود خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے آفریں و مرحبا میرے محمّد "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" (آپ کی نظر سوائے جمال محبوب کے کسی پر نہ پڑی) لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی (آیات قدرت دیکھ چکے، آیت کبریٰ یعنی ہمارا دیدار دیکھئے)۔

میرے پیارے! کوئی کریم کسی معزز کو دعوت دے کر بلائے، کوئی دوست کسی دوست کو اپنے محل میں مہمان بلا کر رکھے، پھر چھپے اور سامنے نہ آئے یہ عادت کریموں کی نہیں ہے اس لئے ہم اب تم سے نہیں چھپتے۔

جس دیدار کی سارے عالم کو تمنا تھی ، موسیٰ نے جس دیدار کیلئے "رَبِّ اَرِنِی" کہہ کر "لَنْ تَرَانِیْ" سنا تھا آؤ یہ تمہارا حق ہے ہم سامنے آتے ہیں ہم کو دیکھو۔

اللہ اللہ کیسا مبارک وقت ہے! رسول اللہ ﷺ عرش پر ہیں، اللہ تعالیٰ برآمد ہے، حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو رہے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

گُلے بردند زیں دہلیزۂ پست بداں درگاہ والا دست بر دست

ترجمہ :- ایک پھول (یعنی رسول اللہ ﷺ کو) لے گئے اس دنیا سے، اس بلند دربار میں ہاتھوں ہاتھ۔

مکانے یافت خالی از مکاں نیز کہ تن محرم نہ بود آنجا و جاں نیز

ترجمہ :- ایسا مقام پایا جو خالی تھا مکانیت سے، کہ تن وہاں محرم نہیں تھا اور جان بھی۔

بدیدہ آنچہ از دیدن بروں بود مپرس از ما کیفیت کہ چوں بود

ترجمہ :- دیکھے وہ جو دیکھنے سے باہر تھا۔ ہم سے مت پوچھو کہ وہ کیا کیفیت تھی۔

منہ جامی ز حدِ خود بروں پا و زیں دریائے جاں فرسا بروں آ

ترجمہ :- جامی اپنے حد سے باہر قدم مت رکھو۔ یہ جان لینے والے دریا سے باہر آؤ۔

دریں مشہد ز گویائی مزن دم سخن را ختم کن واللہ اعلم

ترجمہ :- اس مقام میں کچھ گفتگو مت کرو بات ختم کردو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کیا کیا ہوا۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ عرش پر ہیں، دیدار ہو رہا ہے دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کسی مصاحب سے تخلیہ کرتا ہے تو اس کے راز کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتیں۔

دوستو! یہ تو خدا اور رسول میں تخلیہ ہو رہا ہے، ان دونوں میں جو راز کی باتیں ہوئیں، ان کی مقرب فرشتوں کو بھی خبر نہیں تو آپ اور ہم کو کیا خبر ہو سکتی ہے۔

کیسے ممکن ہے کہ حالات کھلیں تخلیہ کے　　　شوق دیدار کے طے ہوگئے سارے قصے
جبکہ قوسین کے گوشہ میں ملاقات ہوئی　　　کون کہ سکتا ہے ان دونوں میں کیا بات ہوئی

نہ خدائے تعالیٰ کو منظور ہے کہ وہ راز کھلے اور نہ وہ راز کے سننے کی کسی کو طاقت ہے اگر تمام اولین و آخرین پر وہ راز ظاہر کیا جائے تو اس کا بوجھ نہیں سنبھال سکیں گے، سب کے سب مرجائیں گے، یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی دل مُبارک ہے اور خدائے تعالیٰ نے حضرت کو کچھ ایسی قوت ربانی، ملکوتی اور لاہوتی دی تھی کہ حضور ﷺ نے اس راز کو سنا اور برداشت فرمالیا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان راز کی باتوں کو چھپا چھپا کر فرمایا ہے "فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى" (خدائے تعالیٰ کو اپنے بندہ پر جو وحی کرنا منظور تھا وہ وحی کی) نہ تم اس راز کو سن سکتے ہو، نہ ہم سے پوچھ سکتے ہو کہ وہ کیا راز تھا:

اکنوں کراد ماغ کہ پرسد ز باغبان　　　بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

ترجمہ :- بلبل نے کیا کہا اور پھول نے کیا سنا اور صبا نے کیا کیا کس کو یہ حوصلہ ہے کہ پوچھے باغباں سے۔ ہاں ہم کو یہ دکھانا منظور ہے کہ دیکھو ہمارے حبیب کی ہمارے پاس کیا عزّت ہے۔

اتنی محبوب کی خاطر ہے یہ دکھلانا تھا　　　راز مخفی یہ کسی نے بھی نہیں جانا تھا

بہت سوچتے سوچتے سے اگر معلوم ہوتا ہے تو یہ ہے کہ:

فقط اس رات کی خاطر ہی بناتھا عالم　　　بعد ایک مدت بسیار کے یہ سمجھے ہم

تخلیہ میں بادشاہوں کے دو طرح کی باتیں ہوتی ہیں، جو راز ہے وہ تو کسی پر نہیں کھل سکتا، راز کے سوا اور باتیں بھی ہوتی ہیں، اس کی اطلاع عوام کو ہوسکتی ہے ایسا ہی راز کے سوا اور جو باتیں خدا اور رسول میں ہوئیں، اور ان کی اطلاع ہم کو دی گئی، ان میں سے کچھ تھوڑی لکھی جاتی ہیں:

جب باتیں شروع ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمد (ﷺ) میرے لئے کیا تحفہ لائے ہو؟

حضور ﷺ کا معروضہ: حضور ﷺ نے عرض کیا "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ" میرے اور میری امت کے بدن کی ساری عبادتیں اور مال کی ساری عبادتیں اور دل و زبان کی ساری عبادتیں، آج میں تیری نذر گزرانتا ہوں، میرے خدا یہی میں آپ کے لئے تحفہ لایا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! میں نے تمہاری نذر کو قبول کیا، خوش ہو کر میں اپنا سلام تم پر نثار کرتا ہو" اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ" میرا سلام، میری رحمت اور میری برکتیں تم پر ہوں اے میرے نبی۔

حضور ﷺ کا معروضہ: اسی وقت آپ نے عرض کیا "اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ"

الٰہی آپ کا سلام ہم پر اور آپ کے سارے نیک صالحین بندوں پر۔

(حضرت رسول اللہ ﷺ کی شفقت تو دیکھئے اللہ تعالیٰ کا سلام اپنے اوپر جمع کے صیغہ سے لیا، پھر نیک بندوں کا الگ ذکر کیا، اس جمع کے صیغہ میں حضرت ﷺ نے امت کے گنہگار، ناکارہ لوگوں کو بھی اپنے دامن میں چھپالیا، اور اللہ تعالیٰ کے سلام کا مستحق بنادیا ورنہ کجا اللہ تعالیٰ کا سلام اور کجا ہم گنہگار، اسی آقائے نامدار سے امید ہے کہ کل قیامت کے دن بھی ہم گنہگاروں کو اپنے دامن میں چھپا کر جنت میں داخل کریں گے۔

چہ غم دیوار امت راکہ دارد چوں تو پشتیباں

چہ باک از موج بحر آں راکہ باشد نوح کشتیباں

ترجمہ :- دیوار امت کو کیا غم ہے کہ آپ جیسا حمایتی اس کو ملا ہے کیا خوف ہے دریا کے موجوں سے اس کو جس کی کشتی چلانے والے نوح علیہ السلام ہوں)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمد! یہاں تو سوائے آپ کے کوئی نہیں پھر "عَلَيْنَا" کہنا کیا بات ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ: الٰہی! اگرچہ اس وقت بظاہر کوئی میرے ساتھ نہیں، مگر میری امت میری جان میں ہے، ہمیشہ میری نظر عنایت ان پر ہے، تیرے سلام سے میں تمام مکروہات سے محفوظ ہوا، اور میرے امتی جو قیامت تک بلاء وفتنوں میں ڈوبے ہوئے ہوں گے، ان کو کیوں کر چھوڑوں، تیرے سلام میں شریک کرکے ان کو بھی امن دلانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمد! میں نے جبرئیل تک کو اس وقت نہیں رکھا اور تم اپنی امت کو اس وقت شریک کررہے ہو۔ میرے محمد! تم نے تین چیزوں کا تحفہ پیش کیا :

(۱) تحیات (۲) صلوات (۳) طیبات۔

میں اس کے بدلے میں چار چیزیں تم کو عطاء کرتا ہوں :

(۱) سلامت (۲) نبوت (۳) رحمت (۴) برکات۔

تین کو مفرد رکھا اور برکت کو جمع، تاکہ تم کو معلوم ہو کہ برکت ابد الآباد تک ترقی میں رہے۔ جیسا کہ آپ نے "عَلَيْنَا" کے ضمن میں امت کو بھی شامل رکھا، ایسا ہی آپ کے ضمن میں قیامت تک برکتیں آپ کی امت پر نازل ہوتی رہیں گی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت سے رحمت و برکت کا ذکر اس لئے نہیں فرمایا کہ خدا کی رحمت تو اس امت پر ہے ہی، جس کی دلیل "كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ" (تمہارے پروردگار نے (بندوں پر) رحمت کرنا (ازخود) اپنے اوپر لازم کرلیا ہے) اور برکت بھی پہلے ہی عطا کرچکا ہے۔ فرماتا ہے "تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ" (برکت والا ہے وہ اللہ جس کے قبضہ وقدرت میں سارا جہاں ہے) اب صرف سلام رہ گیا تھا "اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا" فرما کر سب کو اس میں شریک فرمالیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب آپ نے اپنی امت کو ہمارے سلام میں شریک فرمالیا تو ہم آپ کی خاطر جب تک وہ زندہ رہیں گے، ہر سال شب قدر میں ان پر سلام بھیجتے رہیں گے۔ "سَلٰمٌ هِىَ

حَتّٰی مَطْلَعِ الفَجْرِ" (سلام نازل ہوتے رہتا ہے طلوع فجر تک ) اوران کے مرنے کے بعد جب وہ قبر کے تنگ گڑھے میں پڑے ہوں گے، میرا اسلام ان کو پہنچتا رہے گا " سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ " (سلام ارشاد ہوتا رہے گا رب رحیم کی طرف سے ) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا " اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ " اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کی گواہی دی کہ میں کیسا اکیلا خدا ہوں اور کیسا نبی بنایا اوران کے طفیل سے ان کی امت کو کس درجہ پر پہنچایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمد! آپ کو میرے پاس یہ شرف اور بزرگی کس چیز سے ملی۔

**حضور ﷺ کا معروضہ :** اے میرے رب عبدیت کے سبب سے " اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ " اے میرے اللہ جس طرح تیری عزت، وحدانیت اور ربوبیت سے ہے، اسی طرح میری عزت عبدیت سے ہے۔

**اللہ تعالیٰ کا ارشاد:** میرے محمد! جب کوئی سفر سے گھر واپس ہوتا ہے تو دوستوں کے لئے تحفے لے جاتا ہے، آپ معراج سے واپس ہورہے ہیں تو اپنی امت کیلئے میں نے جو کہا اور اس کے جواب میں آپ نے جو کہا یہ تحفہ لیتے جایئے اور فرمایئے کہ اس کو سب امتی نماز میں پڑھا کریں اور سعادت ابدی اس طرح حاصل کریں۔

جب آپ کا کوئی امتی قعدہ میں کہے گا "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ" میں کہوں گا میرے بندے نے میری تعریف کی، میں بھی قیامت میں اے بندے تیری تعریف کروں گا "تَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ" (تحیت ان کی سلام رہے گی)۔

جب بندہ کہے "وَالصَّلَوٰاتُ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بھی تجھ پر صلوۃ بھیجتا ہوں "ھُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ" (اللہ وہ ہے جو صلوۃ یعنی رحمت بھیجتا ہے تم پر)۔

جب بندہ کہتا ہے "وَالطَّیِّبَاتُ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بھی تجھ کو پاک کیا

"وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ" (پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں) "وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ" (اور پاک اور عمدہ محلات ہمیشہ رہنے کے جنت میں ہوں گے)۔

جب بندہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ" کہتا ہے اللہ تعالیٰ اور ماتا ہے میں بھی تجھ کو سلام کرتا ہوں، دنیا کی کثافت سے تم میرا اسلام نہیں سن سکتے، مرنے کے بعد جب تمہارے کان صاف ہو جائیں گے تو تم میرا اسلام سنتے رہو گے۔

جب بندہ "اَيُّهَا النَّبِيُّ" کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ جس نبی پر تو سلام بھیج رہا ہے، اس نبی کو میں تیری شفاعت کیلئے کھڑا کروں گا اور ان کی شفاعت قبول کروں گا "يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ" (جس دن نہیں رسوا کرے گا اللہ تعالیٰ نبی کو)۔

جب بندہ "وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تجھ پر بھی رحمت کرتا ہوں "كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ" (اللہ تعالیٰ نے اپنے پر رحمت کرنا واجب کرلیا ہے)۔

جب بندہ "وَبَرَكَاتُهٗ" کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بھی تجھ کو برکت دیتا ہوں "بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ" (برکتیں نازل ہوتے ہیں تم پر اور ان لوگوں پر بھی جو آپ کے ساتھ ہیں)۔

جب بندہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا" کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دنیا میں تجھ پر سلام بھیجتا ہوں "مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ" (ہر معاملہ میں تجھ پر سلامتی نازل ہوتی رہے گی)۔

جب بندہ کہتا ہے "وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام فرشتوں اور ہر بندہ صالح کی گنتی کے موافق تجھ کو نیکی دیتا ہوں۔

جب بندہ کہتا ہے "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندے! جب تو میرا ہو گیا تو میں بھی تیرا ہوں، ہمیشہ تیرے ساتھ ہوں "وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا" (ان کی رفاقت بہت اچھی رفاقت ہے)

جب بندہ کہتا ہے "وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے! میں تیرا ضامن ہوں کہ محمد ﷺ کو تیری شفاعت کیلئے کھڑا کروں گا۔

☆☆☆☆

یہاں اُنس کا ذکر آتا ہے اس لئے اُنس کی صراحت تمہید میں کی جاتی ہے:

● **تمہید :-**

**خوف** : جب محبت الٰہی بڑھتے بڑھتے کامل ہوجاتی ہے تو اس وقت کئی احوال پیش آتے ہیں، اگر خدائے تعالیٰ کی عزت اور استغنائی اور بے پروائی پر نظر پڑتی ہے، اور یہ خیال ہوتا ہے کہ کیا معلوم کس بات سے ناراض ہوجاتے ہیں، اور کس وقت اپنے سے جدا کردیتے ہیں، یہ خیال جب آتا ہے تو خوف طاری ہوجاتا ہے، صحابہ محبت کے اس مقام پر پہونچے ہوئے تھے، نام لے کر کہا جاتا تھا ابوبکرؓ تم جنتی، عمرؓ تم جنتی، عثمانؓ تم جنتی، علیؓ تم جنتی۔ مگر ہائے دل میں وہ خوف بھرا ہوا تھا جو معمولی شخص کے دل میں بھی نہ ہوگا، ابوبکرؓ! کون ابوبکرؓ جن کی شان میں حضرت ﷺ فرماتے ہیں جو میرے سینہ میں تھا وہ سب ابوبکرؓ کے سینے میں ڈال دیا۔ ایسے ابوبکر صدیقؓ ہیں کہ ایک کونے میں بیٹھ کر زبان پکڑ پکڑ کر کھینچ رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کیا کروں، یہ زبان مجھ کو ہلاکت میں ڈال رہی ہے، اصل یہ ہے کہ ان کو خدا سے عشق تھا اور ہم کورے ہیں۔

● **عشق است و ہزار بدگمانی** : عشق و محبت کا خاصہ ہے کہ بہت دور دور کے وسوسے سوجھتے ہیں کہ فلاں بات سے میرا محبوب خفا تو نہیں ہوا ہوگا، یا فلاں بات تو اس کو ناپسند نہیں ہوئی ہوگی دنیا میں کسی سے ذرا محبت تو ہونے دو، پھر دیکھو کہ دل میں کیسے کیسے وسوسے آتے ہیں، کہیں اس سے ناراض تو نہیں ہوئے ہوں گے، اور کہیں میری اس بات سے بگڑے تو نہیں ہوں گے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایسے صحابی تھے، جن کو حضرت ﷺ نے منافقین کے بارے میں راز

عمرؓ ! کون عمرؓ، جن کی شان میں حضرت ﷺ نے فرمایا ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا''۔ جس راہ سے عمر گزریں شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ ایسی شان والے عمرؓ، حذیفہؓ کو تنہائی میں بلا کر پوچھتے ہیں۔ حذیفہؓ ! سچ بولو کہ حضرت نے منافقوں میں میرا نام تو نہیں لیا؟ حذیفہؓ نے قسم کھا کر کہا کہ ''واللہ! آپ کا نام منافقوں میں نہیں ہے''۔ اس وقت ان کو تسلی ہوتی ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اتنا روتے اتنا روتے کہ آنسو پرنالہ سے بہتے۔ ایک شخص نیچے سے گزرا، اس کے کپڑوں پر آنسو کا پانی گرا، وہ پکارا اے پانی گرانے والے یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بھائی! کپڑا دھولے، یہ گنہگار کی آنکھ کا پانی ہے''۔ غرض کبھی تو محبت میں اس طرح کا خوف پیدا ہوتا ہے، ایسا شخص ہمیشہ روتا رہتا ہے۔

- **شوق :** کبھی محبت میں بے چینی بڑھ جاتی ہے اور دیدار کی طلب تڑپاتی ہے تو اس کو شوق کہتے ہیں۔ کوئی خدا کا عاشق جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو ہزار "لَنْ تَرَانِیْ" سنائیں طلب کئے ہی جاتا ہے۔

- **اُنس :** کسی کو دل کی آنکھ سے مشاہدہ ہو چکا ہو تو اس سے جو فرحت دل کو ہوتی ہے۔ اس وقت آپے سے باہر ہو کر لاڈ کرنے لگتا ہے، اس کو اُنس کہتے ہیں۔ اس وقت مخلوق سے بھاگتا ہے جیسے بچہ ماں پر لاڈ کرتا ہے ایسا ہی یہ اللہ تعالیٰ پر لاڈ کرتا رہتا ہے۔ گو ہمیشہ ماں کے دل میں محبت رہتی ہے مگر کبھی بچہ کا لاڈ سن کر خوش ہوتی ہے اور برداشت کرتی ہے اور کبھی برداشت نہیں کرتی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے لاڈ سے کبھی خوش ہوتا ہے اور کبھی بار خاطر ہونے کی وجہ سے تکلیف پہنچاتا ہے۔ اگر کسی کو یہ مقام حاصل نہ ہو صرف نقل کر کے ویسے الفاظ کہے تو کافر ہو جائے۔

**حکایت:** - موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بہت بڑا قحط پڑا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ستر ہزار بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر دعاء کی، مگر دعاء قبول نہ ہوئی موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی اے موسیٰ! کیسے دعاء قبول کروں، گناہوں سے تو ان کے دل تاریک ہو گئے ہیں، مجھ سے مانگتے ہیں مگر مجھ پر یقین نہیں، مجھے بڑا کہتے ہیں میرا خوف نہیں، موسیٰ! اگر چاہتے ہو کہ دعاء قبول ہی ہو تو ہمارا ایک خاص بندہ ہے جس کا نام ''برخ'' ہے اس سے دعاء کراؤ تو اس کی دعاء قبول ہوگی، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی وہ کہاں ہے؟ جواب ملا ہم نہیں بتلاتے ڈھونڈ لو، موسیٰ علیہ السلام ڈھونڈ تے ڈھونڈ تے پھرے، ایک روز راہ میں ایک غلام سیاہ فام ملا، جس کے چہرہ سے نورِ محبت چمک رہا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہچان لیا اور فرمایا:

مدّتے بود کہ مشتاق لقایت بودم

ترجمہ:- ایک مدت سے میں تمہارے ملنے کا مشتاق تھا۔

اور فرمایا آپ کا کیا نام ہے؟ انھوں نے جواب دیا مجھے ''برخ'' کہتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اہاہا! آپ ہی ہیں، ہم بہت مدت سے آپ کے لئے حیران تھے، انھوں نے پوچھا مجھ سے کیا کام ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنے پروردگار سے کہہ کر پانی برسایئے، وہ چلے اور بڑے ذوق اور شوق سے کہنے لگے۔

الٰہی! تیرا تو آگے یہ حال نہ تھا، اور یہ کام تیرے نہ تھے، تیری ذات سے اور تیرے حلم سے بہت بعید ہے، کیوں اتنی مدت سے پانی بند کر دیا، آخر اس کا سبب کیا ہے۔

سب بلبلا رہے ہیں، اور آپ کسی کی سنتے ہی نہیں، سب مر رہے ہیں اور آپ آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہی نہیں، ایسی بھی بے پروائی کس کام کی، الٰہی مجھے بتا کیا تیرے چشمے سوکھ گئے، یا ہوا تیرے اختیار میں نہیں رہی، یا جو کچھ تیرے پاس تھا وہ ختم ہو چکا، تیرے پانی کے خزانے سوکھ گئے، یا تو نے سخاوت چھوڑ دی، اس قدر بھی غصہ کس کام کا، لوگ مر رہے ہیں، اور آپ کو پرواہی نہیں،

ایسی خفگی کرنا تھا تو آپ نے اپنا نام ''غَــفَّــارُ'' کیوں رکھا، آپ تو یہ کہتے ہیں کہ میں نے گنہگاروں سے پہلے رحمت کو پیدا کیا، اب وہ رحمت کہاں گئی، ہم سے کہتے ہیں سب پر نرمی کرو، اور آپ کو اس قدر غصہ، الٰہی! چھوڑوں گا نہیں، بتا کیا کسی نے تیرا ہاتھ رحمت کرنے سے روک دیا ہے، کیا تجھے کسی کا خوف ہے، یا اس سے تو ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو وقت نکل جائے، اور میں اپنا بدلہ گنہگاروں سے نہ لے سکوں، سزا دینے میں ایسی بھی جلدی کس کام کی، الٰہی! تو بڑا ہے، بڑوں کو چھوٹوں کی برائیوں پر نظر نہیں کرنا چاہیے تو اپنی ذات کو دیکھ، ان کمبخت گنہگاروں کے طرف کیوں خیال کرتا ہے، اگر انھوں نے گناہ کیا تو تیرا کیا بگاڑا، کیا تیری خدائی میں ان کے گناہ سے کچھ خلل آ گیا، ان کے گناہ سے کیا تیری شان گھٹ گئی، الٰہی! دیر نہ کر جلدی پانی برسا نہیں تو کچھ اور بولوں گا۔''

یہ کہنے بھی نہیں پائے تھے کہ اس زور سے پانی برسا کہ قحط دور ہو گیا، جاتے جاتے کہا ہاں! اب تو نے اپنے شایانِ شان کام کیا، خدا کو ایسا ہی کرنا چاھیئے، موسیٰ علیہ السلام جب ان کے پاس آئے تو کہا موسیٰ دیکھا کس طرح لڑ جھگڑ کر ہم نے اپنے خدا سے پانی برسا لیا۔ دیکھو موسیٰؑ کیسا منصف خدا ہے قائل ہو گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آ گیا، چاہا کہ اس بے ادبی پر ماریں، حکم آیا موسیٰ یہ کیا کرتے ہو، ارے اس دیوانے کو جانے دو، ایسی باتیں کر کے دن میں کئی دفعہ ہم کو ہنساتا ہے تم کو تمہارے کام سے کام، وہ تو ہو گیا، تم کو ان کی باتوں سے کیا کام، یہ جانے یا ہم جانیں:

موسیا آداب دانا دیگر اند سوختہ جاں ور داناں دیگر اند

ترجمہ:- اے موسیٰ ادب کرنے والے اور لوگ ہوتے ہیں، دل جلے اور لوگ ہوتے ہیں۔

ہوشیاروں کا سلیقہ اور ہے دل جلوں کا اور ہی کچھ طور ہے

دوستو! دور پڑے لوگوں پر مقام انس ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کس مقام میں ہیں اور کس حالت میں ہیں، جس قدر انس ہو کم ہے مگر آپ ہی کا ظرف ہے کہ اپنے کو سنبھالے ہوئے ہیں، پھر بھی مقام انس کی باتیں آپ ہی سے سرزد ہونے لگیں۔

حضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی باتیں پوچھیں جن کا اب خیال کرتا ہوں تو پشیمانی ہوتی ہے۔ چونکہ اس وقت آپ مقام اُنس میں تھے اس لئے آپ نے عرض کیا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! جبرئیل علیہ السلام کو چھ لاکھ پر دیا، مجھ کو اس کے مقابلہ میں کیا دیا؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : میرے محمدؐ ! تمہارا ایک بال میرے نزدیک جبرئیل علیہ السلام کے چھ لاکھ پروں سے افضل ہے، میرے محمدؐ ! تمہارے ایک بال کے بدلے ایک لاکھ گنہگار کل دوزخ کی آگ سے آزاد کروں گا۔ میرے محمدؐ! جب جبرئیل اپنے پر کھولتے ہیں مشرق سے مغرب گھیر لیتے ہیں، جب آپ اپنے بال ہاتھ میں لے کر شفاعت کریں گے تو مشرق سے مغرب تک جتنے گنہگار ہوں سب کو بخش دوں گا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: اِلٰہی ! آپ نے آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنایا، مجھے اس کے مقابلہ میں کیا دیا؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! وہ سجدہ بھی تمہارے ہی نور کے سبب سے تھا جو ان کے پیشانی میں تھا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: اِلٰہی! آدم علیہ السلام کو آپ نے بہشت میں رکھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: آدم کو بہشت میں رکھا اور پھر نکال دیا، آپ کو اور آپ کی امت کو اس طرح جنت میں لاؤں گا کہ پھر ہرگز نہیں نکالوں گا آدم کو نکالا تو ''عَصٰیٓ اٰدَمُ رَبَّہٗ '' (آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی) تمام جنت میں شہرہ ہوگیا، آپ کی وہ عزت جنت میں ہے کہ ہر جگہ آپ کا نام کندہ ہے۔

الٰہی! تو ادریس علیہ السلام کو مکان اعلیٰ میں لے گیا۔

حضور ﷺ کا معروضہ :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! میں تم کو عرش پر لے آیا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! تو نے نوح علیہ السلام کو کشتی دی جس میں تختے جڑے ہوئے تھے، مجھ کو اور میری امت کو کیا دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! آپ کو براق دیا، جس نے ایک رات میں زمین سے عرش تک پہنچا دیا، اور آپ کی امت کو مسجدیں دیں، دوزخ کے دریائے آتش کو جب تموج ہوگا آپ کے امتیوں کے لئے مسجدیں کشتی کا کام دیں گے، پلک مارتے دوزخ سے پار کردیں گی۔

حضور ﷺ کا معروضہ : الٰہی! ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے سلامت بچالیا، آگ کو ان پر گلستان کردیا، اوران کو خلیل بنایا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمد ﷺ! دوزخ کی آگ کو آپ پر اور آپ کی امت پر گلستاں بنا کر صحیح وسلامت پار کردوں گا اور طاعت وعبادت کے بعد ابراہیم کو خلیل بنایا، آپ کی اُمّت کو باوجود گناہوں کے توبہ کرتے ہی خلیل بنادوں گا۔ ''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ '' (اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! اسماعیل علیہ السلام کو تو نے دنبہ فدیہ کے لئے دیا مجھ کو کیا دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : یہودیوں اور ترسائیوں (آتش پرستوں) کو آپ کی امت کا فدیہ بنا کر دوزخ میں داخل کروں گا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! صالح علیہ السلام کو ناقہ (اونٹنی) دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: آپ کو مدینہ دیا اور قرآن دے کر مکرم کیا، اور یہ اس ناقہ سے بہتر ہے جس

کی وجہ سے عذاب اترا تھا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! تو نے لوط علیہ السلام کو ان کی بدکار قوم سے اندھیری رات میں نجات دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! ہجرت کے دن اندھیری رات میں مکہ کے کافروں سے آپ کو اس طرح نجات دوں گا، لوط علیہ السلام نے تو چھپ کر نجات پائی، آپ کو سب کافروں پر ایک مٹھی مٹی پھکوا کر سب کو اندھا بنا کر سب کے سامنے سے نجات دوں گا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! ھُود علیہ السلام کو تو نے ایسی ہوا دی تھی کہ ادھر کافروں کو ہلاک کر رہی تھی تو ان کے مسلمانوں کو راحت پہنچا رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! آپ کی امت کے لئے اس سے بہتر یہ ہوگا کہ جب کافر اور آپ کے مسلمان پل صراط پر سے گزریں گے تو ایک ایسی ہوا چلاؤں گا کہ کافروں کو دوزخ میں گرا دیگی اور آپ کی امت کو پل صراط پر چلنے میں مدد دے کر بہت جلد پل صراط پر سے پار کر دے گی۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! موسیٰ علیہ السلام کو تو نے کلیم بنایا، اور ان سے باتیں کیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! موسیٰ سے طور پر باتیں کی تھیں، تم سے تو عرش پر۔

حضور ﷺ کا معروضہ :الٰہی! موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! تم کو ''آيَةُ الكُرسِىّ'' دی جو اس سے افضل ہے۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! موسیٰ علیہ السلام کو مع ان کی قوم کے دریا سے پار کیا کہ کسی کے قدم تک نہ بھیگے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : میرے محمدؐ ! کل قیامت میں آپ کی امت کو دوزخ پر سے ایسا گزارونگا

کہ تر دامنوں کے دامن خشک نہ ہونگے۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! موسیٰ علیہ السلام کو تو عصا دیا جس نے جادوگروں کے ہزارہا گناہوں کو نابود کر دیا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! موسیٰ علیہ السلام کو تو نے ایک ایسا پتھر دیا کہ اس سے بارہ چشمے بہے جن سے ان کی امت سیراب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! تم کو کوثر دیا، جس سے کروڑہا پیاسے گنہگار قیامت کے میدان میں سیراب ہوجائیں گے۔ میرے محمدؐ! تم ہی بتاؤ وہ بہتر ہے یا یہ کوثر۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! تو نے داود علیہ السلام کو زبور دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! تم کو سورۂ انعام دیا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! داود علیہ السلام کو ایسا معجزہ دیا کہ لوہا موم کی طرح نرم ہوجاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! آپ کو یہ معجزہ دیا کہ شدید کافر، جن کے دل پتھر کے مانند سخت تھے ان کے دلوں کو موم کی طرح نرم کر دیا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! داود علیہ السلام کو خلیفہ بنایا "يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيفَةً فِى الْاَرْضِ" (اے داود ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنا کر بھیجا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! آپ کی امت کو بھی خلیفہ بنایا "جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ" (ہم نے تم کو خلیفہ بنایا ہے زمین میں)۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! تو نے سلیمان علیہ السلام کو بہت بڑا ملک دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! تم کو بہت بڑی نبوت دی۔

حضور ﷺ کا معروضہ : الٰہی تونے ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے تابع کیا جو ایک رات دن میں ایک مہینہ کا راستہ طے کر جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ ! تم کو براق دیا کہ جس نے پلک مارتے زمین سے ساتوں آسماں تک پہنچادیا، اور کروڑ ہا کروڑ برس کا راستہ لمحوں میں طے کر دیا۔ میرے محمدؐ! براق بہتر ہے یا سلیمان کی ہوا؟

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! یونس علیہ السلام کو تین اندھیروں سے نجات دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ! آپ کی امت کو قبر ، قیامت ، پل صراط، تین اندھیریوں سے نجات دوں گا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی ! خضر علیہ السلام کو چشمۂ آب حیات دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ ! آپ کی امت کو جنت میں چشمۂ سلسبیل دوں گا۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی! عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ ! میں نے آپ کو سورۂ اخلاص دی۔

حضور ﷺ کا معروضہ: الٰہی ! عیسیٰ علیہ السلام کو مائدہ (خوان) دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمد ! آپ کی امت کو قیامت کے دن عرش کے نیچے مائدہ دے کر دعوت کروں گا وہ مائدہ امت عیسیٰ کے لئے سبب عذاب ہوا، اور اس مائدہ کے بعد جنت ہے۔

حضور ﷺ کا معروضہ : الٰہی ! تو عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر لے گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: میرے محمدؐ !آپ کو عرش پر لے آیا۔

ملاء اعلیٰ کے فرشتے چند باتوں میں ایک زمانہ سے بحث کررہے تھے کوئی جواب فرشتوں کے سمجھ میں نہیں آتا تھا، جب رسول اللہ ﷺ عرش پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے باتیں ہونے لگیں تو اس کا بھی ذکر آیا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا : میرے محمدؐ ! ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن باتوں میں آپس میں بحث کرتے رہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا : الٰہی! تو دانا ہے اور تو ہی واقف ہے۔ مجھ کو نہیں معلوم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک ہاتھ میرے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں رکھا، جس سے میں نے ٹھنڈک اور عجب مزہ و راحت اپنے سینہ میں پایا، اس کے بعد اولین و آخرین کا علم مجھ پر کھل گیا، اور زمین و آسمان میں جو کچھ غائب ہے سب مجھ پر ظاہر ہو گیا۔

پھر مجھ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا: میرے محمدؐ ! ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن باتوں میں بحث کرتے رہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: الٰہی! چار باتوں میں بحث کرتے رہتے ہیں:

(۱) کفارات یعنی گناہوں کے مٹانے والی کونسی چیزیں ہیں؟

(۲) نجات دینے والی کونسی چیزیں ہیں؟

(۳) درجہ بڑھانے والی کونسی چیزیں ہیں؟

(۴) ہلاک کرنے والی کونسی چیزیں ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : سچ کہتے ہو میرے محمدؐ !

# ٭ باب چہارم

چوتھا باب ان واقعات کے بیان میں جو عرش سے مکہ معظمہ واپس تشریف لانے تک پیش آئے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میں عرش سے واپس ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے فرشتو! "حَلَّالُ الْمُشْكِلَاتِ" آگئے ہیں تمہاری جو بھی مشکل ہو حل کرلو۔ ایک مدت سے جس کے منتظر تھے اب وہ جواب سن لو۔

اسرفیل علیہ السلام آگے آئے عرض کی : یارسول اللہ ﷺ كَفَّارَات یعنی گناہوں سے مٹانے والی کونسی چیزیں ہیں؟

حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کفَّارَات گناہوں کو مٹانے والی تین چیزیں ہیں:

(۱) "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِی الْبَرْدَاتِ" (وضوء کے اعضاء میں اچھی طرح پانی گرمیوں کے موسم کی طرح جاڑے کے زمانے میں بھی پہنچانا)۔

(۲) "مَشْیُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ" (نماز کی جماعتوں کے لئے پاؤں سے چلتے ہوئے جانا)۔

(۳) "اِنْتِظَارُ الصَّلَوَاتِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ" (نماز کا انتظار کرنا نمازوں کے بعد)۔

یہ تین چیزیں گناہوں کو مٹانے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمدؐ سچ کہتے ہیں۔

میکائیل علیہ السلام آگے بڑھے عرض کیا : درجہ بڑھانے والی کونسی چیزیں ہیں؟

حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں :

(۱) "اِطْعَامُ الطَّعَامِ" (مسافروں اور غریبوں کو اپنی حیثیت کے موافق کھانا کھلانا)۔

(۲) "اِفْشَاءُ السَّلَامِ" (اپنے اور بیگانوں کو "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہہ کر سلام کہنا)۔

(۳) ''اَلصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ'' (لوگ سوتے ہوئے ہوں، ایسے وقت میں نماز تہجد پڑھنا)

یہ تین کام درجہ بڑھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سچ کہتے ہیں میرے محمدؐ !

جبرئیل علیہ السلام آگے آئے، عرض کیا نجات دلانے والی کونسی چیزیں ہیں؟

حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں :

(۱) ''خَشْيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ'' (ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا تنہائی میں ہو یا مجمع میں، ظاہر ہو یا چھپے ہوئے)۔

(۲) ''اَلْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى'' (درویشی اور تونگری ہر دو صورتوں میں میانہ روی اختیار کرنا)۔

(۳) ''اَلْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا'' (رضامندی کی حالت میں اور غصہ کی حالت میں انصاف کرنا)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سچ کہتے ہیں میرے محمدؐ!

عزرائیل علیہ السلام آگے آئے اور عرض کیا کہ ہلاک کرنے والی کونسی چیزیں ہیں؟

حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں :

(۱) ''شُحٌّ مُطَاعٌ'' (بخیلی جو اپنے میں ہے اس کی اطاعت کی جائے)۔

(۲) ''هَوًى مُتَّبَعٌ'' (خواہش نفسانی کی پیروی کرنا)۔

(۳) ''وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ'' (خود پسندی، یعنی اپنے آپ کو اچھا سمجھنا)۔

یہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمدؐ سچ کہتے ہیں۔

اس طرح فرشتوں کا ایک زمانے کا شک دور ہو گیا۔

.....☆☆☆☆.....

دوستو! ایک علم الیقین ہے اور ایک عین الیقین۔

علم الیقین یعنی اس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہ ہو، جیسے آگ کے جلانے کا یقین۔

عین الیقین، آگ میں گرنے والے کو حرارت وسوزش کا جو یقین ہو جاتا ہے وہ عین الیقین ہے۔

جب حضرت رسول اللہ ﷺ کو عین الیقین حاصل ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایمان غیبی تھا اب ایمان شہودی ہوا، اور اس کے بعد حضرت ﷺ کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ'' (رسول کا ایمان، ایمان شہودی اور عین الیقین ہے)۔

حضور ﷺ کا معروضہ:- ''وَالْمُؤْمِنُوْنَ'' مسلمانوں کا ایمان بھی میرے کہنے سے اور میرے بھروسے پر مثل ایمان شہودی کے ہے اور عین الیقین ہے:۔

فکر امت میں تھے ہر دم شاہ دیں کوئی جا معراج میں بھولے نہیں

ایسے پیغمبر پہ جاں قربان ہے جان کیا شئے ہے فدا ایمان ہے

- معراج کی رات میں حضرت ﷺ نے دو چیزیں حاصل کیں :

(۱) سلامتی (۲) مدح ۔

سلامتی : یعنی ''اَلتَّحِیَّاتُ'' وہاں ہم کو نہیں بھولے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ'' فرما کر ہم کو شریک فرمالیا۔

مدح : ''آمَنَ الرَّسُوْلُ'' میں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدح فرمایا تو وہاں بھی ہم کو نہیں بھولے، فوراً ''وَالْمُؤْمِنُوْنُ'' فرما کر ہم کو بھی مدح میں شریک کرلیا، اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر پھر خود ہی مسلمانوں کی تعریف کرنا شروع کردی۔

میرے دوستو! دنیا میں کوئی کسی کی تعریف کرتا ہے تو پھر اس کی برائی بیان کرنے کو اچھا

نہیں سمجھتا، خدائے تعالیٰ جب ہماری تعریف کر چکا تو پھر ہماری برائی بیان نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ اس طرح ہماری تعریف کرتا ہے کہ :

"بے شک ہم مسلمانوں کے ایمان کی قدر کرتے ہیں"۔

"كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ" ہر ایک کا ایمان فقط اللہ پر ہے، کافروں کی طرح کسی قسم کا شرک نہیں کرتے۔

"وَمَلٰٓئِكَتِهٖ" مسلمانوں کا ایمان فرشتوں پر بھی ہے کہ وہ موجود ہیں، نورانی ہیں، اور حسن مردانہ و زنانہ سے پاک ہیں، کافروں کی طرح نہیں کہ کوئی تو فرشتوں کے موجود ہونے کا ہی انکار کر رہے ہیں، اور کوئی فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہہ رہے ہیں، مسلمان ایسا نہیں کہتے۔

"وَكُتُبِهٖ" کُل آسمانی کتابوں پر ایمان ہے، کہ اپنے اپنے وقت میں سب سچی تھیں اور حق تھیں۔

"وَرُسُلِهٖ" سب پیغمبروں پر ان کا ایمان ہے، یہودی اور نصرانیوں کی طرح نہیں کہ کسی پیغمبر کو مانیں اور کسی پیغمبر کا انکار کر دیں، مسلمان ایسا نہیں سمجھتے بلکہ کہتے ہیں۔

"لَانُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ" ہم اس کے پیغمبروں میں تفریق نہیں کرتے، کسی کو چھوٹا اور کسی کو بڑا نہیں سمجھتے۔

"وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" ہم تیرے احکام کو سنتے ہیں اور ان کو دل سے مان کر اطاعت کرتے ہیں اور آپ ہماری جو تعریف کر رہے ہیں، اس سے ہم مغرور نہیں ہوتے۔ تیرے بندے ہیں، ہم اپنی بندگی کا اقرار کرتے ہیں۔

"غُفْرَانَكَ رَبَّنَا" اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔

دوستو! اللہ تعالیٰ کی کس قدر شفقت اس امت کے ساتھ ہے کہ مسلمانوں کے گناہوں کا ذکر نہیں فرماتا بلکہ ان کی مغفرت مانگنے کا ذکر کرتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ میرے محمدؐ! تمہاری امت خود کو میرا محتاج سمجھتی ہے، یہودیوں کی طرح نہیں کہتے "اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ" (اللہ فقیر ہے اور ہم غنی و تونگر ہیں) اس کے بدلہ میں ہمیشہ کے لئے وہ فقیر بنا دیے گئے۔ "ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ'' (ان پر ذلت اور مسکینوں کی جیسی حالت ڈال دی گئی ہے گو کتنے ہی مالدار ہوں) میرے محمدؐ تمہاری امت محتاج ہو کر میرے سامنے ''غُفْرَانَكَ رَبَّنَا'' کہتی ہے۔ اس کے صلہ میں ان کو جنت کی سلطنت کا بادشاہ بنادوں گا ''وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيماً وَّمُلْكاً كَبِيراً'' (جب جنت کو دیکھیں گے آپ، تو دیکھیں گے کہ طرح طرح کی اس میں نعمتیں ہیں اور بہت بڑا ملک ہے)۔

پھر امت نے کہا ''وَاِلَيْكَ الْمَصِيرُ'' اے ہمارے اللہ! ہم کو تیری طرف پلٹ کر آنا ہے، ہم کو پاک و آرام سے لے چل، ناپاک و آلودہ مت لے چل۔

''لَايُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا'' اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے نبی کے اُمتیو! گھبراو نہیں، میں تم کو تمہاری طاقت سے بڑھ کر کسی کام کا حکم نہیں دوں گا۔

''لَهَا مَاكَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ'' میرا کیا فائدہ ہے؟ اگر اچھا کرو گے تمہارے واسطے اچھا ہے، اگر بُرا کرو گے تمہارے لئے ہی برا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج کی رات عطاء کی رات ہے مانگو میرے محمدؐ میں دیتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ دعاء کرنے لگے:

''رَبَّنَا لَاتُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَأْنَا'' اے میرے پروردگار ہمارے بُھول چُوک پر گرفت مت کر۔

اللہ تعالیٰ فرمایا میرے محمدؐ! میں تمہاری امت کی بُھول و چُوک کو معاف کردوں گا۔

''رَبَّنَا وَلَاتَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا'' اگلی امتوں پر جو تو نے بار ڈالا تھا اور ان کی شریعت کو سخت بنایا تھا ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈال، اور ہماری شریعت کو آسان فرما، اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ہم نے سب بوجھ ہلکا کردیا۔

اوپر اگلی امتوں کے جس بار کا ذکر ہوا ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) گناہ کرتے تو گھر پر یا پیشانی پر لکھ دیا جاتا تھا۔

(۲) ان کی توبہ خودکشی یا آگ میں جلنا تھی۔

(۳) ان کپڑے پر جب نجاست لگتی تو دھونے سے پاک نہیں ہوتی تھی، بلکہ کپڑا کترنا پڑتا تھا۔

(۴) اگر ماں باپ کو کوئی گالی دیتا تو اس کی سزا قتل تھی۔

(۵) جو جھوٹی گواہی دیتا اس کی سزا بھی قتل تھی۔

(۶) ان کی نماز سوائے مسجد کے نہیں ہوتی تھی۔

(۷) ان کے لئے تیمم جائز نہیں تھا۔

(۸) زکوۃ میں مال کا چوتھائی حصہ دینا پڑتا تھا۔

(۹) روزوں کے دنوں میں رات میں سونے کے بعد جماع اور کھانا پینا ناجائز تھا، دن میں بھولے سے اگر کوئی کھالے تو ان کا روزہ ٹوٹ جاتا تھا۔

پہلی امتوں پر اس طرح کے جو سختیاں تھیں، آپ کی امت پر سب ہلکی کردی گئیں۔

"رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ" الٰہی! ہماری طاقت سے بڑھ کر ہم پر بارمت ڈال، یعنی دوست کی جدائی کا بار سب باروں میں بڑھ کر ہے ہم کو اس کی طاقت نہیں۔

یارب فراق مکن دیگر ہر چہ خواہی کن (الٰہی ہم سے جدا مت ہوئیے پھر جو چاہیں کیجئے)۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا ہم تم سے مرتے ہی اس بار کو اٹھالیں گے۔

"وَاعْفُ عَنَّا" الٰہی! ہم سے جو تیری مرضی کے خلاف کام ہوئے ہیں، ان کو معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا "یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّئَاتِ" تمام گناہوں کو معاف کردیں گے۔

"وَاغْفِرْلَنَا" جب آپ نے معاف فرمادیا تو پردہ پوشی بھی فرمادیجئے بجز آپ کے کسی اور کو اس کی اطلاع نہ ہونے دیجئے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا'' اِنَّ اللّٰہَ یَغفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعاً '' (اللہ تعالیٰ معاف کر کے پردہ پوشی کرتا ہے سب گناہوں کی)۔

''وَارحَمنَا'' اور جب گناہ معاف کئے اور پردہ پوشی بھی کی تو اس سے راحت پہونچایئے، اس کے بدلے تکلیف میں مبتلا نہ فرمایئے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ''کَانَ بِالمُؤمِنِینَ رَحِیمًا '' (اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بہت رحمت کرنے والا ہے)''کَانَ '' سے دوامِ رحمت پر اشارہ کیا گیا ہے۔

''اَنتَ مَولٰنَا''تو ہمارا مالک اور حافظ وناصر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا'' ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَولَی الَّذِینَ اٰمَنُوا وَاَنَّ الکَافِرِینَ لَامَولٰی لَھُم ''۔ (یہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا مالک وناصر ہے اور کافروں کا کوئی مالک و ناصر نہیں ہے)

''فَانصُرنَا عَلَی القَومِ الکَافِرِینَ '' (کافروں پر ہمارے مدد کیجئے) حکم ہوا دوستوں کو نصرت کے لئے کہنے کی ضرورت نہیں، ان کی نصرت ہمارے ذمہ ہے۔

''کَانَ حَقًّا عَلَینَا نَصرُ المُؤمِنِینَ ''(مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ ہے)

''لَاتُؤَاخِذنَآ'' الخ، میں واحد نہ لا کر جمع لایا گیا، تاکہ اپنے یعنی حضرت ﷺ کو شریک کرنے سے دعاء قبول ہو۔

حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ الٰہی! جو احسان تو نے مجھ پر کئے وہ ان پر بھی کر۔

☆☆☆☆☆

''اَلتَّحِیَّاتُ'' کی طرح ''اٰمَنَ الرَّسُولُ'' بھی عرش پر کی گفتگو ہے، جو بعد میں جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اتری۔

حضرت رسول اللہ ﷺ جب ''اٰمَنَ الرَّسُولُ'' کی دعاء سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالی

نے فرمایا میرے محمدؐ! جو کچھ میں نے پیدا کیا ہے تمہاری وجہ سے پیدا کیا ہے۔
حضرت رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا کہ الٰہی! آپ اور میں! اس کے سوا سب کو میں نے آپ کی وجہ سے چھوڑا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمدؐ! تمام پیغمبروں پر جنت حرام ہے، جب تک آپ جنت میں نہ جائیں اور تمام امتوں پر جنت حرام ہے، جب تک آپ کی امت جنت میں نہ جائے۔
اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا میرے محمدؐ! آپ کی امت کو میرا اسلام پہنچایئے اور یوں فرمایئے کہ میں نے تم کو سب امتوں کے آخر میں اس واسطے پیدا کیا ہے کہ تم کو کسی امت کے سامنے رسوا نہ کروں، بلکہ تمام امتوں کو تمہارے سامنے رسوا کروں، اوروں سے تم عبرت لو نہ کہ تم سے دوسرے عبرت لیں۔

اور دوسرے اس وجہ سے تم کو آخر میں پیدا کیا، تا کہ تم کو قبروں میں زیادہ نہ ٹھہرنا پڑے۔
میرے محمدؐ! آپ کی امت کو مال زیادہ نہ دوں گا، تا کہ قیامت میں ان کا حساب دراز نہ ہو، اور ان کی عمریں دراز نہیں کروں گا، تا کہ ان کو آخرت سے غفلت نہ ہو اور ہمیشہ موت یاد آتی رہے، مثل اور امتوں کے مرگ مفاجات سے ان کو ہلاک نہیں کروں گا، تا کہ وہ بے توبہ دنیا سے نہ جائیں۔
میرے محمدؐ! آپ کی امت کے ذکر کرنے والے میرے مہمان ہیں اور شکر کرنے والوں کی نعمت زیادہ کرتا رہتا ہوں اور میری تابعداری کرنے والوں کی میرے پاس بڑی عزت ہے۔ اور گنہگاروں کو بھی میں رحمت سے ناامید نہیں کرتا۔ گنہگار مثل بیمار کے ہیں اور میں ان کا طبیب ہوں، اگر توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول کر کے شفا دیتا ہوں، اگر توبہ نہ کریں تو بلائیں اور مصیبتیں ان پر ڈال کر ان کا علاج کرتا ہوں، تا کہ تمام گناہوں سے پاک ہو جائیں۔
اگلی امتوں کے حال کو دیکھیں تو آپ کی امت پر میری جو رحمت ہے، اس کی قدر ہو گی۔ میرے محمدؐ! اگلی امتیں جب گناہ کرتی تھیں، جیسے نوح علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کی امتیں تو عذاب بھیج

کر پردہ دری کرتا تھا ، اور آپ کی امت جب گناہ کرتی ہے تو ستاری کر کے ان کے برے اعمال کو ڈھانپتا رہتا ہوں۔

اگلی امتیں جیسے قارون وغیرہ نے جب گناہ کئے تو گناہوں کے سبب ان گنہگاروں کو زمین میں دھنسا دیتا تھا، آپ کی امت جب گناہ کرتی ہے تو گنہگاروں کو نہیں بلکہ گناہوں کو زمین میں دھنسا دیتا ہوں۔

اگلی امتیں جیسے داود علیہ السلام کی امت نے جب گناہ کئے تو گناہوں کی نحوست سے ان کو مسخ کردیا، یعنی صورتیں بدل دی گئیں اور آپ کی امت جب گناہ کرتی ہے تو مسخ تو کرتا ہوں، مگر کیا؟ صورتیں نہیں بلکہ ان کے گناہ کو نیکیوں سے بدل دیتا ہوں۔

اگلی امتیں جیسے قوم لوط علیہ السلام نے جب گناہ کئے تو ان پر پتھر برسائے گئے اور آپ کی امت جب گناہ کرتی ہے تو ان پر رحمت برساتا ہوں۔

اور آپ کی امت کو اپنی اطاعت کا حکم تو دیا ہے، مگر ان کی طاقت کے موافق، لیکن جب ان کو بدلہ دیتا ہوں تو ان کی اطاعت کے موافق نہیں، بلکہ اپنے کرم کی شان کے موافق۔

اگر کوئی آپ کی امت میں سے گناہ کرے اور پھر پشیمان ہو کر توبہ کرے اور ارادہ کرے کہ پھر دوبارہ گناہ نہیں کرے گا تو میں اس کی توبہ قبول کرتا ہوں اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہوں کہ گویا کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

میں بندوں کے دلوں پر نظر رکھتا ہوں، جب اپنے گناہوں کو یاد کرتے ہیں اور غمگین ہوتے ہیں اور اپنے کئے پر پچھتاتے ہیں تو ان کو بخش دیتا ہوں اور ان کی گناہوں کو مٹا دیتا ہوں۔

میرے محمدؐ ! آپ کی امت پر میرا بڑا فضل ہے، اگر طاعت زیادہ کرتے ہیں تو اس کو کئی چند بڑھا کر اس کا اجر دیتا ہوں اور اگر گناہ زیادہ ہوئے تو اس گنہگار کے گناہ، جس نے اس پر ظلم کیا ہے اس ظالم پر لادتا ہوں۔

اور متبرک راتیں اور متبرک دن اور مہینے دے کران کی نیکیوں کو بہت بڑھاتا ہوں، تاکہ گناہ کم اور نیکیاں راجح ہوجائیں۔ (نیکیوں کا پلہ جھک جانا)

میرے دوستو! حضرت ﷺ کی امت پر یہ یہ سرفرازیاں ہیں:

خدایا چوں گل مارا سرشتی وثیقہ نامۂ بر ما نوشتی

ترجمہ: اے اللہ جب آپ نے ہماری مٹی کا خمیر کیا ہے۔ اور جب آپ نے ہمارا نامۂ اعمال لکھا ہے۔

تو با چندیں عنایت ہا کہ داری ضعیفاں را کجا ضائع گزاری

ترجمہ: آپ نے اتنی عنایتیں جو ہم پر کی ہیں۔ تو ہم عاجزوں کو آپ ضائع نہیں کریں گے۔

بدیں امید ہائے شاخ در شاخ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

ترجمہ: اس قسم قسم کے امیدوں سے آپ کے۔ کرم اور عنایات نے ہم کو گستاخ بنادیا ہے۔

وگر نہ ما کدامیں خاک باشیم کہ از دیو از تو ریگے تراشیم

ترجمہ: ورنہ ہماری ہستی ہی کیا ہے۔ کہ آپ کے خلاف اعمال کریں۔

اگر خواہی بما خط در کشیدن زفرمانت کہ آرد سر کشیدن

ترجمہ: اگر آپ چاہیں کہ گناہ معاف کردیں آپ کے۔ حکم کے خلاف کس کو مجال ہے کہ خلاف کرے۔

وگر گردی زمشت خاک خوشنود ترا نہ بود زیاں مارا بود سود

ترجمہ: اگر آپ ہم عاجزوں سے خوش ہوجاویں آپ کا۔ کچھ نقصان نہیں، اس میں ہمارا فائدہ ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا الٰہی! میری ایک درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بولو میرے محمدؐ، بولو کیا ہے۔ عرض کیا الٰہی! تو کراماً کاتبین کو حکم دے کہ میری امت کا اعمال نامہ لکھنے سے پہلے میرے سامنے پیش کیا کریں۔ حکم ہوا میرے محمدؐ! یہ کس لئے کہتے ہو۔ حضور ﷺ نے عرض کیا الٰہی! یہ اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اگر امت کے گناہ دیکھو تو ان کے گناہ میں اپنے نامۂ اعمال میں لکھوالوں گا، تاکہ میری امت کا نامۂ اعمال گناہوں سے پاک رہے

اوران پر عذاب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا، ایسا ہوسکتا ہے، مگر آپ کی امت کو میری رحمت اور آپ کی شفاعت کی کیا قدر ہوگی۔ بہتر یہی ہے کہ امت کے گناہ امت کے نامۂ اعمال میں ہی رہنے دیجئے۔ وقت پر میری رحمت اور آپ کی شفاعت سے دیکھئے کیا سے کیا ہوگا، تو پھر میرا اور ایک معروضہ ہے کہ امت کا حساب قیامت میں میرے حوالے کردیجئے، ان کا حساب میں لوں گا۔ حکم ہوا میرے محمدؐ! اس سے آپ کی کیا غرض ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الٰہی! اس واسطے کہ میری امت کی رسوائی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمدؐ! آپ کی امت کا حساب اس طرح لوں گا کہ ان کے برے اعمال کی آپ کو بھی خبر نہ ہوگی۔ جب آپ جیسے شفیق پیغمبر سے ان کے اعمال چھپاؤں گا تو دوسروں کو کیسے معلوم ہونے دوں گا۔ میرے محمدؐ! آپ کو ان کا پیغمبر ہونے سے اتنی شفقت ہے، میں تو ان کا رب ہوں، مجھے ان پر کتنی شفقت و رحمت نہ ہوگی۔ میرے محمدؐ! آپ ان کے پیغمبر ہیں تو میں ان کا معبود و خدا ہوں۔ آپ کو تو آج ان پر شفقت ہے، میری نظر عنایت تو ازل سے ان پر ہے، جب ہی تو آپ جیسا پیغمبر ان کو دیا۔

قافلہ شد واپسی مابیں ای کسِ مابے کسی مابیں

ترجمہ: قافلہ چلا گیا ہماری واپسی کو دیکھو۔ اے مدد کرنے والے ہماری بے کسی کو دیکھئے۔

جز درِ تو قبلہ نہ خواہیم ساخت گر نہ نوازی تو کہ خواہد نواخت

ترجمہ: سوائے آپ کے دروازہ کے ہم کسی کو قبلہ نہیں بنائیں گے۔ اگر آپ نہیں سرفراز فرمائیں گے تو کون سرفراز فرمائے گا۔

میرے محمدؐ! مجھے آپ کی امت سے کچھ شکایات ہیں:

(۱) میرے محمدؐ! میں ان کو کل کے عمل کی تکلیف نہیں دیتا اور وہ مجھ سے کل کا رزق کیوں مانگتے ہیں۔

(۲) میں نے ان کا رزق غیر کے حوالے نہیں کیا، پھر یہ میرے لئے عمل کر کے اس عمل کو غیر کے

حوالے کیوں کر دیتے ہیں (یعنی ریا کر کے لوگوں کے دکھانے کو عمل کرتے ہیں)۔

(۳) نعمت میں دیتا ہوں، رزق میرا کھاتے ہیں اور شکر میرے سواء غیر کا کرتے ہیں اور مجھ سے بگاڑ کرتے ہیں اور میری مخلوق سے صلح کرتے ہیں۔

(۴) عزت میں دینے والا ہوں، ذلت میں دینے والا ہوں، وہ عزت لوگوں سے چاہتے ہیں اور لوگوں سے ڈرتے ہیں۔

(۵) میں نے آگ پیدا کی کافروں کے لئے، آپ کی امت کے دشمنوں کے لئے، مگر یہ اس میں گرنے کی کوشش کرتے ہیں اور میری نافرمانی پر دلیر ہیں۔

(۶) جنت ان کے واسطے بنائی، مگر اس کی ان کو رغبت نہیں، نیک کاموں میں کوتاہی کرتے ہیں۔

(۷) اے نبی! میں آپ کی امت کی شکایت فرشتوں کے سامنے نہیں کرتا، وہ میرا شکوہ غیروں کے سامنے کیا کرتے ہیں۔

میرے محمدؐ! آپ اپنی امت سے فرمایئے اگر کسی سے اس کے احسانات کے سبب محبت کرتے ہو تو میں اس کا مستحق زیادہ ہوں، کثرت سے میرے احسانات تم پر ہیں۔

اگر تم کسی سے ڈرتے ہو تو سب سے زیادہ مجھ سے ڈرو، جو قدرت مجھ کو تم پر ہے ایسی کسی کو نہیں۔

اگر کسی سے تم کو امید ہے تو سب سے زیادہ مجھ سے امید رکھو۔

اگر تم نے کسی پر ظلم کیا ہے اس وجہ سے اس سے شرماتے ہو تو تم کو مجھ سے زیادہ شرمانا چاہیے اس لئے کہ تم سے ظلم ہی ظلم ہے اور مجھ سے وفا ہی وفا ہے:

بیا موز از وفائے خویش ما را کرامت کن لِقائے خویش ما را

ترجمہ: سکھایئے ہم کو اپنے جیسا ایفائے عہد۔ عنایت کیجئے اپنا دیدار ہم کو۔

اگر کسی پر مال صرف کرتے ہو یا تن سے خدمت کرتے ہو تو میں اس کا زیادہ مستحق ہوں اس لئے کہ میں تمہارا خالق اور معبود ہوں۔

اگر کسی کو تم وعدہ میں سچا سمجھتے ہو تو مجھ کو سمجھو، میں سب سے زیادہ سچا ہوں، آپ کی امت لوگوں کے شرم سے گناہ نہیں کرتی، مگر گناہ کرتے وقت مجھ سے کچھ شرم نہیں کرتی، اے نبی! کیا میرے بندوں کے آنکھیں ہیں اور میں دیکھنے والا، سننے والا نہیں ہوں، ان کو تو مجھ سے شرم کرنا چاہئیے۔

میرے محمدؐ ! میری اس قدر مہربانی اور عنایت پر کیا مجھ کو حق نہیں کہ میں آپ کی امت سے کچھ خدمت لوں؟

حضور ﷺ نے عرض کیا بے شک میرے مالک، آپ کو ہر طرح کا حق حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''ہم آپ کی امت کو حکم دیتے ہیں کہ رات دن میں پچاس نمازیں پڑھا کریں، اور سال میں چھ مہینے کا روزے رکھا کریں''۔

اس وقت حضرت رسول اللہ ﷺ محوِ تجلیاتِ الٰہی تھے آپ کو کچھ خبر نہ ہوئی، اور اسی طرح پچاس (۵۰) نمازوں کا حکم لے کر چلے آئے مگر چھٹے آسمان پر واپس آتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یا حضرت کہیئے کیا کیا حکم احکام ملے؟ آپ نے فرمایا کہ پچاس وقت کی نمازیں ایک دن رات میں پڑھیں، اور چھ مہینے کے روزے سال میں رہنے کے لئے ارشاد ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا جلدی واپس جایئے اور معاف کرایئے بھلا ایک دن میں پچاس (۵۰) نمازیں اور سال میں چھ (۶) مہینے کے روزے کس طرح اداء ہونگے، جب کہ بنی اسرائیل سے دو نمازیں ادا نہیں ہوئیں، آپ کی امت سے پچاس (۵۰) کس طرح پڑھی جائیں گی !!

یہ سن کر حضرت کو بھی خیال آیا، واپس وہیں پہنچے جہاں پہلے نمازیں فرض ہوئی تھیں۔

تسلسل واقعہ سے پہلے ایک شبہ اور اس کا جواب لکھا جاتا ہے :

شبہ: یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ کیا موسیٰ علیہ السلام ہمارے پیغمبر سے زیادہ سمجھ رکھتے تھے

جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال آیا، اور رسول اللہ ﷺ کو مطلقاً خیال نہ آیا۔

جواب شبہ: میرے دوستو! آپ نے غور نہیں فرمایا، حضرت رسول اللہ ﷺ کی حالت میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیفیت میں بہت بڑا فرق تھا، حضرت ﷺ محو دیدار تجلی الٰہی تھے جو ہر طرح سے عقل و ہوش کو فنا کر دیتی ہے، برخلاف اس کے موسیٰ علیہ السلام اس وقت قرب و تجلی الٰہی سے دور تھے۔ غور کرنے کی بات ہے فانی عشق اور فانی وصال اور فانی محبوب کے دیدار کی طلب میں عشاق کیا کیا کرشمے کرتے ہیں ذیل کی مثالوں سے واضح ہوگا :

(۱) عورت سی نازک چیز دیدار یوسف علیہ السلام میں ایسی غافل ہوئی کہ بجائے میوہ کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خبر نہ ہوئی، بھلا دیدار کی لذت سے الگ رہ کر کوئی بڑا مرد سے مرد اپنا ہاتھ کاٹ کر دکھائے۔

(۲) شیریں کا دیدار دیکھ کر فرہاد نے کوہستان کھود مارا۔

(۳) ادھم فقیر نے شاہ بلخ کی لڑکی کے جمال کو دیکھ کر سمندر خالی کرنے پر کمر باندھ لی۔

الغرض یہ سارے شاق سے شاق محنت کے پہاڑوں کا سر پر اٹھالینا دیدار محبوب کے وقت آسان ہو جاتا ہے، فانی عشق اور فانی دیدار کا یہ حال ہے تو دیدار حقیقی کا کیا کہنا۔

اسی طرح جب نبی کریم ﷺ دیدار الٰہی کو دیکھ رہے تھے اللہ اکبر اس دیدار کے وقت پچاس تو پچاس اگر پچاس ہزار نمازیں بھی اللہ تعالیٰ فرض فرماتا تو حضرت سب کے سب منظور فرمالیتے، کیا پچاس نمازیں فرہاد کی کوہ کنی اور ادھم کے دریا خالی کرنے سے بھی زیادہ شاق کام تھا، کیا شیریں کا حسن خدا کے حسن سے بھی زیادہ بڑھا ہوا تھا، فرہاد تو شیریں کے حسن کو دیکھ کر پہاڑ توڑنے پر تیار ہو جائے اور توڑ ڈالے اور رسول اللہ ﷺ کے دیدار کو دیکھ کر پچاس نمازوں کے پڑھنے سے انکار کر دیتے، ہرگز ہرگز نہیں، یہی وجہ تھی کہ حضرت ﷺ پچاس نمازیں اور چھ ماہ کے روزے قبول اور منظور کر کے چلے آئے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، اس تجلی کا

اثر کم ہوا، اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی سمجھایا تو حضرت ﷺ بھی سمجھ گئے کہ میں اس وقت محو تجلی تھا، ساری امت تو محو تجلی نہ ہوگی وہ کس طرح یہ مشکل کام انجام دیگی۔

آپ فوراً واپس ہوکر وہیں پہونچے جہاں نمازیں فرض ہوئی تھیں، وہاں ایک سفید نور نے جو ابر کی صورت میں تھا آپ کو اپنے اندر لے لیا، آپ فوراً سجدہ میں گر پڑے اور امت کی نمازوں کی معافی کے لئے عرض کیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔ ''اچھا جاؤ پانچ (۵) نمازیں اور ایک (۱) ماہ کے روزے معاف کرتے ہیں''۔ حضور ﷺ پانچ (۵) نمازیں اور ایک (۱) ماہ کے روزے معاف کرواکر خوش ہوگئے اور پینتالیس (۴۵) نمازیں، پانچ (۵) ماہ کے روزے منظور کرکے یہ خیال فرمایا کہ محبوب کیلئے پینتالیس (۴۵) نمازیں پڑھنا، پانچ (۵) ماہ کے روزے رکھنا کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ جناب (۴۵) بھی بہت ہیں، حضور ﷺ پھر واپس ہوئے۔

الغرض پانچ دفعہ کی شفاعت سے (۴۵) نمازیں اور (۵) ماہ کے روزے معاف ہوکر صرف پانچ نمازیں اور ایک ماہ کے روزے باقی رہے۔

ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہوا کہ ''ہماری بات بدلی نہیں جاتی، اور نہ ہم کسی پر ظلم کرنا، یا کسی کو زیادہ مشقت میں ڈالنا پسند کرتے ہیں، تم اور تمہاری امت پانچ نمازیں پڑھیں، ہم پانچ کو وہی پچاس لکھا کریں گے''۔

پڑھتے ہیں پانچ اور ثواب میں پچاس۔ پانچ پڑھو پچاس لکھواؤ۔ ایک ماہ کے روزے رکھو، چھ ماہ کے روزے لکھواؤ۔ ایک کے دس (۱۰) پاؤ۔

پھر بھی نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے جی چراؤ، یہ تمہاری کم نصیبی ہے۔

(دوستو! مذکورہ تصفیہ کے لحاظ سے پانچ کے پچاس)

عام اصول کے تحت نماز باجماعت کے ستائیس درجہ زائد۔

اور عام اصول کے تحت، ہر ایک نیکی کے دس گنے زیادہ۔
اس طرح ہر ایک کو ضرب دیں تو تیرہ ہزار پانچ سو (۱۳۵۰۰) نمازیں ہوتی ہیں، نتیجہ یہ نکلا کہ نمازی ہر روز ایک مہینے کی رات دن کے برابر عبادت کے ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

حضرت ﷺ نہایت شاد و خوش واپس ہوئے، پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا حضرت اور کچھ کم کرائیے! حضرت نے فرمایا موسیٰ اب مجھے شرم آتی ہے، پچاس کے پانچ رہ گئے کہاں تک کم ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام خاموش ہوگئے۔ اس طرح پانچ نمازوں، اور ایک ماہ کے روزوں کا حکم الٰہی قائم اور محکم ہوگیا۔

موسیٰ علیہ السلام کے عرض کرنے پر حضور ﷺ معافی نمازوں کے لئے تشریف لے جاتے تو ہر دفعہ صرف (۵) نمازیں معاف ہوتیں، اس جانے اور آنے کا سلسلہ (۵۰) سے (۵) تک رہا، اس آمد و رفت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تجلی الٰہی کا لطف لیتے تھے، جس کی حسرت دل میں تھی، اس لئے بار بار بھیجتے تھے۔

(۵) اور (۵۰) میں صرف ایک صفر یعنی نقطہ کا فرق ہے، دہلی کے محاورے میں نقطہ کو نکتہ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نکتہ نوازی کی صفت جو مشہور ہے اس صفت کا یہاں ظہور ہوا کہ ایک نقطہ اٹھالینے سے جو سہولت ہوئی تو ہزاروں نمازی ہو کر جنتی ہوگئے۔

اگر یہ نقطہ نہ اٹھالیا جاتا تو (۵۰) نمازوں کی ادائی کی دشوری کی وجہ سے ہزاروں میں ایک یا دو نمازی ہوتے، ماقی جو حکم کی تعمیل نہ کرتے وہ سب دوزخی ہوجاتے اللہ تعالیٰ کی نکتہ نوازی کی صفت نے ظہور کیا، ایک نقطہ اٹھالیا ہزاروں کو بخش دیا، بڑا بھاری بوجھ لوگوں کے گردنوں سے اٹھ گیا، پھر جب یہ نمازوں کا عمل "اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ" کی حضوری میں پہنچا، پھر وہی رحمت کا نقطہ ملا کر پانچ کو پچاس بنادیا، جو نقطہ وبال جان تھا وہی نقطہ راحتِ جاں ہوگیا۔

......☆☆☆☆☆......

جب باتیں ہوچکیں تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نصیحتیں بھی فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ میرے محمدؐ! میری یہ نصیحتیں اپنی امت کو پہنچا دیجئے :

(۱) جب کوئی غم تم کو پیش آئے تو مجھ کو یاد کیا کرو، اس وقت میں تمہاری جان سے زیادہ تمہارے نزدیک ہوں، مجھ جیسا محبوب جب تمہارے نزدیک ہوتو تم کو غم نہیں کرنا چاہیئے۔

(۲) مظلوم کی بددُعاء سے ڈرتے رہو، گوکہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو اس کی دُعاء مقبول ہو جاتی ہے۔

(۳) مصیبتوں پر صبر کیا کرو، اور کسی سے دشمنی مت مول لو اور تکبّر سے بچتے رہو۔

(۴) دنیا پر دھوکہ نہ کھاؤ، اس کو ہمیشہ رہنے کی جگہ نہ سمجھو، دنیا پر کبھی فخر مت کرو، یہ دنیا سایہ کی طرح ڈھلتی جارہی ہے اس بے وفا نے کسی کا ساتھ نہیں دیا اور نہ دیگی۔

حضرت ﷺ نے عرض کیا الٰہی ! میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے ڈرتا ہوں ،اور تجھ ہی سے اُمید رکھتا ہوں، میں یقین سے جانتا ہوں کہ تو میرا پروردگار ہے اور تو نے ہی مجھے پیدا کیا، اور تو نے ہی مجھے عزّت دی، اور نبی بنایا، میں تیری ان نصیحتوں پر ضرور عمل کروں گا، اور میری امت کو بھی ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی ضرور تاکید کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہماری نصیحت یہ بھی ہے کہ نماز وقت پر ادا کیا کریں ، اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ہمیشہ پابندی کیا کریں، کیونکہ دین کا قیام اسی پر ہے۔

اس کے بعد جب واپس جانے کی اجازت ہوئی تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا الٰہی مجھے اب پھر دنیا میں مت بھیج مجھے یہیں رہنے دے۔

اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا، میرے دوست مجھے آپ کی امت کا بہت خیال ہے، آپ اگر یہاں رہیں گے تو پھر ان بیچاروں کی ہدایت کون کریگا دنیا میں آپ رہیں یا آپ کی قبر شریف، ہم ان پر عذاب نہیں کریں گے اور آپ کا فیض ان کو پہنچتا رہے گا، تمام امت کو تو آپ یہاں لانے

سے عاجز ہیں البتہ یہی سما اور یہی کیفیت ہم وہاں قائم کرنے سے عاجز نہیں ہیں اب تو آپ اپنی امت میں جائیے، جب کبھی آپ چاہیں گے اور معراج یاد آئیگی تو ہم وہیں آپ کو رکھ کر اس جسمانی معراج کی طرح روحانی معراج سے سرفراز کرتے رہیں گے۔

(ایسا ہی ہوا، اس ایک مرتبہ کے جسمانی معراج کے علاوہ ۲۲ مرتبہ روحانی معراج ہوئی)۔

اس کے بعد حضرت ﷺ نے عرض کیا الٰہی! میں نے جو کچھ عجائبات آج کی رات دیکھیں ہیں، اگر میں اپنی امت سے کہوں گا تو اس کا کون اعتبار کرے گا۔

حکم ہوا میرے محمدؐ! جاؤ ہمارا ابوبکرؓ ان باتوں کو سچ سمجھے گا اور آپ کی تصدیق کرے گا۔

حضرت جب رخصت ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا چلے میرے محمدؐ چلے، کیا جبرئیلؑ کی درخواست پیش نہیں کرتے، حضرت نے عرض کیا الٰہی! بھول گیا تو بڑا ''عَلَّامُ الْغُیُوْبِ'' ہے، جبرئیلؑ کی درخواست یہ ہے کہ کل قیامت میں پُل صراط پر میری امت کیلئے اپنے پر بچھائیں تا کہ میری امت تلوار سے تیز اور بال سے باریک پُل صِراط پر چلنے کی مصیبت سے بچے۔

حکم ہوا یہ درخواست سب امت کے لئے قبول نہیں، ہاں آپ کی امت میں سے اس شخص کے لئے قبول کی جاتی ہے جو آپ سے اور کُل صحابہ سے دوستی رکھے، اور آپ پر کثرت سے درود پڑھا کرے، ان کے لئے پُل صراط پر جبرئیلؑ کو پر بچھانے کی اجازت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سواری مبارک واپس ہونے لگی ''رفرف'' اور ''براق'' ہاتھوں ہاتھ حضرت کو واپس لے چلے، اس وقت ملاء اعلیٰ کو آپ کی جدائی کا جو صدمہ تھا کیا عرض کروں کیسا تھا۔

تھا زبانوں پہ فرشتوں کے محمدؐ کا نام کوئی چومے تھا رکاب اور کوئی تھامے تھا لگام
مانگتی جاتی تھیں حورانِ بہشتی انعام انبیاء بھیجتے جاتے تھے درود اور سلام

آپ امّ ہانی بنت ابی طالب کے مکان میں تشریف لائے، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے مقام پر چلے گئے۔

# خاتمہ

ان حالات وکیفیات کی تفصیل میں جو واقعہ معراج ظاہر کئے جانے پر لوگوں میں پیدا ہوگئے۔ نماز صبح کے بعد جب آپ نے اس واقعہ کو بیان فرمایا تو ایک ہنگامہ ہوگیا، ہر شخص جھٹلانے لگا بعض جو نئے مسلمان ہوئے تھے مرتد ہوگئے۔

میرے دوستوں! سونچنے کی بات ہے اگر جسم سے معراج نہیں ہوئی تھی تو اس ہنگامے کی اور مرتد ہونے کی کیا بات تھی؟ آپ فرمادیتے میں تو خواب کا واقعہ کہہ رہا ہوں، تعجب کی کیا بات ہے، یوں نہیں فرمایا بلکہ حضور ﷺ کا ارشاد تھا کہ جسمانی معراج ہوئی۔

اس پر کفار نے کہا ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی، اس کی کوئی نشانی یا علامت بتایئے اگر آپ شباشب بیت المقدس گئے ہیں تو ہمارے فلاں فلاں قافلے آپ کو راستے میں ملے ہونگے اگر آپ سچے ہیں تو ان کی پوری پوری کیفیت بیان فرمایئے کہ اس رات وہ کہاں تھے اور اہل قافلہ اس وقت کیا کررہے تھے اور ان میں کیا واقعہ پیش آیا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے قافلے جو تجارت کیلئے شام کو گئے ہوئے ہیں وہ مال بیچ کر واپس آرہے ہیں ان کا ایک اونٹ کھو گیا تھا، اونٹ کی تلاش میں جنگل جنگل پھر رہے تھے، وہ قافلہ واپس آرہا ہے، سب سے آگے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے جس پر دو گونیاں لدی ہوئی ہیں، ایک کالی اور ایک دھاری دار۔

لوگ اس طرف دوڑے، دیکھا واقعی اس قافلہ میں سب سے پہلے خاکستری اونٹ تھا۔

دوسرا واقعہ آپ نے بیان فرمایا کہ میری سواری کی رفتار سے ڈر کر ایک اونٹ بھاگا اور دوسرا گر پڑا، قافلے والوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا یہ واقعہ صحیح ہے۔

اگر جسمانی معراج نہیں تھی تو اونٹ بد کے کیوں؟

دوستوں! اگر جسمانی معراج نہیں تھی تو اونٹ بد کے کیوں؟

ابو جہل بہت خوش ہوا کہ اب تو حضرت رسول ﷺ کا جھوٹ ظاہر ہوا جاتا ہے اس کی پکار پر لوگ جمع ہوئے، آپ نے تمام قصہ بیان فرمادیا، لوگ متحیّر تھے اور انکار کر رہے تھے، پھر کہا اگر آپ سچے ہیں تو بیت المقدّس کی علامتیں بتلایئے، مثلاً دروازے کتنے ہیں، اور مینار کتنے ہیں ،اور برج کتنے ہیں اور محرابیں کتنی ہیں اور منبر کیسا ہے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جب بیت المقدّس پہنچا تو ایسی چیزوں کو بے ضرورت سمجھ کر ان کی طرف کچھ خیال میں نے نہیں کیا، ان سوالات سے مجھ کو اس قدر الجھن ہوئی کہ کبھی ایسی الجھن نہیں ہوئی تھی، پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدّس میرے سامنے کر دیا، میں نے بیت المقدّس کو دیکھ دیکھ کر جو جو وہ مجھ سے پوچھتے تھے، میں ان کو بتلائے دیتا تھا۔

اِدھر قافلہ والوں سے تحقیق ہوگئی اور اُدھر بیت المقدّس کے علامتوں سے تصدیق ۔ تو چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ یہ مُحمّدؐ کا جادو ہے جادو، غرض عقل کے خلاف ہونے سے جیسے آج کل نئے تعلیم یافتہ لوگوں کو شک ہے، ایسا ہی مکہ مکرمہ کا ہر ایک عورت، مرد، بوڑھے، جوان نے انکار کیا، اور حضور کو جھٹلایا۔

صد آفریں ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب کفار دوڑے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس گئے اور کہا کچھ خبر بھی ہے تمہارے دوست کیا کہہ رہے ہیں، وہ کہتے ہیں جسمانی معراج ہوئی، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا سچ ہے اور حضرت ﷺ کے پاس آئے، حضرت نے فرمایا ابو بکرؓ میں مکہ سے بیت المقدّس گیا اور آیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے تامل فرمایا، حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو بکرؓ کیا تم بھی کفار کی طرح انکار کرو گے، حضرت ابو بکر صدّیقؓ نے فرمایا ہرگز نہیں، حضور ﷺ آپ کیا اس ذرا سی بات کی مجھ سے تصدیق

کراتے ہیں، آپ کوئی بڑی بات فرما کر مجھ سے تصدیق چاہیں، میں جس بات کی تصدیق کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں وہ بڑی بات یہ ہے کہ آپ صرف بیت المقدس ہی نہیں گئے بلکہ ساتوں آسمان طے کر کے عرش کی بھی سیر فرمائی، یہ پورا واقعہ بیان فرمایئے پھر دیکھیئے ابوبکرؓ نہایت زور سے تصدیق کرتا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ بات تو یہی ہے مگر میں نے اس خیال سے ظاہر نہیں کیا کہ شائد تم بھی انکار کردو، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا حضور جب میں نے آپ کے فرمانے پر حضرت جبرئیلؑ کا آسمان سے دنیا میں ایک دن میں دس مرتبہ آنا مان لیا ہے تو اگر آپ ایک رات زمین سے آسمان پر گئے تو کونسا بڑا کام ہوا، جس کا میں انکار کروں۔ جو خدا جبرئیلؑ کو آسمان سے زمین پر لاتا ہے وہی خدا مُحمّد ﷺ کو زمین سے آسمان پر لے گیا۔

معراج شریف حضرت ﷺ کے کمالات میں سے ہے، معراج کی حقیقت قرب حق ہے، کسی پیغمبر کو عروج سے معراج ہوا ہے تو کسی پیغمبر کو نزول سے، ادریس علیہ السلام کو عروج سے ہوئی "وَرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا" (ہم نے ادریس کو بلند مقام پر پہنچایا) وہ زندہ دنیا سے آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی معراج عروجی ہوئی ہے، ان پیغمبروں کو عروج ہی ہوا، پھر نزول نہیں ہوا، اور یونس علیہ السلام کو نزولی معراج ہوئی، حضرت رسول اللہ ﷺ کا کمال یہ ہے کہ آپ کو عروجی اور نزولی دونوں معراجیں ہوئیں، قرب الٰہی حضرت کو بوقت عروج جیسے حاصل تھا ایسا ہی نزول کے وقت بھی حاصل تھا بلکہ نزولی معراج کا قرب عروجی معراج سے زیادہ تھا یعنی آپ کی دو حالتیں تھیں، ایک عروجی جبکہ آپ نیچے سے اوپر جا رہے تھے اور دوسری حالت نزولی تھی جبکہ آپ اوپر سے نیچے آرہے تھے، حضرت کی نزولی معراج عروجی معراج سے افضل ہے، وہ اس طرح کہ معراج سے دو مقصود تھے۔

رؤیت آیات (یعنی نشانی قدرت کا دیکھنا) اور علم کی زیادتی سے آپ کی تکمیل ہو، اور ان علوم

سے آپ دوسروں کی تکمیل فرمائیں، پہلا فائدہ لازمی ہے جو حضور کی ذات تک محدود، دوسرا فائدہ متعدی، اس سے دوسرے مستفید ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ جو وقت متعدی فائدہ کے ظہور کا ہے وہ فائدہ لازمہ کے وقت سے افضل ہوگا۔ کیونکہ بعثت رسول سے اصل مقصد فائدہ خلائق اور دوسروں کی تکمیل ہے اور فائدہ متعدی کا ظہور بعد نزول ہے تو نزول کا عروج سے افضل ہونا ثابت ہوا ''وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى'' (آپ کی آخری حالت پہلی حالت سے بہت بہتر ہے) اس پر دلیل ہے۔

واقعۂ معراج سے ہم کو یہ سبق حاصل ہوا کہ سالکین کو اپنا آپ فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ مثلاً پہلے ذکر میں جی لگتا تھا خطرات نہیں آتے تھے، انوار کی کثرت تھی اس کو وہ افضل حالت سمجھتے تھے، پھر خطرات آنے لگے انوار میں کمی ہوگئی تو وہ پریشان ہوتے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم مردود ہوگئے ان کو خبر نہیں وہ عروج کی حالت تھی یہ نزول حالت ہے، معراج عروجی اور نزولی دونوں طرح کا ہوتا ہے، دونوں حالتیں مقبول ہیں، تم نزول کو کم کیوں سمجھتے ہو، دونوں قرب ہی کی حالت ہے، ایک کو قبض اور دوسرے کو بسط کہتے ہیں اگر قبض کسی معصیت کی وجہ سے نہ ہو تو اس کو نزول سمجھنا چاہیئے ہاں احتیاطاً قبض کی حالت میں کثرت سے استغفار کرے، اور اپنے کام میں لگا رہے اور دونوں کو نعمت سمجھے۔

آپ ان کافروں کے طعنے سن کر گھر واپس جا رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ کوئیں پر ایک عورت کھڑی رو رہی ہے، اپ نے پوچھا اے عورت ! کیوں رو رہی ہے، اس نے کہا میں فلاں یہودی کی باندی ہوں اس نے مجھ کو پانی لانے بھیجا تھا، میں بیمار ہوں، وہ گھڑا راستے میں پھوٹ گیا، کسی ثوابی نے گھڑا تو دلا دیا مگر وہ بہت بڑا ہے، مجھ سے اٹھ نہیں سکتا، آپ نے فرمایا گھبرا مت، میں لئے چلتا ہوں :

حاملانِ عرش سب رونے لگے ☆ گھر کی جانب اس یہودی کے چلے
رات کو لذت میں تھے معراج کی ☆ بولتے تھے واہ رے خُلق نبیؐ
ہے یہودی کا گھڑا سر پر دھرا ☆ صبح کا نادر ہے دیکھو سانحہ
بوجھ یا حضرت نہ سر پر لیجئے ☆ قدسیاں دوڑے کہ ہم کو دیجئے
میں لئے چلتا ہوں سر پر یہ گھڑا ☆ کہتے تھے روح الامیں یا مصطفیٰؐ
رحمتِ عالم ہمارا نام ہے ☆ آپ کہتے تھے یہ میرا کام ہے

باندی پہلے دوڑی ہوئی گئی اور یہ واقعہ سنایا، جب وہ یہودی باہر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ہیں، عرض کیا یا محمد (ﷺ) کل رات کیا آپ کو معراج ہوئی، حضرت نے فرمایا ہاں تجھ کو کیسے معلوم ہوا، اس نے کہا ذرا ٹھہریئے، جا کر تمام اپنے خاندان کو بلایا، توریت شریف بھی اپنے ساتھ لایا اور کھول کر کہا یہ دیکھئے توریت میں لکھا ہے کہ نبی آخر زماں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کو رات میں جب معراج ہوگی تو صبح کو ایک یہودی کا گھڑا باندی کی وجہ سے ان کے سر پر ہوگا، ان کی پیٹھ پر مہر نبوت ہوگی، اب ہم کو یقین ہوا کہ آپ سچے نبی ہیں، وہ اور اس کے خاندان کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے یہ برکت ہے اخلاق کی : ؎

اِدھر اللہ سے واصل اُدھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں تھا حرفِ مشدّد کا

خدا کی اطاعت، مخلوق کی شفقت، یہ خلق نبیؐ تھا، امت کو بھی ان کی اتباع کرنا چاہئے۔

میرے دوستو! حضرت خدا سے ملنے گئے تو خدا حضرت کی امت کیلئے آسمان اوّل پر شب برات میں آتا ہے، اور ہر رات پچھلی رات بھی آسمانِ اول پر برآمد ہوتا ہے نبیؐ کے صدقے میں امت کو یہ فضیلت ملی۔



**مِعراجُ المومِنِین :** صاحبو! عظیم الشان نبی ﷺ کے معراج کے بیان کوتو آپ سن چکے ہیں، اب آپ کی امت مرحومہ کی معراج کو بھی سنئے:

**تمہید :**

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ جگہ جگہ اپنی نعمتوں کا ذکر کر کے احسان جتلایا ہے اور فرمایا ہے بندے ! کبھی تو نے یہ بھی سونچا کہ ہمارے تجھ پر کیا کیا احسانات ہیں؟

تو معدوم تھا ہم نے تجھ کو موجود کیا۔ ہزاروں نعمتوں سے تیرے لئے زمین کے دسترخوان کو آراستہ کیا۔ تو بے سمجھ تھا تجھکو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کونسی چیز تیری روح کو ضرر دینے والی ہے، ہم نے اس کو تجھ پر حرام کردیا تا کہ زبردستی تجھ کو اس ضرر سے بچائیں۔

تیرے ماں باپ بھی تجھ پر وہ مہربانی اور شفقت نہیں کر سکتے جو ہم نے تجھ پر کی ہے، ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ تو چھوٹا سا بے سمجھ بچہ تھا اور تیری ماں سوجاتی تھی، اگر کوئی مُوذِی جانور تجھ کو ضرر پہنچانا چاہے تُو نہ تو اس کو دفع کر سکتا تھا اور نہ ہی تیری ماں کو اسکی کچھ خبر ہوتی ہم ہی تیری حفاظت کرتے تھے، اب بھی مُوذیات سے تُو کیا خاک بچ سکتا ہے، ہماری نگہبانی نے تجھ کو آرام میں رکھا ہے، ایک انسان ہے سینکڑوں اس کے دشمن ہیں، سانپ، بچھو، شیر، جن اور خود انسان، انسان کا دشمن ہے، بندے تُو اکیلا کس کس سے بچتا، اگر ہماری مہربانی اور حفاظت نہ ہوتی تُو کس کس سے جان بچاتا۔

اَبر اٹھا کر پانی ہم برساتے ہیں یا تو، بیج تُو بوتا ہے، کھیت ہم ہرے بھرے کرتے ہیں یا تو، تیرے دکھ درد میں ہم کام آتے ہیں، تیری مصیبت میں ہم رحمت سے پیش آتے ہیں بغیر سوال کے ہم تیری ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔

بندے! سچ کہنا تو کیسی کیسی نافرمانیاں کرتا ہے ہم سب سے چشم پوشی کرکے ہر وقت تیرے پر رحم کی نظر رکھتے ہیں۔

آخرت میں تیرے واسطے وہ نعمتوں کو تیار کر رکھا ہوں، جن کو آنکھ دیکھی ہے اور نہ کان نے سنا ہے۔

یہ نمونہ ہے ہمارے بڑے بڑے احسانات کا، کیا ان احسانات کا یہی بدلہ ہے جو تو ہمارے ساتھ پیش آرہا ہے اگر کسی کے ایک دو حق ہوں تو اس کو تو پورا کرتا ہے اور وہ پورا کرا کے چھوڑتا ہے ہمارے سینکڑوں حق تجھ پر ہیں مگر کسی حق کا تو، کچھ خیال نہ کیا، ماں باپ کا اولاد پر حق ہے کہ وجود انھیں کے سبب ملا ہے، اس لحاظ سے بھی ہم ہی مستحق ہیں کہ اصلی وجود ہم نے دیا ہے، استاد کا حق شاگرد پر ہے جہل سے نکالا، اس لحاظ سے بھی ہم ہی مستحق ہیں ''عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ'' (ہم نے انسان کو وہ وہ سکھایا جس کو وہ نہیں جانتا تھا) مرشد کا حق مرید پر ہے کہ باعث ہدایت ہوا، اس لحاظ سے بھی ہم ہی مستحق ہیں، اگر ہم ہدایت نہ دیتے تو کیا ہدایت پاتا۔ مالک کا حق غلام پر، شہنشاہ کا حق رعایا پر، اور معشوق کا حق عاشق پر ہوتا ہے اس لحاظ سے بھی ہم ہی مالک ہیں، ہم ہی شہنشاہ ہیں اور ہم ہی محبت کرنے کے لائق ہیں، بندے پھر تو ہمارے کون کون سے حق کو بھولے گا، ایک دن ہم ہی سے کام پڑے گا، اس دن ہمارے دربار میں ہاتھ باندھے ہوئے غلامی کا اظہار کریگا۔ اس وقت کچھ نفع نہیں، یہاں غلامی کا اظہار کر، یہ کام آنے والا ہے۔

**حکایت:** حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر فرد یک نفس از دیدارِ حق محروم مانم درآخرت چنداں بگریم و نالم کہ ہمہ اہل بہشت را بر من رحم آید (اگر کل قیامت میں ایک لحظہ اللہ تعالی کے دیدار سے محروم رہوں تو اتنا روؤں گا کہ تمام بہشتیوں کو مجھ پر رحم آئے گا)۔

رابعہ رضی اللہ عنہا گفت ایں سخن نکوست، اما اگر در دنیا چناں ست کہ یک نفس از ذکر حق تعالیٰ غافل می ماند، ہماں ماتم و گریہ و زاری پدید آید، نشاں آنست کہ در آخرت نیز چناں خواہد بود والا نہ

چنانست (رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا فرمائیں یہ جو حسن بصری فرمائے ہیں بہت اچھی بات ہے، آخرت میں ایسا وقت ہوگا کہ دنیا میں بھی جب اللہ کی یاد سے ایک لحظہ غافل رہے تو ایسے ہی گریہ وزاری اس سے ظاہر ہو، جیسے آخرت میں دیدار حق نہ ہونے سے ظاہر ہوگی، ورنہ باتیں ہی باتیں ہیں۔

غرض بندے ہمارے تجھ پر سینکڑوں حق ہیں کوئی نہ کوئی حق اداء کر، دیکھ وقت جاتا ہے، کب تک ہاتھ پر ہاتھ لئے بیٹھا رہے گا کچھ تو بن کر آ، عاشق بن، اگر عاشق نہ بنا تو طالب بن، طالب نہ بنا تو غلام بن، غرض کچھ نہ کچھ بن کر چل۔ غلام کیسے بنا کرتے ہیں، غلامی کا کیسے اظہار کرتے ہیں، اس کی بھی تجھ کو خبر نہیں، یہ بھی ہمارا احسان ہے، آ ہم سکھاتے ہیں، مسجد بھی کبھی تو نے دیکھی ہے۔

**حکایت** : کسی کا بیل چھوٹ کر مسجد میں گھس گیا، لوگوں نے ملامت کی۔ کہنے لگا میاں! بیل جانور بے عقل تھا مسجد میں چلا آیا، کبھی ہم کو بھی دیکھے ہو کہ مسجد میں آئے ہیں۔

اگر بے عقل ہی مسجد میں آیا کرتے ہیں اور سمجھ دار مسجد میں نہیں آتے تو بس تم غلامی کا اظہار کرنا سیکھ چکے۔ غلامی سیکھنا ہو تو ذرا بے عقل بن کر مسجد میں آؤ، پھر دیکھو اس کے غلام کیسے غلامی کا اظہار کرتے ہیں، سچ مچ عقل بالائے طاق رکھ کر اللہ کے سامنے کیا کیا کرتے ہیں۔

اگر کھانے پینے، جورو، بچوں میں لگ کر ہم کو بھول گئے ہو۔ خیر ہم اس پر بھی چشم پوشی کرتے ہیں اگر کوئی یاد دلانے والا یاد دلائے جب تو تم ہم کو یاد کرو، ورنہ ایک دن ایسے ہی کھاتے پیتے اپنی اپنی عورتوں میں خوش ہوں گے کہ صور قیامت پھونکا جائے گا، اس وقت سب ہم کو یاد کریں گے، مگر اس وقت کی یاد بے فائدہ ہے۔ اسی طرح اب جب تم کھانے پینے، بیوی بچوں میں ہوں گے کہ مؤذن سوتوں کو جگائے گا، بھولوں کو یاد دلائے گا، اس وقت ہماری یہ یاد نفع دے گی، اس لئے پہلے مؤذن کہتا ہے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" مسلمان تم کھانے پینے، جورو، بچے، معاملات، جن جن چیزوں میں پھنسے ہو، ان سب سے خدائے تعالی معظم ہے بڑا ہے۔ یہ لفظ ہمارے سچے غلاموں پر وہ اثر ڈال رہا ہے، سارے تعلقات ٹوٹ رہے ہیں، ہر چیز خدا کی عظمت کے سامنے حقیر نظر آرہی ہے، بے ساختہ

اِدھر مؤذن اُدھر سننے والوں کے منہ سے نکل رہا ہے " اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ " بارالٰہا! اب تک میں دھوکہ میں تھا، کھانے پینے، جورو، بچوں کو ہی مقصود اصلی سمجھا ہوا تھا، اب تیری عظمت نے سب کو نظروں سے گرادیا، معبود بھی تو ہی ہے، مقصود بھی تو ہی ہے، محبوب بھی تو ہی ہے، دل لگانے کے قابل تو ہی ہے، اب تک جو کٹی غفلت میں کٹی، یہ غفلت پہلے ہی سے اٹھا دینا تھا۔ غلام اپنی بدبختی سے آقا کو چھوڑ کر بھاگتا ہے تو آقا اس کو زبردستی پکڑ کر بلاتا ہے۔ اب تک آپ مجھ کو کیوں نہیں پکڑ منگوائے، کیوں مجھ کو اپنی مجلس سے نکال دیے تھے، کیوں مجھ کو شیطان کے ہاتھ میں دے دیے تھے۔ خیر جو ہوا سو ہوا، حاضر ہوں بتاؤ کیا خدمت ہے کہ وہ کروں۔ کوئی مستی میں کہتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کا چرواہا کہہ رہا تھا : ؎

ہے کہاں تو جلوہ گر بتلا مجھے — تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے
ہے بتا کس جا تو اے جانِ جہاں — تا کروں قرباں تیری خدمت میں جاں
رات دن میں تیری خدمت میں رہوں — ایک دم غمگین تجھے ہونے نہ دوں
خوب سا مل مل کے نہلاؤں تجھے — اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے
تیل ڈالوں سر میں اور کنگھی کروں — اچکنیں تیرے لئے اچھے سیوں
ڈھونڈ کپڑوں کی تیرے ماروں جوئیں — اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں
ہو اگر بیمار تو اے کردگار — جان و دل سے ہوں تیرا میں غمگسار
پاؤں دابوں اور چوموں ہاتھ کو — اور کروں سونے کو بستر رات کو
اے میرے رب جاں میری تجھ پر فدا — بال بچے گھر میرا واروں خُدا
روغنی روٹی پکا کر اور کھیر — اور بہت لسی، دہی، مسکہ، پنیر
لاؤں میں تیار کر آگے تیرے — روز ہو کھانا تیرا گھر سے میرے
اے خدا تجھ پر ہو قرباں میری جاں — اور میرے سب بکریاں اور خانماں

اِدھر مؤذن اُدھر سننے والوں کے منہ سے نکل رہا ہے ''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' بارالٰہا! اب تک میں دھوکہ میں تھا، کھانے پینے، جورو، بچوں کو ہی مقصود اصلی سمجھا ہوا تھا، اب تیری عظمت نے سب کو نظروں سے گرادیا، معبود بھی تو ہی ہے، مقصود بھی تو ہی ہے، محبوب بھی تو ہی ہے، دل لگانے کے قابل تو ہی ہے، اب تک جو کٹی غفلت میں کٹی، یہ غفلت پہلے ہی سے اٹھا دینا تھا۔ غلام اپنی بدبختی سے آقا کو چھوڑ کر بھاگتا ہے تو آقا اس کو زبردستی پکڑ کر بلاتا ہے۔ اب تک آپ مجھ کو کیوں نہیں پکڑ منگوائے، کیوں مجھ کو اپنی مجلس سے نکال دیے تھے، کیوں مجھ کو شیطان کے ہاتھ میں دے دیے تھے۔ خیر جو ہوا سو ہوا، حاضر ہوں بتاؤ کیا خدمت ہے کہ وہ کروں۔ کوئی مستی میں کہتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کا چرواہا کہہ رہا تھا:

ہے کہاں تو جلوہ گر بتلا مجھے — تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے
ہے بتا کس جا تو اے جانِ جہاں — تا کروں قرباں تیری خدمت میں جاں
رات دن میں تیری خدمت میں رہوں — ایک دم غمگین تجھے ہونے نہ دوں
خوب سا مل مل کے نہلاؤں تجھے — اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے
تیل ڈالوں سر میں اور کنگھی کروں — اچکنین تیرے لئے اچھے سیوں
ڈھونڈ کپڑوں کی تیرے ماروں جوئیں — اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں
ہو اگر بیمار تو اے کردگار — جان و دل سے ہوں تیرا میں غمگسار
پاؤں دابوں اور چوموں ہاتھ کو — اور کروں سونے کو بستر رات کو
اے میرے رب جاں میری تجھ پر فدا — بال بچے گھر میرا واروں خُدا
روغنی روٹی پکا کر اور کھیر — اور بہت لسی، دہی، مسکہ، پنیر
لاؤں میں تیار کر آگے تیرے — روز ہو کھانا تیرا گھر سے میرے
اے خدا تجھ پر ہو قرباں میری جاں — اور میرے سب بکریاں اور خانماں

غرض اس طرح کے خیالات سوجھ رہے تھے کہ مؤذن نے کہا ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' یوں بے تک بغیر کسی رہبر کے چلنے سے ایسے ہی خیالات سوجھتے ہیں۔ محمد ﷺ جیسے راہبر کے پیچھے ہوکر ہمارے پاس آؤ۔

ایسے میں مؤذن نے رہبر کی طرف سے اعلان شائع کیا کہ خدا کے دربار میں دودھ، پنیر، پاؤں دابنے کی ضرورت نہیں۔ ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ '' ان کو جو خدمت پسند وہ نماز ہے، نماز ہی سے ہمارے سب احسانات کا شکریہ اداء ہو جاتا ہے، اس لئے نماز کو آؤ، نماز پڑھ کر خدا کی خدمت کرو، یہی خدمت خدا کو پسند ہے، مگر یہ دربار کریم کا دربار ہے، خالی خدمت کے لئے نہیں بلاتے ہیں۔ ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاح '' خدمت کر کے نجات و کامیابی کا، معشوق کی خوشی کا خلعت تیار ہے، آؤ لے جاؤ۔ چلنے کو ہی تھا کہ پھر شیطان نے وسوسہ ڈالا: کہاں تو کہاں وہ معشوق، کہاں تو کہاں وہ شہنشاہ۔ پھر مؤذن نے دوبارہ ''اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ '' کہہ کر اس وسوسہ کو مٹا دیا۔ یہ غلامی سیکھنے کے لئے اب مسجد کی طرف اپنے دل کو یہ سمجھاتے چلا۔

**حکایت**: بازارِ مصر میں جب یوسف علیہ السلام بک رہے تھے، کروڑ ہا روپے قیمت اٹھ رہی تھی، ایک بوڑھی تاگے کی چند کھنڈکیاں لے کر چلی، لوگوں نے کہا تو کس شمار میں ہے، وہاں کروڑ پتی کی دال نہیں گلتی ہے۔ اس نے کہا گو یوسف علیہ السلام ان داموں کو نہ ملیں، مگر یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں میرا نام تو لگ جائے گا۔ ایسی ہی اے دل اگر خدا کے نہ عاشق بنے نہ طالب نہ سچے غلام تو خیر غلاموں کی فہرست میں نام تو لگ جائے گا۔ اتنا بھی ہوگیا تو زہے قسمت۔ اب مسجد میں آکر دیکھتا ہے کہ غلام غلامی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ظاہرہ جسم تو مخلوق سے ڈھانپے ہیں، باطن کی برائی خالق سے نہیں ڈھپ سکتی، ندامت، پشیمانی کا پردہ چھوڑ دیا ہے۔ یہ ندامت سترِ باطنی ہے اور وہ لباس ستر ظاہری۔

تکبیر ہو رہی ہے، ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ ایک بہت بڑے شہنشاہ کی آمد آمد ہے، نقیب پکار رہا

ہے، اتنے میں درباری وکیل (امام) آگے بڑھ کر القاب شہنشاہی پکارا ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' لو مبارک ہو، وہ شہنشاہ تشریف لائے۔ یہ سنتے ہی سب کے منہ سے وہی القاب نکل رہے ہیں : ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ''۔

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھ رہے ہیں، میرے مولیٰ تیری بڑی شان ہے، کان کو ہاتھ لگائے جا رہے ہیں، دو عالم سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں، یا اس سے یہ بتایا جا رہا ہے کہ ایسی بڑی شان والا کہیں سنا نہیں، موجود ہونا کیسا، یا اس واسطے ہاتھ اٹھا رہے ہیں کہ سن لیا ہے کہ شہنشاہ کی تشریف آوری ہو چکی ہے ڈوبتا (شخص) ہاتھ مارتا، اونچے کرتا ہے، میں بھی گناہوں کے دریا میں ڈوب رہا ہوں میرے مولا! میرا ہاتھ پکڑ لے، گناہوں کے دریا میں ڈوبنے مت دے، ہاتھ باندھ کر نیچے نگاہ کئے نہایت ادب سے کھڑے ہوئے ہیں، غلاموں کو آپ دیکھتے ہیں، غلام کیا بلکہ بھاگے ہوئے غلاموں کی طرح سر جھکائے ہوئے کھڑے ہیں، اس وقت کچھ ایسی فضیحت و رسوائی ہو رہی ہے کہ سر اٹھائے نہیں اٹھ رہا ہے۔ آنکھیں ہیبت سے نیچے کئے ہیں، چہرہ پر جلال و خوف کے آثار نمایاں ہیں، پھر دیکھا سب کا منہ ایک ہی طرف ہے، اس سے یہ بتاتے ہیں کہ میرے مولا! آپ کو پھوٹ و اختلاف سے نفرت ہے، اس لئے ہم سب اتفاق بتانے ایک ہی طرف منہ کئے کھڑے ہیں۔ ظاہرہ میں تو ایک ہی طرف منہ کر کے اتفاق کا اظہار کر رہے ہیں، مگر دل چوطرف بھاگ رہا ہے۔ ہاتھ باندھ کر یہ بتلاتے ہیں کہ میاں دل بھاگ رہا ہے، اس کو پکڑ پکڑ کر آپ کی طرف لا رہا ہوں، اب آپ ہی اس کو سنبھالو۔ قیامت کا پورا نمونہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا، قیام سے قیامِ قیامت یاد آ گیا، ایسا ہی خدائے تعالیٰ برآمد ہوگا، سب ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔ ان آنکھوں سے تو یہ دیکھ رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے موافق باطن کی آنکھ سے یہ دیکھ رہا ہے کہ اس نمازی کے سر سے لے کر آسمان تک رحمتِ الٰہی کی گھٹا چھائی ہوئی ہے، نیکیاں مینھ کی طرح برس رہی ہیں، فرشتے اس نمازی کے پیروں سے آسمان تک اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے ہیں، اس کو متبرک سمجھ کر اس کی زیارت کر رہے ہیں۔

بادشاہوں کے سامنے عرض معروض کرنے کے پہلے سلطانی عظمت ظاہر کرنے کے لئے چند القاب ذکر کرتے ہیں۔ثناء بمنزلہٗ القاب شاہی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر کی معراج کے وقت بھی شیطان موجود تھا، جبرئیل علیہ السلام ہانکے تھے، کہیں میری معراج (نماز) میں بھی شیطان حارج نہ ہو، اس لئے "اَعُوْذُ" پڑھ کر خدا کی پناہ میں آرہا ہوں۔

یا یوں سمجھئے کہ دربارِ الٰہی بھرا ہوا ہے، یہ بھی دربار میں بلا لیے گئے ہیں۔ ہاتھ باندھ کر غلاموں کی طرح حاضر ہیں، کچھ تو شیطان دشمن کی شکایت ہو رہی ہے کہ یہاں وہ آپ سے اب تک دور رکھا، اور کچھ اپنی بے بسی کا اظہار ہو رہا ہے۔ اب عرض معروض کرنے کا وقت آ گیا، اب عرضی گزرانا ہے، بادشاہوں کے عرضی کے القاب ہوتے ہیں، یہاں عرضی کے القاب یہ کہہ رہا ہے :

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' میں کچھ نہیں ہوں آپ ہی حمد کے لائق ہیں۔

''رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' میں سمجھا تھا کہ میری بھی کچھ ربوبیت ہے۔نہیں پیارے، آپ ہی ربوبیت کے سزاوار ہیں، آپ ہی سب کے پالنے والے ہیں۔

''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' آپ کی محبت کا کیا کہنا، قصور دیکھتے ہیں، پھر برابر روزی دیتے جاتے ہیں، قصور پر قصور کر رہے ہیں، پھر ذرا توبہ کر لئے تو آپ جنت کی نعمتیں ہم پر سے نثار کر دیتے ہیں۔ کیا آپ کی مہربانی اور عنایت کہوں، عمر بھر کا گنہگار اگر توبہ کرے تو آپ فرماتے ہیں ارے گنہگار بندے گھبرا مت، اگر تو زمین بھر کر گناہ کیا ہے تو میں آسمان بھر کر رحمت تجھ پر نثار کرنے تیار ہوں۔

''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' آپ کو شہنشاہیت کے پورے اختیارات ہیں، آپ وہ ہیں کہ بڑے بڑے زبردست بادشاہ، مغرور پہلوان، جن وانس اور فرشتے تھرتھراتے، کانپتے، ڈرتے، لرزتے حضور میں ہاتھ باندھے ہوئے ایسے ہی حاضر ہوں گے جیسے میں، اس وقت حاضر ہوں سب فیصلہ آپ کے قبضہ میں ہوگا۔

''اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ '' میں آپ کا پشتنی غلام ہوں، ہمیشہ سرکار سے ہر قسم کی مدد ملتی رہتی ہے میں قدیمی نمک خوار ہوں پھر عرضی کا اصل مضمون پیش کرتا ہے۔

''اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ '' اصلی معروضہ یہ ہے کہ صراط غلامی پر رکھو، جو چاہو کرو، مگر میاں اپنے غلامی سے مت نکالو، معاش کی فکروں میں پھرتا ہوں تو یہ مت سمجھنا میاں کہ آپ کو بھولا ہوا ہوں، آپ ہی کا حکم ہے اس لئے میں جاتا ہوں، پھر دوڑ دوڑ کر آپ ہی کی طرف آتا ہوں۔

اس کی نعمت کا خاصکر دستر خوان زمین کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرے استقامت شکریہ کی دعا کر کے ناشکروں کے زمروں سے بچانے کی درخواست کرر ہے ہیں۔

ایک فرشتہ پکار رہا ہے اے نمازی بندے! اگر تو دیکھ لے کہ تیرے سامنے کون ہے اور تو کس سے باتیں کرر ہا ہے تو واللہ قیامت تک سلام نہ پھیرے، نماز ہی میں مشغول رہتے رہتے مرجائے اور کبھی بس نہ کرے۔

موسیٰ علیہ السلام کو ہیبت طاری ہوئی تو دل بہلانے فرمایا'' وَمَا تِلۡكَ بِيَمِيۡنِكَ يٰمُوۡسٰى '' (موسیٰ تمہارے داھنے ہاتھ میں کیا ہے) ایسا ہی بندہ کو معراج ہورہی ہے کچھ ایسی ہیبت طاری ہے قریب ہے کہ بیہوش اور بے سدھ ہو جائے، اس لئے بہلاتے ہیں، کبھی '' فِیۡلُ وَاَبَابِیۡلُ '' کے قصے سنتے ہیں تو کبھی ابولہب کی داستان، یہ ضم سورہ ہے، آخر اللہ تعالیٰ کی ہیبت وعظمت سے عاجز ہو کر جھکا جارہا ہے رکوع کیا، یا یوں سمجھئے عرضی پیش ہونا تھا فورا منظور، اللہ اللہ کیا سخی داتا ہے، کیا سخی دربار ہے قیام میں تمام گناہوں کی پوٹلی سر پر رکھے تھے، رکوع میں جاتے ہی سب گناہ جھڑ جاتے ہیں، رکوع سے خوش خوش اٹھتا ہے'' سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ '' کہتے ہوئے کہ میرا اللہ سن لیا، پاک صاف کر دیا۔

اس وقت حکم ہوتا ہے کیوں بندے گیا نہیں، تو سنا تو ہوگا کہ بادشاہوں کے پاس جانے کے لئے

کیا کیا اہتمام کرنا پڑتا ہے کس کوششوں سے کبھی ملاقات نصیب ہوتی ہے، کیوں بندے ہمارا بھی دربار دیکھا، جب تو چاہے ہمارے پاس چلا آسکتا ہے، نہ تجھے اجازت کی ضرورت نہ کوشش کی حاجت، ہاتھ باندھ لئے خدا کے سامنے ہو گئے۔

پھر نمازی دل میں کہتا ہے میرے پیارے کیا کروں، تیری نعمتوں کا شکریہ کس طرح اداء کروں۔ تو بتاؤ میاں! میاں وہ کونسا کام کروں جو تیرے احسانوں کا کچھ تو بدلا ہو، تیری شان عالی کے سامنے مجھ بیچارے سے کیا ہو سکتا ہے، میرے سارے جسم میں سر اور چہرہ شریف ہے اس شریف عضو کو آپ کے سامنے زمین پر رکھتا ہوں تا کہ میری انتہائی عاجزی کا اظہار ہو جائے، اور میں یہ جانتا ہوں اس سے آپ کی کچھ عظمت و کبریائی بڑھتی نہیں، آپ سب بڑوں سے بڑے ہیں، صرف میری عاجزی کا اظہار مقصود ہے اس لئے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں سر رکھ دیتا ہوں یا یوں سمجھئے کہ رکوع سے کھڑے ہوتے ہی خیال آتا ہے کہ رکوع میں ابھی میں دور تھا تو یہ سرفرازی ہوئی، نزدیک ہونے سے خدا جانے کیا کیا ہو، اس لئے قدموں پر گرا۔

حکم ہوتا ہے بندے گناہ تھے وہ تو دھو دیئے، لے اب تجھے اپنا مقرب بناتے ہیں۔ میرے بندے سجدہ سے سر اٹھا، کیوں پریشان ہے تُو ہی ہم سے دور دور تھا ہم کیا کریں، اب آ گیا ہے تو تُو ہمارا ہے، ہم تیرے ہیں۔

صاحبو! یہ تعلق یہاں کیا قبر میں مزہ دے گا۔

**حکایت**: رابعہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں منکر نکیر نے پوچھا "مَنْ رَبُّكَ" (تیرا رب کون ہے) تو رابعہؒ نے کہا میرے رب سے کہو تو اپنی لکھوکھا مخلوق میں سے ایک بوڑھی کو نہیں بھولا، قاصد بھیجا ہے تو بھلا یہ بوڑھی کا آپ کے سوا کوئی نہیں، میں کیسے آپ کو بھولتی، جو آپ چاہتے ہیں امتحان لیں کہ میں یاد رکھی ہوں یا بھولی ہوں۔

جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو مجبور ہو کر ایک عبادت میں طرح طرح کی عبادتیں کرتا ہے، قیام، رکوع، سجدہ، تکبیر، تسبیح، تحمید، درود، تو میں قادر ہو کر کیا اس کا بدلہ نہیں دوں گا، طرح طرح کی عبادتوں کے بدلے، طرح طرح کی نعمتیں، قسم قسم کے میوے، رنگ برنگ کے کھانے کھلاؤنگا، سب عبادتوں میں سجدہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اس کے بدلے اعلی درجہ کی نعمت جو میرے دیدار کی نعمت ہے سرفراز کرونگا۔ میرے بندے مجھے عذاب کرنے بہت سے کافر ہیں مگر تیرے کو میرے سوا کوئی نہیں ہے، اس لئے نماز کے بدلے تیرے سب گناہوں کو بخش دیا، میرے بندے! تیری ہر رکعت کے بدلے جنت میں ایک عالیشان محل ایک خوبصورت حور دونگا، تیرے ہر سجدہ کے صلہ میں میرے چہرہ پر نظر کرنے نعمت عطا کروں گا۔

یا یوں سمجھئے بندہ زمین پر پڑے ہوئے عرض کرتا ہے ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' (آپ پاک ہیں میرے رب اور عالیشان ہیں) تیری شان عالی کا کیا اظہار کروں، جس خاک پر رکھا ہوں، بس میں یہی خاک تھا، تو مجھے اس خاک سے پیدا کیا، گو میں ناچیز ہوں مگر میرا رب بڑا اعلیٰ ہے۔

حکم ہوتا ہے اچھا بندے ذرا سب کو دکھا کہ ہم خاک سے کیسے پیدا کئے تو بندہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے قعدہ میں بیٹھا کہ یوں خاک سے پیدا ہوا، پھر حکم ہوتا ہے کہ اس زندگی پر دھوکہ نہ کھانا، پھر خاک میں ملنا ہوگا۔ جاؤ خاک میں مل کر دکھاؤ کہ مر کر کس طرح خاک میں ملیں گے، فوراً اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں گیا کہ یوں مر کر خک میں ملیں گے، پھر حکم ہوتا ہے اچھا بندے! اب بتا کہ مرنے کے بعد خاک سے پھر کیسے زندہ ہوں گے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے دوسرے سجدہ سے سیدھا کھڑا ہو گیا کہ دیکھو یوں قیامت میں کھڑے ہونگے، نمازی خدا کی قدرت کو آنکھوں کے سامنے دکھادیا، اسی واسطے سجدہ میں جاتے وقت پہلے زمین پر زانوں رکھتے ہیں، پھر ہاتھ، پھر چہرہ، اور اٹھتے وقت اس کا الٹا یعنی پہلے چہرہ، پھر ہاتھ پھر زانوں اٹھاتے ہیں، قیامت میں اس سجدہ

کا لطف دیکھنا، سب لوگ قبروں سے نکل کر باہر آئیں گے، فوراً مسلمانوں کے پاس فرشتے آ کر انکے سروں سے مٹی پونچیں گے تمام جگہ کی مٹی پونچی جائے گی مگر پیشانیوں کی مٹی ہزار پونچنا چاہیں گے مگر وہ مٹی دور نہ ہوگی اتنے میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوگی، میرے فرشتو! پیشانی کی مٹی کو رہنے دو، یہ قبروں کی مٹی نہیں ہے، یہ سجدوں کی مٹی ہے، یہ میں نے اس لئے ان کو پیشانی پر مٹی لگی ہوئی اٹھایا ہے تا کہ سب کو معلوم ہو کہ یہ میرے سچے غلام تھے، غلامی کا جو اظہار کئے تھے یہ اس کی علامت ہے، پھر غلاموں کی طرح باادب بیٹھ کر تعریف کرتا ہے ''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ'' (میرے اللہ ہی کے لئے ہیں میری مالی عبادتیں، میری بدنی عبادتیں اور دل وزبان کی ساری عبادتیں) اس کے بعد ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ'' کہہ کر جن کی بدولت دربار میں باریاب ہونا نصیب ہوا، ان پر سلام و درود بھیجتا ہے، اور دوست یاد آ گئے ان کو بھی ساتھ ملا لیا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ'' نماز ختم کرنے کے لئے کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ'' بھائیو! اب تک میں دوسرے عالم میں تھا، کہاں کہاں گیا، بہت دور سے سفر کر کے پھر تمہارے پاس آیا ہوں ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ'' سلام پھیرتے وقت صرف منہ پھرتا ہے، سینہ قبلہ کے طرف ہے اس سے یہ بتاتا ہے کہ میرے مولا! آپ کے سامنے سے دل جانا نہیں چاہتا، آپ کی جدائی کا صدمہ نہیں سہا جاتا ہے، اب بہ مجبوری جاتا ہوں، منہ مخلوق کی طرف پھیر رہا ہوں، مگر دل کو آپ ہی کی طرف رہنے دیتا ہوں۔

یہ ہے غلامی کا اظہار۔ غلام اپنی غلامی کا کیسے اظہار کرتے ہیں، یہ دیکھنے کے لئے جو شخص مسجد میں آیا تھا وہ دیکھا کہ مسجد میں غلام نماز پڑھ کر اس طرح غلامی کا اظہار کر رہے ہیں تو اس کو معلوم ہوا کہ ابتدا تخلیق عالم سے آج تک کسی نے ایسا اپنی غلامی کا اظہار نہیں کیا ہے اس کو یہ عبادت بہت پسند آئی، وہ بھی اس عبادت میں شریک ہونا چاہا تو حکم ہوتا ہے یوں نہیں ذرا اس دنیا کے ظلمت کدہ کی سیاہی دھو کر آ ؤ، یوں بھی تو دربار شاہی میں جانے والا نہاتا، منہ ہاتھ دھوتا، کپڑے پاک پہنتا

ہے، تم بھی اب دربارالٰہی میں آرہے ہیں ایسا ہی کرو۔

دنیا میں دو طرح کی لذتیں ہیں، ایک میں سُدہ باقی رہتی ہے جیسا کھانا پینا، اس کے لئے ہلکی طہارت یعنی وضو، دوسرے بے سُدہ کرنے والی لذت جیسے جماع، اس میں تو تم نے ہم کو بالکل بُھلا ڈالا، اس لئے تم خوب طہارت یعنی غسل کر کے آؤ اور پھر غلامی کا اظہار کرو۔ یہ ہے نماز! اور یہ ہے مسلمانوں کی معراج۔

نمازیو! تمہاری شان کل قیامت میں دیکھنے کی ہوگی، ایک مثال سے نمازیوں کی شان وشوکت کا اندازہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت میں کئی جگہ ایسے ہیں کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ اس میں سے ایک پل صراط بھی ہے، کیا کہوں کیسا خوفناک منظر ہوگا، دوزخ کی آگ جوش مار رہی ہوگی، اس پر پل تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک رکھا جائے گا، مسلمان وہاں پریشانی کی حالت میں کھڑے ہوئے ہیبت اور خوف ودہشت سے بے سدھ ہوکر رو رہے ہوں گے، فرشتے پوچھیں گے، ارے کیوں روتے ہو؟ وہ کہیں گے ہم کو آگ سے ڈر لگتا ہے، کیسے اس پر سے گزریں۔ ایسے میں کیا دیکھتے ہونگے کہ جبرئیل علیہ السلام آکر کہیں گے تم دریاؤں پر کیسے گزرتے تھے وہ کہیں گے کشتیوں کے ذریعہ سے۔

فوراً بڑے بڑے مکان ریل کے ڈبوں کی طرح آکر کھڑے ہوجائیں گے، وہ اس میں بیٹھ کر پل صراط سے پار ہوجائیں گے، پوچھیں گے یہ کیا تھیں؟ فرشتے کہیں گے یہ تمہاری مسجدیں تھیں جن میں تم نماز پڑھا کرتے تھے۔

مسلمانوں! اب وقت ہے کہ تم نماز پڑھ کر آخرت کی عزّت حاصل کرو۔ اگر یہ وقت گیا اور تم نے نماز نہ پڑھ کر موقعہ ہاتھ سے کھودیا تو پھر پچھتاؤ گے، اس وقت پچھتانا کوئی فائدہ نہ دے گا۔

آج روز جمعہ، جمادی الاولیٰ کی ۲۳/ تاریخ اور ۱۳۷۸ھ ہے، میں نے معراج نامہ کو ختم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور عام مسلمانوں کو اس کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

فقط

ابوالحسنات سید عبداللہ حیدرآبادی

ابن حضرت مولانا مولوی سید مظفر حسین صاحب (قبلہ رحمۃ اللہ علیہما)

...☆☆☆...

## محدث دکنؒ کی اردو تالیفات

گلزارِ اولیاء

علاج السالکین

کتاب المحبت

تفسیر سورۂ یوسف

مواعظ حسنہ

قیامت نامہ

معراج نامہ

میلاد نامہ

سلوک مجدّدیہ

فضائل نماز

نور المصابیح (ترجمہ زجاجۃ المصابیح)

دکن ٹریڈرس بک سیلر اینڈ پبلشرز

23-2-378 مغل پورہ حیدرآباد 500 002

☎ : 040-24521777, 66490230, Fax : 66710230

Rs.80/-

# Talib E Dua

محمد عامر علی قادری

ابن

محمد عضمت الدین قادری صاحب